حرم سے حرم تک

مُصنِّف

ادیبِ شہیر حضرت علامہ محمد ادریس رضوی ایم اے

ناشِر

امام احمد رضا فاؤنڈیشن کلیان

حرم سے حرم تک

(سفرنامہ عمرہ ۲۰۱۲ء)

مصنف

ادیب شہیر الحاج مولانا

محمد ادریس رضوی، ایم۔اے

رابطہ

Mohammed idris Razavi

SunniJamamasjid.PatriPool

Kalyan421306 Maharashtara

mob.9869781566

E:mail:idris367@gmail.com

ناشر

امام احمد رضا فاؤنڈیشن کلیان

نام کتاب:..................حرم سے حرم تک

مصنف:...........(ادیب شہیر) حضرت علامہ مولانا الحاج محمد ادریس رَضوی (ایم۔اے)

اشاعت اوّل:...............(اردو)

زیر اہتمام:...................جناب سیّد یاسین علی قادری، پتری پل، کلیان

ناشر:　امام احمد رضا فاؤنڈیشن، کلیان (مہاراشٹر)

تعداد:　۱۰۰۰

قیمت:......................Rs-70

حسبِ فرمائش: الحاج منظور احمد شیخ۔ سیّد یاسین علی قادری۔ مولانا محمد کاشف رضا شاؔد مصباحی

سالِ اشاعت...............جنوری ۲۰۱۴ء بمطابق ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ

ملنے کے پتے:

سنّی جامع مسجد، پتری پُل، کلیان (مہاراشٹر) mob:9869781566

(مولانا) محمد کاشف شاؔد مصباحی، دار العلوم رضائے مصطفےٰ (گل برگہ)

مولانا محمد مسعود رضا قادری، جامعہ رضویہ، رضا نگر، پُرانا بیل بازار، کلیان

تقسیم کار: **امام احمد رضا فاؤنڈیشن، کلیان (مہاراشٹر)**

E:mail:idris367@gmail.com

☆ آئینہ.................. حضرت مولانا محمد کاشف رضا شاد مصباحی..................۶تا۸
☆ تقریظ.................. حضرت مولانا محمد مقیم الدین عنبر صاحب..................۹
☆ تاثرات.................. منظور احمد شیخ..................۱۰تا۱۲
☆ ایسا بھی ہوتا ہے.................. محمد ادریس رضوی..................۱۳تا۱۸
☆ ۲۰۱۲ء میں حرمین شریفین کی زیارت..................۱۹تا۲۱
☆ ایک اور بات..................۲۲تا۲۳
☆ ہم لوگوں کی روانگی..................۲۳تا۲۵
☆ کچھ اپنی باتیں..................۲۵تا۲۶
☆ ۲ر جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۱ر رجب ۱۴۳۳ھ بروز سنیچر..................۲۶تا۲۹
☆ ہم جدہ پہنچ گئے..................۲۹تا۳۳
☆ ہم جدّہ سے مکہ میں داخل ہوئے..................۳۳تا۳۴
☆ ہوٹل قھری الخلجیة..................۳۴تا۴۳
☆ ۳ر جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۲ر رجب ۱۴۳۳ھ بروز اتوار..................۴۳تا۴۵
☆ ۴ر جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۴ر رجب ۱۴۳۳ھ بروز پیر..................۴۵تا۴۷
☆ مکة المکرمہ کی زیارتیں..................۴۷تا۴۹
☆ غار ثور کی کچھ تاریخی باتیں..................۴۹تا۵۱
☆ چند اہم واقعات..................۵۱
☆ نہر زبیدہ..................۵۱تا۵۲
☆ ہم نے کیا دیکھا..................۵۳
☆ میدان عرفات کی کچھ باتیں..................۵۳تا۵۴

☆ حِل کہاں سے کہاں تک ۵۵تا۵۷
☆ میدان عرفات کی کچھ پرانی باتیں ۵۷
☆ منیٰ کے میدان میں ۵۷تا۶۱
☆ منیٰ سے غار حرا کی جانب .... ۶۱ تا ۶۳
☆ آثار و مشاہد سے بے اعتنائی اور پامالی .... ۶۳ تا ۶۴
☆ ۶/ جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۶/ رجب ۱۴۳۳ھ بروز بدھ .... ۶۴ تا ۶۵
☆ ۷/ جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۷/ رجب ۱۴۳۳ھ بروز جمعرات .... ۶۵ تا ۶۶
☆ حدودِ حرم ۶۶
☆ ۸/ جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۸/ رجب ۱۴۳۳ھ بروز جمعہ .... ۶۶ تا ۶۷
☆ مکۃ المکرمہ سے مدینہ منورتک .... ۶۹ تا ۷۰
☆ جہنمی اور جنتی پہاڑ ۷۰تا۷۲
☆ ہم مدینہ منورہ میں پہنچ گئے ۷۲تا۷۳
☆ مہمان نوازی کی روایتیں زندہ ہیں ۷۳تا۷۵
☆ مسجد میں مدرسہ ۷۵تا۷۶
☆ آقا ﷺ کے روضہ پر .... ۷۶ تا ۷۷
☆ ۱۲/ جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۲/ رجب ۱۴۳۳ھ بروز منگل ۷۷تا۷۸
☆ مدینہ منورہ کی زیارتیں ۷۸تا۸۳
☆ بئرِ اریس یا بئرِ رومہ ۸۳تا۸۴
☆ کعب بن اشرف یہودی کا قلعہ ۸۴تا۸۶
☆ غار ثور سے کلثوم بن ھدم کے مکان تک ۸۶تا۸۸

☆ احد میں دو عشاق کو بشارت.................. ۸۸تا۹۱
☆ جنگ احد کی انفرادیت.................. ۹۱ تا ۹۳
☆ جنگ احد کے شہدا کی فہرست.................. ۹۳تا ۱۰۱
☆ رات میں اُحد کی زیارت.................. ۱۰۱ تا ۱۰۳
☆ دارِ متاعِ عشق وادب.................. ۱۰۳ تا ۱۰۷
☆ آج پھر احد اور مشہور مساجد کی زیارتیں ہوئیں.................. ۱۰۷ تا ۱۰۹
☆ شب معراج مدینہ میں.................. ۱۰۹ تا ۱۱۱
☆ ۱۷/جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۷/رجب ۱۴۳۳ھ بروز اتوار.................. ۱۱۱ تا ۱۱۳
☆ مدینہ منورہ سے مکۃ المکرّمہ.................. ۱۱۳ تا ۱۱۵
☆ ۱۹/جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۹/رجب ۱۴۳۳ھ بروز منگل.................. ۱۱۶
☆ ۲۰/جون ۲۰۱۲ء مطابق ۳۰/رجب ۱۴۳۳ھ بروز بدھ.................. ۱۱۶ تا ۱۱۷
☆ غسل کعبہ کا سماں دیکھا.................. ۱۱۷ تا ۱۲۰
☆ کعبہ شریف کے اندر کیا ہے؟.................. ۱۲۰ تا ۱۲۲
☆ خانہ کعبہ کی چھت.................. ۱۲۲ تا ۱۲۳
☆ غسل کعبہ کب کب ہوتا ہے؟.................. ۱۲۳ تا ۱۲۶
☆ مولد النبی ﷺ کی زیارت اور اس کے بارے میں.................. ۱۲۶ تا ۱۳۱
☆ جنت المعلیٰ کی زیارت.................. ۱۳۱ تا ۱۳۷
☆ ۲۳/جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۱/شعبان ۱۴۳۳ھ سنیچر.................. ۱۳۷
☆ ۲۴/جون ۲۰۱۲ء مطابق ۴/شعبان ۱۴۳۳ھ بروز اتوار.................. ۱۳۷ تا ۱۴۰
☆ جدہ کے ایئرپورٹ پر.................. ۱۴۰ تا ۱۴۳
☆ ممبئی ایئرپورٹ پر.................. ۱۴۳ تا ۱۴۴

حضرت مولانا محمد کاشف رضا شاد مصباحی
صدر مدرس دار العلوم رضائے مصطفٰے، گلبرگہ

آئینہ

سیر وسیاحت: تفریحِ طبع اور لہو لعب کی نیت سے نہ ہو، بلکہ طاعت و بندگی، عبرت پذیری، حصولِ علم، تاریخی نتائج اخذ کرنے، گزری ہوئی قوموں کے مسمار شدہ محلات و باغات اور قلعوں وشہروں کو دیکھ کر اپنی اصلاح کی غرض سے ہو تو یہ سیر وسیاحت باعث ثواب اور موجبِ رضائے الٰہی ہے۔

زیارتِ حرمین طیبین کے لئے سفر کرنا نہ یہ کہ صرف باعث ثواب اور موجبِ الٰہی اور فریضہ کی ادائیگی ہے بلکہ انسان کی زندگی کا یادگار اور سب سے بہترین سفر ہوتا ہے، جس کا ہر پَل اُس کے لئے ترقیٔ درجات کا سبب ہوتا ہے، جہاں انسان طاعت و بندگی کا پیکر بنا ہو تا ہے، وہیں وہاں کی خاک کے ذرّے ذرّے سے اپنی الفت کا اظہار کرتا ہے اور اس سر

زمین کی ہر شے کو دیکھ کر خوشی و مسرت کا اظہار کرتا ہے، اہلِ علم اپنی معلومات میں اضافہ کرتے ہیں اور ماضی و حال کا موازنہ کر کے عبرت بھی پکڑتے ہیں، تاریخی نتائج بھی اخذ کرتے ہیں اور اگر اہلِ علم کا رشتہ قلم سے ہو تو اس سفر کی یاد کو زندہ رکھنے کے لئے دوسروں تک اپنی معلومات پہنچانے اور وہاں کے حالات وہاں کی تاریخ سے آشنا کرانے کے لئے اپنے سفر کی روداد سپردِ قلم و قرطاس کر دیتے ہیں، بہتوں کی یہ کوشش الماریوں کی زینت بن کر رہ جاتی ہے، بہتوں کی کتابی شکل میں آ کر اہلِ محبت کو لذتِ کام کرتی ہے۔

والد گرامی ادیبِ شہیر علامہ الحاج محمد ادریس رَضوی طالَ حیاتہٗ ان خوش نصیبوں میں سے ہیں، جنہیں دو مرتبہ حرمین طیبین کی زیارت کا شرف ملا، ۲۰۱۲ء میں عمرہ کے لئے حاضر ہوئے اور اپنے اس مبارک سفر کی یاد و واقعات وہاں کے حالات اس سفر زمین کی تاریخ کو سپر قرطاس کیا ہے اور اب قارئین کے ہاتھوں میں بنام ''حرم سے حرم تک'' ہے۔

منظر کشی

آپ کی تحریر کی اہم خصوصیت رہی ہے کہ جس میں آپ کی علمیت، قوت استحضار و مشاہدہ، زبان و بیان پر عبور کو محسوس کیا جا سکتا ہے، اس سفر نامہ کو پڑھنے والا نہ صِرف یہ کہ حرمین طیبین کی تاریخ و مناظر اور وہاں کے حالات واقعات سے آشنا ہوگا بلکہ بعض وہ حقائق ان کے سامنے آئیں گے کہ جن سے تاریخ و سیر کی کتابیں خالی ہیں، خصوصاً اس سفر نامے کو الفاظ و انداز و بیان کی جس خوبصورت لڑی میں پرویا گیا ہے کہ پڑھنے کے دوران محسوس ہوتا ہے کہ گویا کتاب نہیں پڑھ رہے ہیں بلکہ وہاں کی وادیوں میں سیر کر رہے ہیں جو دل و دماغ کو مسحور و معطر کر رہا ہے، حرمین طیبین کی سرزمین کے بعض وہ حصے جو اہلِ ایمان کی عقیدت و محبت سے خاص وابستگی رکھتے ہیں ان کے بیان کے وقت جو انداز اختیار کئے گئے ہیں، وہ فقط اس سفر نامے کا حصہ ہے، حرمین طیبین کی زیارت کے وقت جو اہل محبت پر کیفیت طاری

ہوتی ہے اُس کا اِس کتاب میں جابجا اظہار قاری پر رقت طاری کر دیتا ہے، بعض جگہ پر آنکھیں اشک بار ہو جاتی ہیں، اس سفرنامے میں موقع کی مناسبت سے کہیں کہیں نعتیہ اشعار کی شمولیت نے رنگ کو اور دوبالا کر دیا ہے۔

اس سفرنامہ کو جس رنگ و آہنگ کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے کہ اس کے اندر تاریخ وحقائق، فضائل وکمالات اور خصائص سب شامل کر لیے گئے ہیں، حقیقت یہ ہے کہ ایک سفرنامہ کا قاری دورانِ مطالعہ جس جس چیز کی تلاش وٹوہ کرتا ہے اس کا بھرپور خیال رکھا گیا ہے جو کتاب کو مقبول ومحترم بنانے میں عمدہ رول ادا کرے گی، خصوصاً اس سفرنامہ میں اس کا اندازِ بیان، تاریخی معلومات، عشق وارفتگی کا اظہار اس کتاب کو امتیاز بخشے گا۔

حضرت مولانا محمد مقیم الدین عنبر صاحب

استاد مدرسہ دار القرآن عربیہ، نوری محلہ، کردھولی، دربھنگہ (بہار)

سفرنامہ ''حرم سے حرم تک'' کے مصنف حضرت علامہ مولانا محمد ادریس رضوی صاحب مدظلہ العالی تقویٰ شعار متدین عالم دین، بہترین شاعر اور کہنہ مشق خطیب، بالغ نظر ادیب اور عمدہ قلم کار ہیں، آپ کی نوک قلم سے مختلف موضوعات پر قسم وقسم کی ایک درجن کتابیں شائع ہو کر قارئین کے لئے سرمۂ نگاہ بن کر قلب کا سامان فراہم کر چکی ہیں اور پچاس سے زیادہ گلدستہائے مقالات ومضامین صفحۂ قرطاس پر موتیوں کی طرح بکھر کر مختلف وقتوں میں مختلف جرائد ورسائل کی زینت بن کر ارباب فکر ونظر وصاحبانِ لوح وقلم سے دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب سفرنامہ ''حرم سے حرم تک'' میں موصوف نے ان تاریخی حقائق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر بڑی خوبصورتی کے ساتھ اجاگر کیا ہے، جن پر نجدی سعودی حکومت نے کورِ باطنی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بغض وعناد کا دبیز پردہ ڈال کر صفحۂ ہستی سے مٹانے یکلخت سعی ناکام کی ہے، حضرت ممدوح مکرم نے تفصیل سے ان مقاماتِ متبرکہ اور آثار دینیہ قدیمہ کو حیطۂ تحریر میں لانے کی کوشش کی ہیاور یقیناً موصوف اپنی کوشش میں کامیاب بھی ہیں اور اس کے لئے آپ پوری جماعتِ اہلسنت وجماعت کی طرف سے مبارکبادی کے مستحق ہیں کیونکہ یہ وہ مقامات ہیں جس سے سارے مسلمانوں کے دینی وملی ومذہبی جذبات وابستہ ہیں، عیاں راچہ بیاں کتاب کا ورق الٹئے اور اعتقادات کی دنیا میں کھو جائیے، کتاب ہر طرح سے نافع ہے، یقیناً یہ کتاب زائرین حرمین طیبین ومقامات متبرکہ ومقدسہ کے مشتاقانِ دید کے لئے سنگ میل کا کام کرے گی۔

دعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جل وعلا اس کتاب کو مقبول بین الانام بنائے اور مصنف کو اجر جزیل وجزائے بے مثیل عطا کرے اور مزید خدمت دین کی توفیق رفیق بخشے (آمین)

عالی جناب منظور احمد شیخ صاحب (لوکوانسپکٹر، کلیان)

گنجینۂ علم وفن، پیکرِ خلوص مولانا محمد ادریس رَضوی کا سفرنامہ

حرم سے حرم تک

سرزمینِ بہار کو اللہ تعالیٰ کی خاص عطا حاصل ہے، چھوٹے چھوٹے شہروں اور گاؤں کے ہر گھر میں ایک بچہ عالم دین، حافظِ قرآن یا خوش الحان قاری موجود ہے، لوگوں میں اسلامی رجحانات بہت زیادہ ہیں، بھلے ہی یہاں ہر جگہ روپیوں اور دولت کی چکاچوند نہیں ہے، لیکن دلوں میں محبت، انسانیت اور خلوص کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔

بہار ہی کے شہر دربھنگہ کے قریب ایک گاؤں ''مدلن'' Madilman پوسٹ کروا، میں سفر حرمین سے متعلق کتاب ھذا ''حرم سے حرم تک'' کے مصنف حضرت مولانا الحاج محمد ادریس رضوی مدظلہٗ کی پیدائش باسعادت ہوئی، دربھنگہ شہر کے لغوی معنی بھلے کچھ ہوں لیکن وہ اپنے اندر لاتعداد مقبول وممتاز ہستیوں کو سموئے ہوئے ہے..... مولانا موصوف نے بھی متوسط گھرانے میں آنکھیں کھولیں، بچپن سے ہی دینی اور دنیاوی تعلیم کے ساتھ حفظ قرآن اور مولوی کورس مکمل کیا اور امامت کے عہدہ پر رہتے ہوئے ایم۔اے تک تعلیم مکمل کی اور اس کے ساتھ ساتھ فارسی اور انگلش میں بھی مہارت ہے، آپ کی تحریروں میں اردو ادب کی چاشنی، گہرائی اور شگفتگی ہے، آپ بہت ساری کتابوں کے مصنف ہیں، جن کے قارئین اندرون اور بیرونِ ممالک میں بھی ہیں، چند کتابوں کے نام اس طرح سے ہیں، کلامِ راہی

اور صنائع وبدائع۔ کنز الایمان اپنے مفسرین کی نظر میں۔ تجلیاتِ قلم۔ دیوانِ رضوی۔ نغماتِ بخشش۔ وسیلۂ بخشش۔ سبیلِ بخشش۔ کنز الایمان اور امام احمد رضا۔ ماہتابِ رسالت کی جلوہ ریزیاں وغیرہ اور کئی مطبوعہ وغیر مطبوعہ کتب قابل ذکر ہیں۔

۲۰۰۱ء میں موصوف بیت اللہ کی حاضری سے مستفیض ہو چکے ہیں اور ۲۰۱۲ء میں حرمین شریفین کی زیارت میں ہم دونوں ساتھ میں تھے، آپ کی مقناطیسی شخصیت کی جانب میں کھنچتا چلا گیا اور آپ کی علمی قابلیت سے کافی متاثر ہوا، ہمارے درمیان بہت ہی پائیدار اور پُر خلوص رشتہ کی بنیاد پڑی، اور ہم ایک دوسرے سے قریب تر ہوتے چلے گئے، میرا بہت زیادہ ارمان تھا کہ حضرت کی رفاقت اور سر براہی میں حج یا عمرہ ادا کروں، یہ ارمان ۲۰۱۲ء میں پورا ہوا، دورانِ عمرہ الحاج محمد ادریس رَضوی صاحب کی اسلامی تاریخ اور واقعات پر دسترس نے مجھے یہ کہنے پر مجبور کیا کہ حضرت آپ نے کئی اسفار قلم بند کئے ہیں، سفر حجاز سے متعلق یہ سفر نامہ آپ لکھیں اور سفر کے دوران کے واقعات کو ہو بہو اپنے پیرائے میں بیان کریں کہ پڑھنے والوں کی نظر کے سامنے حقیقت آشکارا ہو جائے اور وہ محسوس کریں کہ کوئی انگلی پکڑ کر ان مقدس مقامات کی زیارت کرا رہا ہے، مولانا بے حد مصروف رہتے ہیں لیکن پھر بھی وقت نکال کر یہ سفر نامہ لکھا جو ایسا شاہکار ہے کہ عازمین حج وعمرہ کے لئے ایک نایاب دستاویز اور تحفہ ثابت ہوگا اور ایک یادگار دستاویز ہوگی۔

مبارک ہیں وہ آنکھیں جنہوں نے حرمین شریفین کی زیارت کیں اور اس خاک پاک پر اپنی جبین نیاز جھکائی ہیں جس کا ذرّہ ذرّہ اسلامی تاریخ اور سنہرے دور کا گواہ ہے، اس سفر نامہ میں ان کو نئی جِلا بخشی گئی ہے، جو لوگ وہاں نہیں پہنچے ہیں اس سفر نامہ کے مطالعہ سے ان کے دل میں اُس سرزمین پر جانے کی آرزو بڑھے گی (انشاء اللہ تعالیٰ)

زیر نظر سفر نامہ کی خصوصیت یہ ہے کہ ایک بار شروع کرنے پر اس کو چھوڑنے کو دل نہیں

کرتا، باریکیوں کوملحوظ اور تسلسل کو قائم رکھا گیا ہے، مجھے فخر ہے کہ میں اس سفر کا ہم رکاب رہ چکا ہوں، ان لمحوں کو میں نے جِیا ہے، حضرت مولانا نے ہر مقام پر نئی بات، نئی معلومات اور تاریخ اس کی تفصیل بتائیں اور دلچسپ پیرائے میں بیان کیں، خصوصاً جنگِ احد کا مکمل معرکہ، جبلِ نور یعنی غارِ حرا کا قیام، غارِ ثور کا واقعہ، وادیٔ محسر میں ابابیلوں کے لشکر کا ابرہا پر ٹوٹ پڑنا اور نیست ونابود کردینا، اسی طرح مدینہ منورہ کے سنہرے واقعات پڑھنے کے بعد یوں لگتا ہے کہ واقعات نظروں کے سامنے رواں دواں ہیں، سب سے خوبصورت امتزاج مناسب اشعار کا، حالات کے مطابق پرونا ہے، جو پڑھنے والوں کو باندھ کر رکھ سکتا ہے۔

میں دعا گوں ہوں کہ ''حرم سے حرم تک'' پڑھنے والوں کے لئے روشنی کا مینار ثابت ہو اور دورانِ حج وعمرہ میں بہترین رہبر ثابت ہو اور حضرت مولانا محمد ادریس رضوی اسی طرح کے اسفار کرتے رہیں اور ان کے سفرناموں سے ہم مستفیض ہوتے رہیں اور انہیں شہرت دوام حاصل ہو (آمین)

☆☆☆☆☆☆

محمد ادریس رَضوی، سنّی جامع مسجد، پتری پُل، کلیان۔ مہاراشٹر

ایسا بھی ہوتا ہے

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ آدمی جو سوچتا ہے وہ نہیں ہوتا ہے اور کبھی کبھی جس بات کا تصور بھی نہیں باندھتا وہ بات سامنے آجاتی ہے اور ہو بھی جاتی ہے...ایسی باتوں کا ہونا اور نہ ہونا مشیت پر موقوف ہے...تدبیریں وہ کرے جن کے پاس ذرائع ہوں، وہ تدبیریں کیا کرے جس کے پاس ذرائع ہی نہ ہوں...پھر کیا کرے؟ رب کی بارگاہ میں التجا کرے، اشک بہائے، اس طرح سے دعائیں کرے کہ ارمان پر، آرزو پر، تمنا پر، شوق پر، مدعا پر، مقصد پر بہار آجائے۔

حرمین شریف کی زیارت کے لئے میرا ارمان پھیل رہا تھا...آرزو بے تاب ہو رہی تھی...تمنا آہیں بھر رہی تھی...شوق مچل رہا تھا...مدعا تڑپ رہا تھا...مقصد مایوس تھا...ایسے عالم میں امامِ عشق و محبت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا شعر زبان پر جاری ہو جاتا۔

جان و دل ہوش و خرد سب تو مدینے پہنچے
تم نہیں چلتے رضاؔ سارا تو سامان گیا

پھر مدرسہ میں پڑھنے والے بچے اور بچیوں سے کہتا! تم لوگ میرے لئے دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ کے صدقے مجھے حج نصیب فرمائے...وہ بچے اور بچیاں اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر دعائیں کرتے...اے اللہ ہمارے استاد محمد ادریس رَضوی کو حج نصیب فرما، ان کو مکہ اور مدینہ دکھادے، ان کو حاجی بنادے۔ آمین۔

ان میں بہت سارے بچے اور بچیاں بڑی سنجیدگی سے دعائیں مانگتے، بہت سارے ہنستے،

مسکراتے اور شاید ہماری خواہش کو دیوانے کی بڑ سمجھتے ... یہ ۸۱-۱۹۸۰ء کی بات ہے... اس وقت میری عمر چوبیس پچیس سال کی تھی... ۱۹۸۲ء میں استاذی حضرت علامہ مفتی ابو سہیل انیس عالم قادری علیہ الرحمہ حج کے لئے تشریف لے گئے، راقم آپ سے ملنے گیا، لیکن اس وقت پہنچا جب آپ جلوس کے جھرمٹ میں اسٹیشن کے لئے نکل چکے تھے... ان کی سواری کے قریب پہنچا مصافحہ کیا اور اتنا ہی کہہ سکا، حضرت میرے لئے بھی دعا کیجئے گا۔

استاذ گرامی جب حج سے واپس آئے تو ہفتہ عشرہ کے بعد ان کی خدمت میں گیا... علیک سلیک کے بعد، حضرت نے چند کھجور ایک تسبیح اور غارِ حرا کے پتھر کا برادہ دیتے ہوئے فرمایا.. ادریس تم نے میری بڑی خدمت کی ہے، تمہارے لئے خصوصی دعا کیا ہوں، اللہ کی ذات سے امید رکھو، تم کو بھی زندگی میں کبھی نہ کبھی ضرور حج نصیب ہوگا۔ آمین۔

محسن و مخلص اور میرے کرم فرما جناب سراج الدین صدیقی صاحب سلطان پوری، سیوان (بہار) ۱۹۸۴ء میں حج کو گئے... ان کے حج کے لئے ان کے ساتھ میں نے بھی بہت بھاگ دوڑ کی... موصوف جب حج سے واپس آئے تو کہنے لگے آپ کے لئے خصوصی دعائیں کیا ہوں... آپ کے پاس ذرائع اور زادِ راہ نہیں ہیں، لیکن وقت آئے گا تو ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ مسبّب الاسباب ہے۔

بے تابی بڑھتی، شوق مچلتا مگر مقصد کا دُور دُور تک پتہ نہیں چلتا تو خود سے بڑبڑاتا، میرے حق میں کی گئیں وہ سب دعائیں کیا ہوئیں، کدھر گئیں؟ ردّ ہو گئیں یا قبولیت کے گھر میں پہنچیں ہیں تو کدھر ہیں، سامنے کب آئیں گی؟ جواب کون دے؟ کون بتائے کہ قبول ہوئیں یا نہیں ؟ لوح محفوظ تک اپنی نظر نہیں، لوح محفوظ تک نظر رکھنے والے ملتے نہیں، کوئی مل جاتا جو بتاتا کہ حرمین کی زیارت فلاں سنہ میں ہوگی تو تسلی ہو جاتی یا بتاتا کہ اس خام خیالی کو دل سے نکال دے کہ تیری قسمت میں حج نہیں ہے، تو چند قطرے آنسو بہا کر پھیلے

ہوئے ارمان کو سمٹ لیتا... بے تاب ہو رہی آرزوؤں کو سمجھا لیتا. آہیں بھر رہی تمناؤں پر اشک کے دھارے بہا کر ٹھنڈا کر دیتا... مچلتے ہوئے شوق کو ایک گوشے میں داب دیتا... تڑپتے ہوئے مدعا سے کہہ دیتا جو ہونا تھا ہو گیا اب تڑپنا چھوڑ دے... مقصد سے کہہ دیتا تری کھیتی پامال ہو گئی ہے، جا ایک کنارے لگ جا۔

۱۹۸۲ء سے ۲۰۰۰ء تک حرم کی پاک و مقدس زمین پر جانے والے نہ جانے کتنے دیوانوں کی، مستانوں کی، مہربانوں کی، عاشقوں کی، مقتدیوں کی دستار بندی کر چکا....... پھول ہار پہنا چکا، نہ جانے کتنے جانے والوں کو ایئر پورٹ تک جا کر الوداع کہہ دیا... لیکن! ابھی تک اپنی قسمت کا بند دروازہ نہیں کھلا، عشق نے خرام بھرا تو کہہ اٹھا۔

مری قسمت سے کب ہوگی زیارت یا رسول اللہ ﷺ
بلا لیتے مدینے مجھ کو حضرت یا رسول اللہ ﷺ

نظر بھر کر نظارہ مَیں بھی کر لوں آپ کے در کا
تمنا کو مری دیجئے بشارت یا رسول اللہ ﷺ

جھلک مَیں دیکھ لوں روضے کی آ کر اپنی آنکھوں سے
اگر ہو جائے میری ایسی قسمت یا رسول اللہ ﷺ

بدل جائے مری قسمت کا لکھا آپ گر چاہیں
کہ چاہا آپ کا رب چاہے حضرت یا رسول اللہ ﷺ

مَیں بے بس ہوں، مَیں بیکس ہوں، گدا ہوں آپ کے در کا
دکھاتا آپ کو ہوں اپنی صورت یا رسول اللہ ﷺ

خدا کے واسطے سن لیجئے میری مرے مولیٰ
کہ کرتے آپ ہیں سب کی سماعت یا رسول اللہ ﷺ

بھلا ہوں یا بُرا ہوں، جیسا ہوں، ہوں آپ کا بندہ
کھلی ہے آپ پر میری حقیقت یا رسول اللہ ﷺ

سہانی صبح ہوتی اور مَیں ہوتا مدینے میں
بسا لیتا نظر میں خاکِ الفت یا رسول اللہ ﷺ

الجھ کر حرص دنیا میں پڑا ہے میرا دل جب سے
نظر سے ہوگئی مخفی حقیقت یا رسول اللہ ﷺ

بتاتی اپنے جیسا آپ کو ہے آپ کی امت
قیامت کی ہے شاید اب ضرورت یا رسول اللہ ﷺ

اسے طیبہ میں بُلوا کر سُوارت کیجئے آقا
پڑا ہے ہند میں رَضوؔی اکارت یا رسول اللہ ﷺ

☆☆☆

۲۰۰۰ء کا ایک دن ہے، ایک تاریخ ہے، دن اور تاریخ یاد نہیں، سنہ یاد ہے، صبح دس بجے کے بعد کا وقت تھا... سنّی جامع مسجد، پتری پُل، کلیان (جہاں یہ ذرۂ بے مقدار امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتا ہے) سے باہر نکلا، کچھ ضرورت کے تحت شہر میں جارہا تھا... پتری پُل کے چوراہا پر محترم الحاج محمد وسیم سلطانی بھائی اسٹیشن ماسٹر سے ملاقات ہوئی... السلام علیکم، جواب ملا، وعلیکم السلام... خیر وخیریت پوچھنے کے بعد کہنے لگے، مولانا صاحب! ۲۰۰۱ء میں آپ کا حج ہوجائے گا... میں نے مسکرا کر کہا! میرے حج کے متعلق آپ نے کوئی خواب دیکھا ہے کیا؟ خواب نہیں دیکھا ہوں، بس کہہ رہا ہوں کہ ۲۰۰۱ء میں ہوجائے گا... موصوف ڈیوٹی سے آرہے تھے، ان کو گھر جانے کی جلدی تھی مجھے بازار جانے کی، انہوں نے گھر کا راستہ لیا، میں بازار کی جانب بڑھ گیا۔

بازار سے واپس آیا تو دل میں ایک ہلچل مچی ہوئی تھی اور کان میں ایک صدا بار بار آ رہی تھی ...۲۰۰۱ء میں حج ہو جائے گا...ہو جائے گا، کا تصور باندھ کر دل بلیوں اچھلنے لگتا اور نہیں ہوا تو ؟ کا خیال آتے دل دھرام سے نیچے گرتا...دل کو اچھلتے اور گرتے دیکھ کر غور و فکر کیا تو اس نتیجے پر پہنچا کہ یہ سب باتیں خواب ہیں، سراب ہیں، کہنے والے بہت کہتے ہیں...دل و دماغ کو ان باتوں سے خالی کر لو..تم جہاں پر ہو اطمینان و سکون سے وہیں پر رہو...خدا پر یقین رکھو وہ چاہے گا تو ہو جائے گا، نہیں چاہے گا تو نہیں ہوگا...اپنے حق میں اپنا فیصلہ ہو گیا۔

رات میں کھا پی کر بستر پر لیٹا تو پھر اس صدا نے پیچھا پکڑ لیا، ۲۰۰۱ء میں ہو جائے گا... رات کو آنکھیں کھلیں تو وہی صدا آ رہی تھی...۲۰۰۱ء میں ہو جائے گا...میں اچھا بھلا نارمل آدمی کے پیچھے سلطانی صاحب "۲۰۰۱ء میں ہو جائے گا" کا آسیب لگا دیا...سوتے جاگتے بس ایک ہی صدا گونجتی رہتی "۲۰۰۱ء میں ہو جائے گا"...ایک آدمی سے کہا الحاج محمد وسیم سلطانی بھائی سے کہیے کہ امام صاحب نے یاد کیا ہے...موصوف آئے، سلام کے بعد کلام شروع ہوا...کس لئے یاد کیا ہے؟

وسیم بھائی! اس دن آپ نے کہا کہ ۲۰۰۱ء میں آپ کا حج ہو جائے گا۔

کیسے ہو جائے گا؟

میں جب حج کرنے گیا تھا تو تین آدمیوں کے لئے خصوصی دعائیں کی تھی، ان تین میں ایک آپ بھی ہیں، دو کا حج ہو گیا آپ کا بھی ۲۰۰۱ء میں ہو جائے گا۔

وسیم بھائی! آپ نے میرے لئے دعائیں کی، آپ کو دعا کی قبولیت کا یقین ہے، لیکن یہ ۲۰۰۱ء کی قید کیا معنی؟

مجھ کو یقین ہے۔

بات ختم ہو گئی، لیکن یہ بات پر لگا کر لوگوں میں دوڑنے لگی، مقتدیان میں سے کوئی حیرت

سے، کوئی خوشی سے، کوئی اشتیاق سے پوچھنے لگے، امام صاحب حج کو جارہے ہیں؟ حضرت کب فارم بھر رہے ہیں؟ مولانا صاحب اس سال حج کا ارادہ ہے؟

جب لوگ پوچھتے تھے تو دل چاہتا تھا کہ دھار مار کر رُوں، کس کو کیا جواب دوں؟ کسی کے سوال پر چپ رہتا، کسی سے کہتا دعا کرو، کسی کے سوال پر مسکرا دیتا، قدرت کا انتظام دیکھئے! حج کا فارم بھرنے کا وقت آنے سے پہلے میرا انتظام ہوگیا...۲۰۰۱ء کے لئے میں نے فارم بھر دیا اور حج بھی ہو گیا...الحاج محمد وسیم سلطانی بھائی نے کہا تھا ''۲۰۰۱ء میں آپ کا حج ہو جائے گا'' ہو گیا، ان کی بات صحیح ہوئی، اس کو کیا کہوں؟ سب سے بہتر تو یہی ہے کہ یہ کہوں کہ کبھی کبھی مومن کی زبان پر تقدیر بولا کرتی ہے، یہ روداد جو دل کے دریا کے تہہ میں بیٹھی تھی اوپر آگئی، لکھوں یا نہ لکھوں، لکھوں یا نہ لکھوں؟ والا سوال آتا رہا جاتا رہا، دل نے کہا لکھ ڈال! شاید کسی کے کام آجائے۔

سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ والد محترم الحاج محمد منیف صاحب کئی سال پیشتر سے حج کا ارادہ کئے ہوئے تھے، زادِ راہ بھی مکمل تھا، لیکن تنہا سفر کرنے سے گھبراتے تھے، جب میرا زادراہ مکمل ہو گیا تو میں نے والد محترم کو خط لکھا کہ میرا حج پر جانے کا ارادہ مکمل ہو گیا ہے، آپ ضروری کاغذات بھیج دیں، ممبئی سے ہی آپ کے حج کا فارم بھر دوں گا اور آپ کے ساتھ میں بھی چلوں گا، سارا کام ہو گیا، روانگی کی تاریخ آگئی اور راقم اپنے والد محترم کے ساتھ حج کے سفر پر روانہ ہوا، اور ان کی شفقت کے تلے حج کر کے بخیر واپس آیا، الحمدللہ رب العلمین۔

۲۰۱۲ء کا عمرہ کیسے ہوا؟ کتاب کے صفحات پلٹئے، کیسے ہوا کی روداد پہلے ملے گی، سچ ہے جب رحمت کی ہوا چلتی ہے تو نیک و پارسا، گنہگار و سیہ کار کو نہیں دیکھتی ہے، جس کو چاہتی ہے، اپنی آغوش میں لے کر پیار کرنے لگتی ہے، آرزوؤں وار مانوں کو پورا کر دیتی ہے۔

☆☆☆

۲۰۱۲ء میں حرمین شریفین کی زیارت

مشیت جو چاہتی ہے وہی پردہ غیب سے نمودار ہوتا ہے....کوئی نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا. ...سامنے خوشی کے سمندر ابلیں گے یا غم کے پہاڑ ٹوٹیں گے.... مسرت کی لہریں دوڑیں گی یا غم کے کانٹے بچھیں گے.... کبھی تو مشیت پہلے تقدیر کے باب کھولتی ہے.... پھر تدبیر کی جانب جھکا دیتی ہے یا پہلے تدبیر کراتی ہے پھر تقدیر کے باب وا کرتی ہے....۲۰۱۲ء کے عمرہ کے لئے میرے ساتھ ایسا ہی کچھ معاملہ ہوا....میں اپنے کاموں میں مصروف رہا اور مشیت میرے لئے حرمین شریفین کی زیارت کے لئے میری قسمت کا باب کھول چکی تھی جو میری آنکھوں سے اوجھل تھا....مگر آثار کہہ رہے تھے کوئی انہونی بات ہوگی.... جس میں مسرت کی مٹھاس اور خوشی کی لہر ہوگی۔

میرے مخلص اور کرم فرما الحاج منظور احمد شیخ صاحب کلیان جو ریل گاڑی کے ڈرائیور تھے ....بعد میں ترقی کر کے لوکو انسپکٹر کے عہدہ سے رٹائرمنٹ لے لیا....اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے موصوف نے دس حج اور پانچ عمرے کئے ہیں.... موصوف کو حرمین شریفین کی زمین پاک سے ایک خاص انسیت ہوگئی ہے....ایسا بھی نہیں ہے کہ آپ وہاں پہنچ کر دن رات عبادت کرتے ہیں....بلکہ پانچ وقت کی نماز پڑھتے اور طواف کرتے ہیں....لیکن کہتے ہیں کہ سال بھر کے بعد اس پاک زمین پر آنے کے لئے میں بے چین ہو جاتا ہوں....اور جب حرمین کی زمین پر پہنچ جاتا ہوں تو مجھے قلبی سکون حاصل ہو جاتا ہے.... ہوسکتا ہے کہ یہی ان کے محبت کی خاص قسم ہو....اس میں کوئی راز پنہاں ہو.... موصوف ہر سفر میں حج و زیارت

کا سفرنامہ تحریر کرتے ہیں....لیکن اسے شائع نہیں کرواتے....کہتے ہیں اپنی یادداشت کے لئے لکھتا ہوں....میرا یہ سفرنامہ بھی موصوف کے اصرار پر تحریر ہوا ہے.... جب تک میرا یہ سفرنامہ مکمل نہیں ہوا جب بھی ملاقات ہوئی پوچھتے رہے....سفرنامہ مکمل ہوا؟....نہیں ابھی نہیں ہوا ہے....جلدی کرو بھائی! ابھی بات تازی ہے....آہستہ آہستہ دھندلانے لگتی ہے۔
راقم سے آپ نے کئی بار کہا....مولانا میری دلی خواہش ہے کہ آپ کے ساتھ حرمین شریفین کی زیارت ہو....ساتھ میں آپ رہیں گے تو بڑا لطف آئے گا....ایک دو دفعہ آپ نے یہ بھی کہا کہ مولانا کچھ انتظام کیجئے اور چلئے....موصوف کی باتیں سن کر راقم خاموش رہ جاتا....کچھ جواب نہیں دیتا کہ میری چادر اتنی بڑی نہیں تھی....اس دفعہ موصوف اور ان کی اہلیہ محترمہ بلقیس صاحبہ میرے لئے تین مہینے قبل ہی سے دعائیں کررہے تھے....جس کا اظہار محترم منظور احمد بھائی صاحب نے ایک دفعہ مجھ سے کیا اور اس دعا پر ایک مہینہ قبل "رحمانی ٹور" دھولیہ کے نمائندہ....میرے درینہ کرم فرما محترم حکیم عبدالناصر جناب نے آمین کہا!..
..اوران تینوں صاحبان کے زیر اہتمام عمرہ کا پروگرام طے ہوا....اور روانگی کی تاریخ ۲۱ر مئی ۲۰۱۲ء بتائی گئی....اس درمیان میں ۷ر مئی کو حکیم عبدالناصر جناب کی والدہ کا انتقال ہو گیا ....ایئر انڈیا ایئر ویز کی ہڑتال کی وجہ سے کہا گیا کہ ٹکٹ نہ ملنے کی بنا پر ۲۶ر مئی کی روانگی ہے....پھر چند دنوں کہ بعد کہا گیا کہ ۲۶ر مئی کے بجائے ۳۰ر مئی کو جانا ہوگا....اس درمیان میں عبدالناصر جناب کو راقم نے فون کیا کہ بار بار تاریخ تبدیل کرنے سے اوّل تو قافلہ میں شامل افراد مایوسی کے شکار ہورہے ہیں....دوسرے یہ کہ اس سے ٹور کا وقار بھی مجروح ہوتا ہے....لیکن موصوف کے ہاتھ میں تو تھا نہیں کہ فی الفور کچھ کرتے...آپ تو رحمانی ٹور آپریٹر جناب جمیل صاحب کے اشارے کے منتظر تھے..اس تاخیر کی بنیاد پر جناب عبدالناصر بھائی نے عمرہ پر جانے کا اپنا پروگرام ملتوی کردیا، اس کی دو وجہیں تھیں...اوّل یہ کہ ۱۲ر جون کو آپ کی والدہ مرحومہ کا چہلم تھا اور دوسری وجہ یہ تھی کہ ۱۳ر جون سے اسکول کھل

رہے تھے.... جس میں ٹیچروں کی پہلی حاضری لازمی ہوتی ہے.... قافلہ کے رہنما نے ہی ہاتھ اٹھالیا.... اب قافلہ میں نو آدمی رہ گئے.... راقم.... الحاج منظور احمد شیخ صاحب، آپ کی اہلیہ، بہادر صاحب (بی ایم ٹیلر) ان کی والدہ صاحبہ ان کی بیگم، ان کے دولڑکے اور ایک لڑکی۔

ایک اور بات

جب راقم کے عمرہ پر جانے کی بات جناب سید یاسین علی بھائی نے سنی تو کہا کہ میری خوش دامن اور میرے بڑے لڑکے سید لیاقت علی کو بھی ساتھ لے جایئے.... چونکہ ان کی خوش دامن صاحبہ کے پاسپورٹ کے آنے میں تین دن کی تاخیر تھی.... عبدالناصر بھائی سے بات کی گئی.... پہلے انہوں نے ہاں کہا لیکن شاید انہوں نے ٹور آپریٹر جناب جمیل صاحب سے بات کرنے کے بعد انکار کر دیا کہ ٹکٹ کا ملنا مشکل ہے.... جناب سید یاسین علی بھائی مایوس ہو گئے.... ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے کہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

کچھ ایسا ذریعہ بنا کہ ''الامان ٹور'' ممبئی کے مالک جناب عقیل صاحب سے بات ہوئی اور وہ دونوں کو لے جانے کے لئے راضی ہو گئے.... میں سید یاسین علی بھائی سے بات کی کہ میں ۳۰/کو جارہا ہوں.... دو دن آگے یا پیچھے لے جانے کی بات کیجئے وہاں پہنچ کر ملاقات ہو جائے گی.... لہٰذا جناب عقیل صاحب نے ۲۷ مئی ۲۰۱۲ء کی تاریخ دے دی.... ادھر ہمارے ٹور آپریٹر نے پھر تاریخ بڑھادی کہ ۳۰/مئی کے بجائے ۲/جون کو جانا ہوگا.... اب تشویش لاحق ہوئی کہ تاریخ پر تاریخ دی جارہی ہے.... کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ نیا ڈوبنے والی ہے.... ممبئی کی دنیا میں ایسا آئے دن ہوتا رہتا ہے.... خود جناب عبدالناصر بھائی نمائندگی اور تھوڑے سے لالچ کے چکر میں چند سال پہلے خطیر رقم ڈوبا چکے ہیں.... لیکن مجھے جناب عبد

الناصر بھائی پر پورا بھروسہ تھا.... اس لئے میری نیند حرام نہیں ہوئی تھی۔

ہمیں تاریخ پر تاریخ ملتی رہی.... اُدھر جناب سید یاسین بھائی کی خوش دامن صاحبہ اوران کے صاحبزادے سید لیاقت کی ۲۷ رمئی کی فلائٹ کا پروانہ آگیا.... ان کی خوشی کی لہریں خرام بھرنے لگیں ... ۲۷ رمئی ۲۰۱۲ء کو جناب سید یاسین علی بھائی نے دو گاڑی لی.... ایک میں ان کے اہل خانہ اور ایک میں راقم، محترم الحاج منظور احمد صاحب اور آپ کا نواسہ ودیگر حضرات بیٹھے.... گاڑی ایئرپورٹ کے لئے چل پڑی.... راستہ میں چائے ناشتہ کرتے ہوئے گاڑی اپنی منزل پر پہنچ گئی.... ''الامان'' ٹور سے عمرہ پر جانے والے کچھ لوگ ایئرپورٹ پر نظر آئے.... لیکن ٹور کے مالک کا اتا پتا نہیں ملا.... فون کرنے پر انہوں نے کہا کہ آرہا ہوں.... گھبراؤ نہیں.... تھوڑی دیر کے بعد وہ بھی آگئے.... انہوں نے سب لوگوں کو پاسپورٹ اور ٹکٹ ہاتھوں میں تھمایا.... قطار میں کھڑا کیا.... اور یکے بعد دیگرے سب لوگ اندر داخل ہونے لگے.... اندر داخل ہونے کے بعد لوگ ایک دوسرے سے محجوب ہوجاتے ہیں.... جناب سید یاسین علی بھائی نے اندر کیبن کا ٹکٹ لیا.... اور سب آدمیوں کو اندر چلنے کے لئے کہا.... بیرون ملک سفر کرنے یا حج وعمرہ پر جانے والے بوڈنگ کارڈ لینے کے بعد پلٹ کر اس کیبن تک آسکتے ہیں.... اور آکر اپنے اقربا سے مل سکتے ہیں.... اسی امید پر اندر کا ٹکٹ لیا گیا.... پہلے یہ جگہ بالکل کھلی ہوئی تھی.... اب کیبن اور ٹکٹ کاونٹر والی جگہ کے درمیان شیشے کی دیوار اٹھادی گئی ہے.... جس سے ملنے ملانے والوں کے چہرے تو دیکھے جاسکتے ہیں.... لیکن گفتگو سنی نہیں جاسکتی.... مداوا کے لئے فون لگادیا گیا ہے.... اس فون سے گفتگو کی جاتی ہے اور یہ فون فری سروس ہے.... عمرہ پر جانے والے ایئرپورٹ پر ایئرپورٹ کے باہر ہی احرام باندھ لیں تو بہتر ہے.... اندر احرام باندھنے کا کوئی معقول انتظام نہیں ہے.... اندر جانے کے بعد عزیزم لیاقت علی نے فون کیا کہ وضو کدھر کروں؟.... اور احرام کہاں پر باندھوں؟.... میں نے کہا عملہ سے پوچھو کہ وضو کے لئے کس طرف انتظام ہے اور احرام

باندھنے کے لئے کون سی جگہ ہے.... کچھ دیر کے بعد عزیزم کیبن کے قریب آیا.... فری سروس فون سے گفتگو ہوئی.... میں نے کہا کہ تم چلو تیسرے دن ہم لوگ بھی پہنچ رہے ہیں۔

ایئرپورٹ سے ہم لوگ چلے.... جس گاڑی پر ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے اسے غلام حسین پتری پل والے چلا رہے تھے.... ایک گاڑی کو جناب سید یاسین علی بھائی اپنے ہاتھ میں رکھے ہوئے تھے.... آگے آنے کے بعد غلام حسین نے کہا کہ حضرت چاند شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے کے لئے چلو گے؟

میں نے کہا چلو!

غلام حسین نے کہا! یاسین بھائی کو فون کرو کہ گاڑی کو چاند شاہ ولی کے مزار کی طرف لائیں.... اور حسین نے گاڑی کو روک دیا اور کہا کہ یاسین بھائی کو آنے دو.... ایک ساتھ چلیں گے.... تھوڑی دیر میں موصوف آ گئے اور گاڑی پھر آگے بڑھنے لگی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہم لوگ حضرت چاند شاہ ولی کی تربت (''پوئی'' وہار لیک) پر پہنچ گئے.... وضو کیا.... حضرت چاند شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی تربت پر فاتحہ خوانی کی.... مزار شریف کے متصل مسجد میں نماز عصر با جماعت پڑھی.... باہر نکلا... دروازے کے قریب ایک چھوٹی سی کتاب کی دوکان نظر آئی.... اپنی عادت کے مطابق دوکان پر پہنچا اور دوکان والے سے کہا.... حضرت چاند شاہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح عمری ملے گی؟.... دوکان والے نے کہا نہیں... باہر آئے جناب سید یاسین علی بھائی نے کہا!... کچھ ناشتہ وغیرہ کر لیا جائے... پھر ہم آگے بڑھیں گے.. ..وہاں پر ایک ڈھابا نما ہوٹل میں ہم لوگوں نے ناشتہ کیا....اور کلیان کے لئے روانہ ہو گئے۔

ہم لوگوں کی روانگی

انتظار کو موت سے تشبیہ دی گئی ہے.... انتظار کی گھڑی بڑی سخت ہوتی ہے.... ہمارے دل میں خوشی کی موجیں کروٹیں لے رہی تھیں کہ ۳۰ رمئی کو ہم بھی حرمین شریفین کے لئے

روانہ ہو جائیں گے.... لیکن ایسا نہیں ہو سکا.... اب ہمیں مژدہ سنایا گیا کہ ۲؍جون کو فلائٹ ہو گی.... الحاج منظور احمد بھائی نے جناب عبدالناصر بھائی سے پاسپورٹ اور ٹکٹ لے کر اپنے پاس رکھ لیا.... راقم کو فون کیا کہ ٹکٹ اور پاسپورٹ آگیا ہے.... آپ کا ٹکٹ اور پاسپورٹ لے کر میں اپنے پاس رکھ لیا ہوں.... ۳۱؍مئی جمعرات کی شب میں الحاج منظور احمد بھائی صاحب نے کھانے کی دعوت رکھی.... جس میں شیخ صاحب کے داماد اعجاز صاحب، راقم، محمد جمال الدین، جناب سید یاسین علی بھائی، جناب عبدالناصر بھائی، جناب بہادر صاحب وغیرہ شریک تھے.... کھانا کھانے کے بعد الحاج منظور احمد شیخ صاحب نے اپنے پیشاب میں جلن کی پریشانی کی بات کی.... وہاں موجود شرکا میں سے ایک نے کہا موسم گرم ہونے کی وجہ سے ایسا ہوتا ہوگا.... بقیہ لوگوں نے تائید کی.... صبح کی نماز کے بعد موصوف کا فون آیا کہ آپ لوگوں کے واپس جانے کے بعد تکلیف بہت زیادہ بڑھ گئی.... لہٰذا اسپتال میں ایڈمٹ ہوں.... ۹؍بجے کے قریب موصوف کو فون لگایا تو آپ کے صاحبزادے مجاہد شیخ نے فون اٹھایا.... خیریت پوچھا تو حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا.... آپ کو کیسے معلوم کہ ابا اسپتال میں ہیں؟.... میں نے کہا کہ حاجی صاحب نے صبح کو فون کر کے بتایا تھا کہ اسپتال میں ایڈمٹ ہوں...... بہر حال ایکسرے سے معلوم ہوا کہ آپ کو پتھری کی شکایت ہے۔

دوپہر میں حاجی صاحب کو ڈاکٹر نے اسپتال سے چھوڑ دیا آپ گھر آ گئے.... شام میں پھر تکلیف بڑھ گئی.... پھر ڈاکٹر کے یہاں گئے اور رات کے گیارہ بجے تک ڈاکٹر کے پاس تھے.... ایسی حالت میں کسی بھی آدمی کا ارادہ متزلزل ہو سکتا ہے.... لہٰذا آنجناب کے پائے استقلال میں لغزش آنے لگی اور آپ نے ٹور آپریٹر کو فون کر دیا کہ میرا ٹکٹ کینسل کرادو.... جواب ملا کہ صبح آپ کی فلائٹ ہے اور اس وقت ٹکٹ کیسے کینسل ہو سکتا ہے.... اگر آپ نہیں جائیں گے تو ریٹرن کچھ بھی نہیں ملے گا.... اب تو حاجی صاحب کے لئے ڈاکٹر کی دوا

کے ساتھ دعائیں بھی ہو رہی ہیں اور حاجی صاحب خود بھی کہہ رہے ہیں کہ دعائیں کرو کہ اس سفر پر روانہ ہو جاؤں اور خیریت سے عمرہ کر کے بخیریت لوٹ آؤں....رات کو گیارہ بجے ڈاکٹر نے دوائی دیکر آپ کو گھر واپس کر دیا....حکیم عبدالناصر بھائی نے بھی پتھری نکالنے والی اپنی آروید ک پڑیا دے کر یقین دلایا کہ اس کو ایسے ایسے استعمال میں رکھیں انشاء اللہ پتھری ریزہ ریزہ ہو کر بھوسا بن کر نکل جائے گا۔

۲ر جون کو صبح ۴ر بجے موصوف کو فون لگایا کہ گاڑی آرہی ہے آپ تیار ہیں؟....کہنے لگے آیئے بالکل تیار ہوں....اس کو رب کی کرم فرمائی....ڈاکٹروں کی محنت....حکیم صاحب کی حکمت یا حاجی صاحب کی کرامت کہی جائے؟....رب کی کرم فرمائی کو ہر حال میں اولیت حاصل ہے....ڈاکٹر اور حکیم کی تدبیر قسمت کا حصہ ہے اور حاجی صاحب کی قسمت میں عمرہ لکھا ہوا تھا....ان کو پاک مقدس زمین پر جانا تھا....اس لئے تیار ہو گئے۔

کچھ اپنی باتیں

انتظار کرتے کرتے اور تاریخ گنتے گنتے یکم جون جمعہ کا دن آ گیا....یاس کی گھٹائیں گھٹنے لگیں اور یقین کی فضا قائم ہونے لگی.... جناب سید یاسین علی بھائی کہہ رہے ہیں کہ کل آپ کی فلائٹ ہے....آپ اپنے عمرہ پر جانے کا اعلان جمعہ کی تقریر کے اختتام پر کر دیجئے....دل کہہ رہا تھا اعلان کس لئے؟ اس مدعا کا جب راقم نے اظہار کیا تو کہنے لگے کہ ایسا اس لئے کہ مقتدیوں کو بعد میں آپ سے گلہ نہ رہے کہ امام صاحب عمرہ کو گئے اور کہہ کر بھی نہیں گئے....جناب الحاج منظور احمد صاحب تو ہفتہ عشرہ پہلے سے پوچھ رہے تھے کہ مسجد میں اعلان کر دیا؟....راقم کا جواب ہوتا تھا پہلے ٹکٹ تو آنے دیجئے....بڑوں کی باتوں کا احترام ضروری ہے....آخر جمعہ کی تقریر کے اختتام پر اعلان کر ہی دیا کہ انشاء اللہ تبارک وتعالیٰ کل بروز سنیچر ناچیز عمرہ کے لئے جا رہا ہے....آپ حضرات میرے لئے دعائیں کریں

اور وہاں پہنچ کر انشاء اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کے لئے دعائیں کروں گا....میری ان باتوں کو سن کر بہت سارے لوگ حیران رہ گئے کہ اچانک یہ پروگرام کیسے بن گیا؟....سوئی ہوئی قسمت کیسے جاگ گئی؟ والدین کو پہلے ہی اطلاع دیدی تھی کہ آپ لوگوں کی دعاؤں کے صدقے میں رب کے فضل وکرم کا سحاب برسنے جارہا ہے....عنقریب حرمین کی شریفین کی زیارت کے لئے جانے والا ہوں....فون پر والدہ صاحبہ سے جب بھی گفتگو ہوتی ہے تو السلام علیکم کا جواب وعلیکم السلام سے ملتا ہے اور پھر ان کی زبان سے دعاؤں کی لمبی قطاریں لگ جاتی ہیں....اللہ خوش رکھے....اچھا رکھے....اچھی روزی دے....صحت وسلامتی سے نوازے وغیرہ وغیرہ....میرے عمرہ پر جانے کی خبر سن کر مسرور ہوئیں....ڈھیر ساری دعاؤں سے نوازا ....والد صاحب سے جب فون پر گفتگو ہوتی ہے تو گفتگو کے اختتام پر کہتے ہیں...." جاؤ اللہ خوش رکھے"....حرمین شریفین کی زیارت پر جانے کی بات سن کر آپ بھی خوش ہوئے۔

۲/ جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۱/ رجب ۱۴۳۳ھ بروز سنیچر

۲/ جون بروز سنیچر، ہندوستان میں رجب کی ۱۱/ تاریخ اور مکۃ المکرمہ میں رجب کی ۱۲/ تاریخ تھی....نماز فجر سے پہلے ۴ بجکر ۳۰ منٹ پر سنی جامع مسجد پتری پل، کلیان سے ایئر پورٹ کے لئے نکلا....جناب سید یاسین علی بھائی اپنی گاڑی تیار کرلی تھی اور خود ڈرائیونگ کررہے تھے....اسی گاڑی میں جناب الحاج منظور احمد بھائی صاحب، آپ کی اہلیہ اور آپ کے صاحبزادے مجاہد شیخ صاحب کے علاوہ جناب عبدالناصر بھائی ٹور نمائندہ بھی بیٹھے....ان میں جناب عبدالناصر بھائی اور مجاہد شیخ صاحب تو ایئر پورٹ سے لوٹ آنے والے تھے.... جناب بہادر بھائی کی گاڑی الگ تھی....ہم ایئر پورٹ کی جانب بڑھ رہے تھے....صبح کی سہانی گھڑی تھی....شوق نے اک نیا سماں باندھ دیا تھا....دل کی کلیاں چٹک رہی تھیں....

ایسے وقت کے لئے امام عشق ومحبت حضرت احمد رضا کا شعر خوب مزہ دیتا ہے۔

بھینی سہانی صبح میں ٹھنڈک جگر کی ہے

کلیاں کھلیں دلوں کی ہوا یہ کدھر کی ہے

دیکھتے ہی دیکھتے ہم لوگ ۶/ بجے ایئر پورٹ پہنچ گئے....ٹکٹ پر جہاز کھلنے کا وقت ۱۰/ بجے دن کا دیا گیا تھا....ایئر پورٹ پر جناب یاسین بھائی نے کہا چلئے چائے پیتے ہیں....اسٹال پر گئے....سموسہ لیا ہم لوگوں نے کھایا....چائے پی....اب اندر جانے کی تیاری ہونے لگی....جناب حکیم عبدالناصر بھائی نے کہا کہ تھوڑا رک جائیے.... جناب معین الدین مومن صاحب آپ لوگوں سے ملنے کے لئے آرہے ہیں....تھوڑا وقت موصوف کے انتظار میں گیا....موصوف آگئے.... ان سے سلام وکلام ہوا.... ۸/ بجے کے قریب ہم لوگوں نے ایئر پورٹ کے اندر داخل ہونے کے لئے قدم رکھا.... بوڈنگ کے لئے لائن لگی ہوئی تھی.... یہ لائن بوڑھوں، ضعیفوں، کمزوروں اور بیماروں کے لئے بڑی تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے....زیادہ رش کے وقت اس لائن میں گھنٹوں لگ جاتے ہیں....چیونٹی کی چال سے میں بھی کاونٹر تک پہنچا....چند ساعتوں میں مجھے بوڈنگ کارڈ مل گیا....اس چھوٹے سے کارڈ پر گیٹ نمبر، سیٹ نمبر، فلائٹ نمبر اور ٹائم وغیرہ عربی اور انگریزی زبان میں تحریر کیا ہوا تھا....مثال کے طور پر سب سے اوپر عربی میں تحریر تھا الخطوط الجوية العربية السعودية ....اور انگریزی میں SAuDi ARABIAN AIRLINES، رقم الرحلہ، SV745 Flight -المفعد 39D:Seat -وقت صعود الطائرہ 09:15-Boarding، وغیرہ، بوڈنگ کارڈ حاصل کرنے سے فراغت پانے کے بعد اسی ہال میں ایک جگہ لگے نل پر وضو کیا....پھر ایک جگہ دوستون کے پردے میں احرام باندھا....آگے بڑھا....اندر پہنچ کر معلوم ہوا کہ یہاں پر ایک کمرہ کو سعودی ایئر لائنس نے مسجد بنا رکھا ہے.... وہاں پہنچ کر دوگانہ ادا کیا....کچھ دیر بیٹھنے کے بعد اندر داخل ہونے کا اعلان ہوا....سامان کو مشین پر رکھنے اور خود کو مشین سے گزارنے کے بعد جہاز کے دروازہ پر پہنچ گیا....دروازہ کے دونوں کنارے ایئر ہوسٹس کھڑی ہوئیں بورڈنگ کارڈ چیک کر رہی

تھیں....راقم کا کارڈ دیکھ کر درمیان کی سیٹوں کی جانب اشارہ کیا.... میں گیا اور اپنا سیٹ تلاش کر کے بیٹھ گیا...طیارہ کے پرواز کرنے کا وقت ٹکٹ پر دس بجے تحریر تھا....لیکن طیارہ تا خیر سے پونے گیارہ بجے کے قریب اُڑان بھرا۔

سارے مسافروں کے اندر داخل ہونے کے بعد ہر سیٹ کے قریب لگی ٹی وی کے اسکرین پر ہدائتیں شروع ہو گئیں....اسی درمیان ایئر ہوسٹسوں نے ٹالی پر اخبارات لے کر مسافروں کے مطالعہ کے لئے قریب سے گزرنے لگیں....انگریزی اور اردو زبان میں اخبارات فراہم کئے جا رہے تھے....سعودی ایئر لائنس میں ایئر ہوسٹسوں کے لباس دیگر ایئر لائنسوں سے بہت بہتر ہے....پنٹ اور فول آستین کا شرٹ اوپر سے جیکٹ نما کوٹ سر پر دوپٹہ اس کے اوپر ٹوپی نما لگا ہوا تھا....جس سے چہرے کے علاوہ سارا جسم ڈھکا ہوا رہتا ہے....کچھ دیر کے بعد پائلٹ نے سفر کی دعا پڑھائی....پھر اعلان ہوا کہ اس پرواز کے پائلٹ ''عازل شہنواز'' ہیں....یہ پرواز۔۳۸۰۰۰ رفٹ بلندی سے گزرے گی اور اعراق ہو کر جدہ جائے گی....تین سو پچاس (۳۵۰) مسافروں کو اور ان کے سامان کو لے کر طیارہ نے پرواز بھرا.... اور چند ساعتوں میں فضا میں سیدھا ہو گیا.... ادھر ایئر ہوسٹسوں نے مسافروں کے درمیان چاکلیٹ تقسیم کیں....اس کے بعد ٹرالی پر ٹھنڈا جوس لے کر پہنچ گئیں....اس طیارہ پر تین لڑکیاں اور ایک لڑکا خدمت انجام دے رہے تھے....تینوں لڑکیاں قد و قامت، صورت اور لباس میں ایک جیسی لگتی تھیں....لڑکا صورتاً ان تینوں کا بھائی لگتا تھا....لیکن حقیقت میں ایسا نہیں تھا....جس نے جس طرح کا جوس پسند کیا ان کو دیا گیا....کچھ وقفے کے بعد کھانے کا اہتمام بھی ہونے لگا....انہیں چاروں نے مل کر کھانے کی ٹالی لے کر مسافروں کے درمیان ایک سرے سے دوسرے سرے کی جانب کھانا دیتے ہوئے بڑھنے لگیں....مچھلی طلب کرنے والوں مچھلی پراٹھا....چاول، سلاد اور میٹھا....گوشت کھانے والوں کو گوشت....سادہ کھانا کھانے والوں کو سادہ کھانا....اس کے بعد چائے پینے

والوں کو چائے.... کافی (Coffee) پسند کرنے والوں کو کافی دی گئی.... طیارہ کے اترنے سے قبل پھر چاکلیٹ دیئے گئے.... الحاج منظور احمد بھائی سے میں نے پوچھا کہ طیارہ کے پرواز کرنے کے بعد اور اترنے سے قبل چاکلیٹ دیئے جانے کا معما مجھے سمجھ میں نہیں آیا؟. ... موصوف نے بتایا کہ خلا میں زیادہ بلندی پر جانے کی وجہ سے کان بھاری اور بند ہو جاتے اور اس میں سنسناہٹ سی پیدا ہو جاتی ہے.... چاکلیٹ چوسنے سے وہ بھاری پن ختم ہو جاتا ... کان کھل جاتے اور سنسناہٹ ختم ہو جاتی ہے.... اس حکمت عملی اور حکیمی نسخہ کی باتیں سن کر میری معلومات میں اضافہ ہوا۔

۳۸۰۰ رفٹ کی بلندی پر خلا میں طیارہ پرواز کر رہا تھا... طیارہ کی رفتار ۱۲۰۰ ر کیلومیٹر فی گھنٹہ تھی، لیکن کسی کو احساس نہیں ہو رہا تھا کہ ہم خلا میں اتنی دوری پر ہیں اور طیارہ کی رفتار اتنی تیز ہے، بلکہ معلوم ہوتا تھا کہ ہم آرام دہ بند کمرے میں بیٹھے ہوئے ہیں، طیارہ عراق اور مسقط ہوتا ہوا جدہ کی جانب رواں دواں تھا اور دیکھتے ہی دیکھتے ۴ر گھنٹے ۳۰ر منٹ کا وقفہ ختم ہو گیا.... طیارہ میں اعلان ہوا کہ ہم جدہ پہنچنے والے ہیں اور چند منٹوں کے بعد طیارہ جدہ ایئرپورٹ پر اتر گیا۔

ہم جدہ پہنچ گئے

اب اعلان کیا گیا کہ عمرہ کرنے والے مسافر طیارہ میں بیٹھے رہیں.... پہلے انٹرنیشنل ایئرپورٹ پر جانے والے مسافر اتریں... جدہ میں تین ایئرپورٹ ہیں.... کینگ عبدالعزیز ایئرپورٹ.... یہ انٹرنیشنل ایئرپورٹ ہے.... دوسرا حج ٹرمینل ایئرپورٹ.... تیسرا ڈومیسٹک ایئرپورٹ ہے.... میدان ایک ہے اور نکلنے کے تین دروازے ہیں.... جو مذکورہ تین ناموں سے جانے جاتے ہیں.... میدان ایک ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تینوں دروازے متصل ہیں.... بلکہ کئی کئی کیلومیٹر کے فاصلے پر ہیں.... اسی لئے عمرہ کے مسافروں کو روکا گیا

....پہلے انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر جانے والوں کو اتارا گیا....اس کے بعد عمرہ کے لئے آنے والوں کو طیارہ سے باہر آنے کی اجازت ملی....عمرہ کے مسافروں کے اترنے کے بعد وہاں پر ہی بس لگی تھی....تمام لوگوں کو بس میں بیٹھا کر ایئر پورٹ کے اندر ہی اندر حج ٹرمنل پر لایا گیا ....وہاں پر پاسپورٹ اور ٹکٹ کی جانچ کے بعد لوگ باہر نکلنا شروع ہو گئے....ٹکٹ کی جانچ کے بعد ہمارے قافلہ کے تمام لوگوں نے ایئر پورٹ پر ہی نمازِ ظہر ادا کی....پھر باہر نکلے۔

ٹور آپریٹر نے بتایا تھا کہ آپ لوگوں کو لینے کے لئے ہمارا آدمی جدہ ایئر پورٹ پر موجود رہے گا....لیکن یہ صرف کہنے کی بات ہوتی ہے....ایئر پورٹ پر کسی بھی ٹور آپریٹر کا آدمی موجود نہیں ہوتا ہے....بلکہ باہر نکلتے کہ ساتھ ہی بس ،ٹیکسی اور کوسٹر گاڑی والے مکہ مکہ پکار تے ہوئے مسافروں کے قریب آ کر ان کے ہاتھوں سے پاسپورٹ لے لیتے ہیں...اور پاسپورٹ پر لگے اسٹیکر دیکھ وہ لوگوں کو مکہ بھیج رہے ہیں، ہم لوگوں کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا ....دو تین آدمی قریب آئے اور پاسپورٹ لے لیا اور ہم لوگوں کو ایک طرف بیٹھے رہنے کا اشارہ کیا....بیٹھنے کے بعد صفائی پر متعین بنگلہ دیشی حضرات تین چار کی تعداد میں قریب آ کر کہنے لگے سیم کارڈ لے لو....چونکہ وہاں سیم کارڈ خریدنے کے لئے کسی قسم کے کاغذات کی ضرورت نہیں پڑتی ہے....اور قانوناً ان صفائی عملہ کو سیم کارڈ بیچنا بھی جرم ہے....اس لئے یہ لوگ پولس کی نگاہوں سے بھی بچ بچا کر کام کرتے ہیں۔

وہاں پر بیٹھ کر پہلے ہم لوگوں نے وہ روٹیاں کھائیں جو الحاج منظور احمد بھائی اور بہادر صاحب اپنے ملک ہندوستان سے لے کر گئے تھے....جتنا وقت ہم لوگوں کو کھانے میں لگا ....وہ لوگ اِدھر اُدھر جھاڑو گھوماتے رہے....وقفہ وقفہ سے قریب آ کر ہم لوگوں کی اور ہمارے ملک ہندوستان کی خیریت بھی پوچھتے اور بابری مسجد کے متعلق دریافت کرتے رہے کہ وہاں پر مسجد کا کچھ نشان ہے یا مکمل طور پر مندر بن گیا ہے؟....یہ سب باتیں پوچھتے اور افسوس کا اظہار بھی کرتے رہے....ان کی ہمدری اور محبت کی اٹھی لہروں سے متاثر ہو کر

راقم اور الحاج منظور بھائی نے پچاس پچاس ریال کے دو سیم کارڈ خرید لئے۔ کارڈ تھمانے کے بعد وہ لوگ ایسا غائب ہوئے کہ تلاش کرنے کے باوجود نہیں ملے .... راقم کا اندازہ ہے کہ جدہ کے بھیڑ بھاڑ والے ایئر پورٹ پر کسی اور طرف نئے گاہک کو پکڑے ہوں گے .... وہاں بھی بغیر پیسے کے اپنی ہمدردی لٹائی ہوگی اور سیم کارڈ کے پیسے لے کر کچھ کما لیے ہوں گے .... اسی طرح کی ان کی روزانہ کی زندگی ہوگی۔

ان سب باتوں کے ہونے کے چند لمحوں بعد جن لوگوں نے ہمارا پاسپورٹ لیا تھا .... ان میں سے ایک آ کر ہم لوگوں کو چلنے کا اشارہ کیا .... وہ ہم لوگوں کو اپنے پیچھے پیچھے لا کر ایک کوسٹر گاڑی میں بیٹھا دیا .... ۲۰ تا ۲۵ منٹ تک بیٹھانے کہ بعد گاڑی بدلنے کے لئے کہا اور کوسٹر سے ایک بس میں منتقل کر دیا، بس میں کچھ ہندوستانی کچھ پاکستانی کچھ اور دوسرے ملکوں کے مسافر بیٹھ گئے .... بس چلنے لگی اور ہم لوگ سرحدِ حرم سے قریب ہونے لگے .... اور دیکھتے ہی دیکھتے جدہ میں حدِ حرم میں داخل ہو گئے .... یہ وہ جگہ ہے جہاں کے لئے عاشق صادق امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی کہتے ہیں۔

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر موقع کا ہے اُو جانے والے

بس آگے بڑھتی جا رہی ہے اور ہم حرم و کعبہ سے نزدیک ہوتے جا رہے ہیں .... ہم اپنی منزل .... اپنے مقصد .... اپنے منشا .... اپنے مدعا کے بالکل قریب پہنچتے جا رہے ہیں .... اس زمیں پر پہنچنے کے لئے نہ جانے کتنے لوگ اشک بہاتے .... آہ کرتے .... دعائیں مانگتے ہیں .... جن کے اشک کی لاج رکھ لی گئی وہ وہاں پہنچ گئے .... جن کی آہ کام کر گئی وہ سوئے حرم ہوئے .... جس کی دعائیں قبول ہو گئیں وہ حاجی ہو گئے .... ان میں دولت مند بھی ہیں اور عاشق بھی .... کبھی دولت اپنی طاقت دکھاتی ہے کبھی عشق خرام بھرتا ہے .... بلکہ رخشِ حسین بن جاتا ہے .... مالدار کہتے ہیں دولت کام آ گئی .... عاشق کہتے ہیں عشق کام آ گیا، دولت

کہتی ہے۔

بہت ہی جلد تمہیں انتخاب ہم دیں گے
جو ذہن ودل کو چھوئے وہ کتاب ہم دیں گے
اُجالا جس کا دکھائے گا آپ کو منزل
اندھیری رات کو وہ ماہتاب ہم دیں گے

دولت کی آواز برحق اور سچ ہے اس میں شوخی ہے....ناز ہے....جھنکار ہے.... پیار ہے .... کہرام ہے .... طمطراقی ہے.... ارمان کو چھو لینے کی بلند آواز ہے.... عشق کی آواز میں عاجزی ہے....خاکساری ہے....دکھ ہے....،درد ہے....ادب ہے....نیازمندی ہے.... حیرت ہے....غیرت ہے....اشک کے ساتھ درددل کی آواز بھی ہے....لیجئے سنئے.... عشق کیا کہتا ہے۔

واروں قدم قدم پہ کہ ہر دم ہے جانِ نو
یہ راہ جانفزا مرے مولا کے در کی ہے
گھڑیاں گنی ہیں برسوں کی یہ سُب گھڑی پھری
مرمرکے پھر یہ سِل مرے سینے سے سرکی ہے

جدائی....فراق....فصل....مفارقت اور ہجر میں درد ہے....اس درد میں ایک خاص لذت ہے....وصل کے بعد وہ درد جاتا رہتا ہے....اور جب درد جاتا ہے تو لذت بھی غائب ہو جاتی ہے....تو کیا وصل نہ کیا جائے؟....اگر ایسا ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ محبت کس لئے ؟....محبت تو اسی لئے کی جاتی ہے کہ کسی صورت میں وصل ہو جائے....فراق ایک امتحان ہے ....جدائی کی ساعتیں بڑی جان لیوا ہوتی ہیں....اسی کو امام عشق محبت حضرت احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ یوں کہتے ہیں....''گھڑیاں گنی ہیں برسوں کی''....وصل کے لئے برسوں انتظار کرنا پڑتا ہے....جب جا کر محبوب کے در کی زیارت کا موقع ملتا ہے تو یہ .... ''سُب گھڑی

پھری“.... یعنی نیک ساعت آئی ہے....، مرمر کے پھر یہ سِل مرے سینے سے سرکی .... فراق کے درد کی ایک لکیر ہر عاشق کے دل میں ابھرتی ہے.... ۲۰۰۱ء میں حج کرنے سے پہلے راقم نے اپنے درد کو اس طرح سے رقم کیا تھا۔

مدینہ میں مجھ کو بلا چپکے چپکے　　خدا بھاتی صورت دکھا چپکے چپکے
گناہوں کو میرے مٹا چپکے چپکے　　کرم کا نوالہ کِھلا چپکے چپکے
ترے دست وپا تیری زلفِ سیہ کے　　مرے شاہ لے لوں بلا چپکے چپکے
کسی کا نہ ہو ہوش تیرے علاوہ　　پلا مجھ کو ایسا نشہ چپکے چپکے
حَسن اور اصغر شہیدوں کے صدقے　　مرے رنج وغم کو مٹا چپکے چپکے
چھٹیں غم کے بادل مٹیں دل کے ارماں　　کرو مجھ پہ ایسی عطا چپکے چپکے
سلامت رہیں میرے بھائی بہن سب　　کروان کے حق میں دعا چپکے چپکے
مدینہ پہنچ کر بھرے اپنی جھولی　　ترے در سے تیرا گدا چپکے چپکے
محبت کی دولت کا دشمن ہے شیطاں　　مرے دل کو اس سے بچا چپکے چپکے
مہکنے لگے باغِ ایمانِ رَضوؔی　　چلادے تو ایسی ہوا چپکے چپکے

ہم جدّہ سے مکہ میں داخل ہوئے

بات بہت دور نکل گئی.... میں یہ کہہ رہا تھا کہ ہم اپنی منزل کے بہت قریب پہنچ گئے.. کہاں پہنچ گئے؟.. حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بسائے ہوئے محلّہ ”مسفلہ“ میں.. مسفلہ میں کہاں پر؟.... کبوتر خانہ چوک پر.... یہ کبوتروں کا خانہ ہے.... ہم مسافروں کا خانہ کہاں پر ہے؟.... ابھی تک ہم لوگوں کو خبر نہیں ہے.... اس چوک پر کچھ مسافر اتر گئے.... بس پھر پیچھے کی جانب پلٹ کر دوسرے محلّہ کی جانب روانہ گئی.... ہم لوگ خوش ہو رہے ہیں کہ ہم اپنی منزل کی طرف جا رہے ہیں.... اور چند منٹوں میں ہی بس ”زیاد محلّہ“ میں پہنچ گئی.... زائرین

اترنے لگے....ان زائرین کی تقلید کرتے ہوئے ہمارے قافلہ کے لوگ بھی بس سے نیچے آ گئے....اور سامان کو اتارنے لگے....ڈرائیور نے ہم لوگوں کو منع کیا تم لوگ گاڑی میں بیٹھو....تمہاری جائے قیام یہاں نہیں ہے....اتنا سننا تھا کہ ہماری خوشی کافور ہونے لگی....دل نے کہا خوشی کافور کرنے کی کیا ضرورت ہے....تم حرم کی زمین کی سیر کر رہو....چکریں کاٹ رہے ہو....اس پاک اور مقدس زمین کی سیر کرنے اور چکریں کاٹنے میں بھی ثواب ہے....دل سے ابھی دو چار باتیں ہی ہوئی تھیں کہ ''مسفلہ'' کے جنوب میں واقع اُوور بریج آ گیا....اُوور بریج کو عرب میں ''کُبرِیْ'' کہتے ہیں....اس کبرِی کے پاس سے بس پھر مسفلہ کی جانب مڑ گئی....اور کبوتر خانہ چوک سے دس قدم پہلے رُک گئی....ڈرائیور نے اشارہ کا سگنل دے دیا کہ تمہاری منزل آ گئی....ہم لوگ بس سے نیچے آ گئے....بس کے کئی جگہ آنے اور جانے میں مغرب سے عشا کا وقت ہو گیا....بس سے اترتے ہی ایک شخص آگے بڑھ کر ....گرم جوشی کے ساتھ ہندوستانی لب و لہجہ میں ''السلام علیکم'' کہا اور بہادر بھائی یا منظور بھائی کا وزنی اور پہلوان قسم کے سوٹ کیس کو اپنے قبضے میں لیا....اور ہم لوگوں کو لے کر ایک گلی سے ہوتا ہوا ہوٹل تک پہنچ گیا۔

ہوٹل قھری الخلجیة

ہوٹل کے کارڈ پر ایک جانب عربی میں اور دوسری جانب انگریزی میں ہوٹل کا نام اور پتہ درج تھا:

مجموعة السندی

قھری الخلجیة

للغرف المفروشة

مكة المكرمه۔المسفله، شارع المنشية۔مقابل

نجمۃ کامل۔ت:۵۳۰۲۱۹۶ فاکس ۵۳۰۲۸۰۲

انگریزی پتہ

AL SENDI GROUP
AL KHALIJYAH PALACE
FURNISHED ROOMS
Makkah. Al Misfalah. Al Manashyah St.
Opp Najmat Kamel-Tel:5302196Fax:5302802

بارہ منزلہ اس ہوٹل کی نویں منزل پر ہمیں پہنچا کر.... راقم اور الحاج منظور احمد بھائی اور آپ کی اہلیہ صاحبہ کو روم نمبر ۹۰۱ میں.... اور ۹۰۴ میں بہادر بھائی اپنے کنبہ کے ساتھ ٹھہرائے گئے.... روم نمبر ۹۰۱ میں چار پلنگ اور روم نمبر ۹۰۴ میں پانچ پلنگ لگے ہوئے تھے.... شکیل صاحب نے کہا کہ بہادر بھائی کا بڑا یا چھوٹا لڑکا اس روم میں آکر سو جائے گا.... لیکن موصوف کا کوئی لڑکا اس روم میں نہیں آیا.... روم عمدہ تھا اور اس میں ایک عدد فریج بھی تھا اور ٹی وی بھی.... ہم لوگوں نے فریج کو استعمال میں لیا لیکن ٹی وی کے کان پر ہاتھ تک نہیں رکھا.... روم سے اٹیچ باتھ روم میں سب کچھ ٹھیک ٹھاک تھا.... لیکن انگریزی لیٹرنگ سے کراہیت ہوئی.... لیکن اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا.... شکیل صاحب نے کہا کہ اس بلڈنگ کے تھوڑا آگے مسجد ہے.... مسجد میں ہندوستانی لیٹرنگ ہے.... وہاں چلے جایا کریں.... اس گفتگو کے بعد میں غسل کرنے کا ارادہ کیا.... جب نل کھول کر جسم پر پانی ڈالا تو معلوم ہوا کہ.... پورا جسم جل جائے گا.... پانی شدید گرم تھا.... میں نے سمجھا کہ گیزر (Geyser) کھلا ہوا ہے.... جس سے پانی سخت گرم ہو گیا ہے.... اس کا ذکر جب جناب شکیل صاحب سے کیا تو انہوں نے کہا کہ نہیں بات ایسی نہیں ہے.... بلکہ گرمی اتنی سخت پڑ رہی ہے کہ ٹانکی کا پانی کھول جاتا ہے اور وہ کھولا ہوا پانی رات میں بھی ٹھنڈا نہیں ہو پاتا ہے.... اور واقعی ایسا ہی دیکھنے

کو ملا.....بہر حال غسل کرنے کے بعد رات کا کھانا کھا کر گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ کے لئے لیٹ گیا.....اس کے بعد اٹھ کر ہم تینوں عمرہ کرنے کے لئے چل دیئے.....کبوتر خانہ والی سڑک سے حرم کے درمیان کی بلڈنگیں توڑی جارہی ہیں.....ان میں سے کئی ٹوٹ چکی ہیں اور کئی پر توڑنے کے نشانات لگے ہوئے ہیں.....انہیں ٹوٹی ہوئی بلڈنگوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ''بن داوٗد'' بلڈنگ کے پہلے ''کُبرِی'' کے قریب پہنچے تو ہمیں اب راستہ سمجھ میں آ گیا اور ہم آگے کی سمت بڑھتے گئے..... بارہ سال پہلے آنکھوں میں بسائی ہوئی چیزیں آنکھوں کے سامنے تھیں.....حرم سامنے تھا، حرم کی بہترین اور حسین وخوبصورت عمارت میں جذب وکشش ہے جو اپنی جانب متوجہ کرتی ہے.....دو ہزار ایک (۲۰۰۱) میں جب میرے والد محترم نے حرم کی عمارت کو دیکھا تو کہنے لگے.....اس عمارت کو اور اس کے ستونوں کو کسی انسان نے نہیں، فرشتوں نے بنائے ہیں.....اللہ تبارک وتعالیٰ کا گھر اپنے اندر منفرد شان رکھتا ہے.....حرم کے صحن کے قریب بائیں ہاتھ کی سمت کا نقشہ بدلا ہوا ہے..... بارہ سال پہلے جو جگہ خالی تھی.....وہاں پر پچاس منزل کی تین بلڈنگ..... باون منزل کی دو بلڈنگ.....اور چھہتر منزل کی ایک بلڈنگ کھڑی ہوئی ہے.....خوبصورتی اور شباہت کے اعتبار سے یہ سب بلڈنگ ایک دوسرے کی سہیلی معلوم ہوتی ہیں.....قد میں کمی بیشی تو صاف دکھائی دیتی ہیں.....مگر سب اپنی شوکت دکھا رہی ہیں.....اسی کو زم زم ٹاور یا ''مکہ کلاک ٹاور'' کہا جاتا ہے.....چھہتر منزلہ بلڈنگ 601 میٹر لمبا ہے، اس میں 945 لگژری کمرے ہیں، اوپر میں چاند اور تارا کی آبزرویٹوری اور اسلامی میوزیم بھی ہے...چاند اور تارا سونے کا بنا کر لگایا گیا ہے.....کہا جاتا ہے کہ ۳۰ کیلو میٹر دور ہی سے یہ چاند اور تارا دکھائی دیتے ہیں..... اسی ٹاور پر دنیا کی سب سے بڑی گھڑی آویزاں ہے.....ایک نظر مڑ کر اس کی طرف دیکھا.. ..اور حرم شریف کے صحن کے سفید پتھر پر قدم رکھ دیا تو ایسا محسوس ہوا کہ میں بارہ سال سے یہاں ہی پر ہوں.....یا.....بارہ سال کا عرصہ نہیں یہ تو کل کی بات ہے جو میں اس صحن

کو دیکھا تھا۔
یہ پیغمبروں.... نبیوں اور رسولوں کا شہر ہے.... خاتم الانبیاء ﷺ کے قدم ناز سے یہ زمین مس ہو چکی ہے ...نزول قرآن کی جا ہے... پاک و طاہر ہے... مقدس و معظم ہے... قرآن مجید میں اس کے تذکرے ہیں... حدیث میں اس کی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں... امن و امان کی جگہ ہے... یہاں کعبہ ہے ... کعبہ کی بلندی و بڑائی، افضلیت اور اس کی اولیت کے تذکرے قرآن بیان کرتا ہے:

☆اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًاوَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ (آلِ عمران: آیت ۹۶

ترجمہ!''بیشک سب میں پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کا مقرر ہوا وہ مکّہ میں ہے، برکت والا اور سارے جہاں کا رہنما''

قرآن مجید میں دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے اس شہر کے بارے میں کہا:

☆لَاۤ اُقۡسِمُ بِھٰذَا الۡبَلَدِ☆وَاَنۡتَ حِلٌّۢ بِھٰذَا الۡبَلَدِ☆وَوَالِدٍ وَّمَا وَلَدَ (سورہ بلد آیت ۱ تا ۳)

ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم کہ اے محبوب تم اس شہر میں تشریف فرما ہو اور تمہارے باپ ابراہیم کی قسم اور اس کی اولاد کی کہ تم ہو''۔

قرآن مجید میں تیسری جگہ ارشاد ربانی ہے:

ترجمہ: انجیر کی قسم اور زیتون اور طور سینا اور اس امان والے شہر کی (سورہ التین)

اللہ تبارک وتعالیٰ ان تین آیتوں میں مکہ کی تعریف اور اس کی قسم فرمایا ہے.... قرآن مجید کے متن میں ''مکّہ'' کو ''بکّہ'' بھی کہا گیا ہے جو معنے کے اعتبار سے وسیع معنی لیے ہوا ہے: ''بکّہ'' ''بکٌّ'' سے بنا ہے بمعنے کچل ڈالنا، چونکہ اس شہر کے دشمن اصحاب فیل وغیرہ کچل دیئے گئے، اس لئے اسے ''بکّہ'' کہا جاتا ہے، اور ''مکّہ'' ''مکٌّ'' سے بنا بمعنے چوس لینا،

خشک کردینا، چونکہ یہ شہر حاجیوں کے گناہوں کو جذب کرلیتا ہے،، اس لئے اسے مکہ کہا جاتا ہے، مکہ معظمہ کے بہت نام ہیں:

(۱) مکہ (۲) بکہ (۳) ام رحم (۴) کویسا (۵) بشاشہ (۶) حاطمہ (۷) ام القرے (۸) بلدامین (۹) الماموں (۱۰) حلاح (۱۱) عوش (۱۲) قادس (۱۳) مقدس (۱۴) راس (۱۵) کوثا (۱۶) مبینہ (علامہ احمد یار خاں نعیمی.............تفسیر نعیمی، جلد۴............۲۲۔)

مذکورہ بالا ناموں میں سے کئی نام قرآن پاک میں مرقوم ہیں، ان نام کے صفات پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

☆بکہ: راقم اِسی پاک سرزمین پر پہنچا ہوا ہے جس کا نام ''بکہ'' ہے....ابرہا اور اس کی فوج اور اس کے ہاتھی یہاں کچلے گئے....آج بھی یہاں گنہگاروں کے گناہ کچلے جاتے ہیں ....اسی امید پر لوگ خطیر رقم خرچ کر کے مکہ میں جاتے ہیں....اسی بنا پر سال کے تین سو ساٹھ دنوں تک یہاں لوگوں کی بھیڑ لگی رہتی ہے....حرم کا دروازہ کھلا رہتا ہے....ایک آن کے لئے بھی نہ حرم کا دروازہ بند ہوتا ہے....نہ ہی طواف وعبادت ودعا کا سلسلہ رُکتا ہے...بہت سارے لوگ اس طرح سے دھارے مار کر روتے ہیں کہ اس طرح سے وہ اپنے اقربا کی موت پر بھی نہیں روتے ہوں گے....ایسے لوگوں کی دعائیں مقبول ہیں تو ان کے صدقے میں ہم جیسے گنہگار توقع اور امید ہی نہیں بلکہ یقین رکھتے ہیں کہ ہماری دعاؤں کو بھی شرف قبولیت سے نوازا جائے گا۔

☆مکہ: کا تذکرہ قرآن پاک میں اس طرح سے ہے: وَهُوَ الَّذِی کَفَّ اَیۡدِیَهُمۡ عَنۡکُمۡ وَاَیۡدِیَکُمۡ عَنۡهُمۡ بِبَطۡنِ مَکَّةَ مِنۡۢ بَعۡدِ اَنۡ اَظۡفَرَکُمۡ عَلَیۡهِمۡ....(سورہ فتح آیت ۲۴)

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے ان کے ہاتھ تم سے روک دیئے اور تمہارے ہاتھ ان سے روک دیئے وادیٔ مکہ میں بعد اس کے کہ تمہیں ان پر قابو دے دیا تھا.........''

مکّہ: بمعنے چُوس لینا، خشک کر دینا، چونکہ یہ شہر حاجیوں کے گناہوں کو جذب کر لیتا ہے ....انہیں حاجیوں کی صف میں ہم لوگ بھی ہاتھ باندھ کر یہی تمنا لیے ہوئے کھڑے تھے.... اور ٹکٹکی باندھ کر کعبہ کو دیکھ رہے تھے....طواف کے دوران موقع ملتا تو سنگ اسود کے قریب پہنچ جاتے....لب سے بوسہ لینے کا موقع نہیں ملتا تو ہاتھ ہی مس کر لیتے تھے....اس ادا پر دل خوش ہو جاتا....امید کی کرن بڑھ جاتی کہ یہ بھی تو گناہوں کو چوستا ہے۔

☆البلد: اس لفظ کا ذکر قرآن پاک کے پہلے پارہ میں ہوا ہے: وَاِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا الْبَلَدَ اٰمِنًا.....(البقرہ۔ آیت ۱۲۶)

ترجمہ: جب عرض کی ابراہیم نے کہ اے میرے رب اس شہر کو امان والا کر دے....''

مذکورہ بالا آیت میں ''مکہ'' کو ''امنا'' یعنی (امان والا) کے نام سے یاد کیا گیا ہے، قرآن میں ایک دوسرے مقام پر اس طرح سے ذکر کیا ہے:

☆ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِیْنِ (سورہ التین: آیت ۳)

☆بلدامین: بلد کے معنی شہر اور امین کے معنی دو طرح سے ہیں....امن والا یا امانت والا.... امن والا معنی لیا جائے تو معنی ہوگا....کہ یہاں انسانوں، جانوروں بلکہ شکاری جانوروں درندوں اور خودرُو درختوں کو بھی امان حاصل ہے....اور امانت والا لیا جائے تو معنی ہوگا کہ اس شہر میں حضور ﷺ بطور امانت کے ۵۳ رسال تک رہے یا امانت والے رسول ﷺ اس شہر میں رہے۔

☆امّ رحم: کرم کرنے والی ماں۔ بخشش کرنے والی ماں۔ ارض مقدس.... پاک زمین.... یہاں غفور رّحیم بندوں پر کرم بھی کرتا ہے رحم بھی.... بخشش بھی کرتا ہے عنایت بھی....عفو بھی فرماتا ہے درگزر بھی....اے اللہ! ہم پر رحم ہی رحم کر....کرم ہی کرم فرما۔

☆اُمُّ الْقُرٰی: قرآن پاک کی دو سورتوں میں یہ لفظ آیا ہے، سورہ الانعام کی آیت نمبر ۹۲ اور سورہ شوریٰ کی آیت نمبر ۷ میں:

☆ام القری: ایک نام یہ بھی ہے یعنی میں تمام شہروں کی ماں ہوں.....ماں کے سب ہی محتاج ہوتے ہیں.....تمام دنیا کے ایمان والے میرے محتاج ہیں.....سب یہاں آنے کے لئے ترستے ہیں.....جن کی قسمت میں آنا لکھا ہوتا ہے چلے آتے ہیں.....اور آکر اپنی پیاس بجھا کر جاتے ہیں...زمین کے لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا وجود کیا..... کعبہ کے پاس سے زمین کا پھیلاؤ شروع ہوا.....اس بنا پر بھی ہمیں ام القری کہا جاتا ہے۔

☆اَوَلَمْ نُمَكِّنْ لَّهُمْ حَرَمًا اٰمِنًا (سورہ القصص: آیت ۵۷)

ترجمہ: کیا ہم نے انہیں جگہ نہ دی امان والی حرم میں"۔

☆اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا (سورہ العنکبوت: آیت ٦۷)

ترجمہ: یہ نہ دیکھا کہ ہم نے حرمت والی زمین پناہ بنائی"۔

☆حرم آمن: دونوں آیتوں کی روشنی میں مکۃ المکرّمہ کو حرم کے ساتھ امن والی زمین کہا گیا ہے، لوٹ مار قتل و غارتگری سے محفوظ ہے، اللہ تعالیٰ اس زمین پاک کے صدقے میں ہمارے ایمان کو ہر طرح کے خطرے سے محفوظ رکھے آمین۔

☆رَبَّنَا اِنِّیْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ (سورہ ابراہیم آیت ۳۷)

ترجمہ: اے میرے رب میں نے اپنی کچھ اولاد ایک نالے کے قریب بسائی جس میں کھیتی نہیں ہوتی تیرے حرمت والے گھر کے پاس"۔

☆وادی غیر ذی زرع: قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا محفوظ ہے اور یہ دعا حقیقت پر مبنی ہے کہ یہ وادی جس میں کچھ نہیں ہوتا تھا پھر سب کچھ ہو گیا، یہ زمین آباد ہو گئی، اللہ تعالیٰ نے غیب سے برکتیں عطا فرما دیں، اسی طرح سے انسان کے اعمال کی کھیتی "غیر ذی زرع" کی مثل ہیں، لیکن اس زمین پر پہنچنے کے بعد اس کے اعمال کی زمین ہری بھری ہو جاتی ہے۔

☆بشاشہ: بَشَّ۔ بَشًّا۔ وبَشَاشَةً۔ ہنس مکھ ہونا.....کشادہ رُو ہونا....اس زمین کا بشاشہ

انہیں معنی میں کہ وہاں گنہگار سے گنہگار.... روسیاہ ہی کیوں نہ پہنچ جائے اور پہنچتے ہیں.... لیکن یہ کشادہ روز مین.... ان گنہگاروں کو دیکھ کر بھی اپنی بشاشت ظاہر کرتی ہے کہ آگئے، خوب کیئے.... اب گناہوں سے پاک ہو کر جاؤ.... اے غم زدو! خوش ہو کر جاؤ.... جاؤ.... میں تمہارے لئے دعائیں کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ تجھے مرتے دم تک گناہوں سے بچائے.... آمین۔

☆المامون: امن کیا گیا۔ محفوظ۔ اگر کوئی شخص حدودِ حرم سے باہر کسی کا قتل کر کے حرم میں داخل ہو جائے تو اسے حرم میں قتل نہیں کیا جائے گا.... نہ سزا دی جائے گی.... جب تک حرم میں ہے.... محفوظ ہے.... حرم سے نکلے گا تب اس کو سزا دی جائے گی.... کیوں کہ یہ مامون میں ہے۔

☆راس: سربلندی کسی چیز کی۔ مکہ معظّمہ کی سربلندی ہر طرح سے ظاہر ہے.... تمام انبیاء کرام کے قدوم سے یہ زمین مس ہو چکی ہے.... یہاں کعبہ ہے.... سنگ اسود ہے.... رکن یمانی ہے.... مقام ابراہیم ہے.... زم زم ہے.... صفا و مروہ ہے.... عرفات ہے.... منیٰ ہے.... نزول قرآن کی جا ہے.... یہاں ایک نیکی کا ثواب ایک لاکھ ہے۔

☆مُقَدّس: پاک کیا گیا۔ پاک۔ معصوم بے گناہ۔ بزرگ۔ پارسا۔ فرشتہ خصلت۔ مقدس کا ہر معنی مقدس ہے اس لئے گناہ گار بھی اس مقدس زمین پر جا کر گناہوں سے پاک ہو کر مکرم ہو جاتا ہے۔

☆صِلاح: آپس میں صلح کر لینا۔ دوستی کر لینا۔ وہ زمین اطہر و مطہّر اس پر جانے والے خاطی و گنہگار لیکن اطہر و مطہّر نے خاطی و گنہگار کو قبول کر کے ان کو صلح کا پیغام دے کر ان سے دوستی کر لیتی ہے، ہم گنہگاروں کے لئے یہ بہت بڑا مژدہ ہے۔

ہم آگے کی طرف بڑھتے جا رہے ہیں.... راقم بائیں ہاتھ کی سمت بڑھنے لگا.... منظور بھائی نے کہا اُدھر کہاں؟.... میں نے کہا آیئے باب فہد سے مطاف میں داخل ہوں گے.... نہیں

نہیں اُدھر سے دُور ہوگا...ایک نمبر دروازہ باب عبدالعزیز سے چلتے ہیں... یہاں سے سنگ اسود قریب ہے...ٹھیک ہے! ایک نمبر سے ہم نے حرم شریف میں قدم رکھا...آگے بڑھتا گیا...مطاف سے اوپر والے حصہ میں رکھے ہوئے زم زم کے ڈبے سے زم زم نوش کیا... .کعبہ شریف کی جانب نگاہ کی ،سامنے کعبہ اپنی عظمت ورفعت وبلندی کے ساتھ نظر آیا.... ہاتھ اٹھ گئے ....لب ہلنے لگے....دعائیں مانگنے لگا... اپنے لئے اپنی اولاد کے لئے.... خویش اقارب کے لئے....دوست واحباب کے لئے....عالم اسلام کے لئے....اپنے ملک وملّت کے لئے....جن جن لوگوں نے دعائیں کرنے کے لئے کہا تھا ان لوگوں کے لئے.. .دعائیں مانگتے ہوئے مطاف میں پہنچ گیا...سنگ اسود کی سیدھ میں گیا...پہلے سنگ اسود سے حرم کی شروعاتی دیوار تک مطاف میں چاکلیٹی پٹی لگی ہوئی تھی اس کے بعد حرم شریف کی دیوار پر ہرے رنگ کی بتی جلتی رہا کرتی تھی....جو اس بات کا اشارہ تھا کہ یہاں سے طواف شروع کیا جائے....اس دفعہ چاکلیٹی پٹی نہیں تھی معلوم ہوا کہ پٹی نکال دی گئی ہے....صرف ہری بتی دیوار پر جل رہی تھی....ہم چاروں یعنی راقم ، الحاج منظور بھائی اوران کی اہلیہ اور عزیزم سید لیاقت علی جو ہم لوگوں سے پہلے مکہ پہنچ چکا تھا اور اپنی نانی صاحبہ کے ساتھ مسفلہ ہی میں قیام پذیر تھا...میں نے رات ہی میں عزیزم کو فون کیا موصوف نے پتا پوچھا اور میری قیام گاہ پر پہنچ گیا...اور ہمارے ساتھ ہی طواف بھی کیا..طواف کے بعد سعی میں بھی ساتھ رہا...طواف مکمل کر کے ہم لوگوں نے مقام ابراہیم کے قریب نماز ادا کی.... پھر آگے بڑھے....حرم شریف میں آکر زم زم نوش کئے۔

۲۰۰۱ء میں راقم کو حج نصیب ہوا اس وقت حجاج زم زم کے کنواں کے قریب پہنچ کر زم زم نوش کرتے تھے....وہاں بہت سارے نل لگے ہوئے تھے....جو مطاف کے احاطہ میں اندر گراونڈ تھا...اب اسے بند کر دیا گیا ہے....اب حجاج زم زم پی سکتے ہیں زم زم کا کنواں دیکھ نہیں سکتے....زم زم اب مطاف کے نیچے انڈر گراؤنڈ ہو گیا ہے....لوگوں کی کثرت کی بنیاد

پر شاید ایسا کیا گیا ہے.... بہر حال زم زم پی کر ہم لوگ سعی کے لئے آگے بڑھ گئے... جب جب عمرہ کیا سعی کیا.... سعی میں کم از کم چالیس منٹ لگ جاتا تھا.... سعی سے فراغت کے بعد صبح تک ہم لوگ حرم شریف میں ہی رہے.... پھر قیام گاہ پر آگئے۔

۳/ رجون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۳/ رجب ۱۴۳۳ھ بروز اتوار

آج کے دن کا زیادہ تر وقت حرم شریف میں گزرا... آج کے دن دو طواف ہوئے.... الحاج منظور احمد بھائی صاحب راقم کو "مقبرۃُ الشُبَیکَۃ" لے گئے... اس جگہ کو پہلے دیکھا تھا لیکن یہ نہیں معلوم تھا کہ یہی "مقبرۃُ الشُبَیکَۃ" ہے.... کسی زمانہ میں یہ ایک محلّہ تھا... اسی محلّہ میں ایک قبرستان کا نام "مقبرۃُ الشُبَیکَۃ" تھا... زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی زندہ بچیوں کو اسی قبرستان میں دفن کرتے تھے.... یہ قبرستان آج تک باقی ہے.... اس قبرستان کے دو جانب سڑکیں اور دو جانب اونچی چہار دیواری ہیں.... ایک جگہ چہار دیواری کا قد گھٹا ہوا تھا.... وہاں پر ہی ہم دونوں کھڑے ہو گئے.... وہاں سے قبرستان کا تمام گوشہ دکھائی دیتا تھا.... وہاں پر کھڑا ہوا تو کئی باتیں ذہن میں آئیں... انسان کی روح مکان میں.... دوکان میں.... اسپتال میں نکلتی ہے.... پھر وہ قبرستان میں دفن کئے جاتے ہیں.... لیکن زمانہ جاہلیت میں ان بچیوں کو پہلے دفن کیا گیا پھر ان کی روح نکالی گئی.... روح نکالنے کے بعد ملک الموت نے کہا ہوگا.... آرام سے سوجا.... قیامت میں اس کا بدلہ لیا جائے گا.... دفن کرنے والوں کی ہمت کو شیطان تحسین و آفریں کی داد دیتا ہوگا.... اور انسانیت شرم سے پانی پانی ہو رہی ہوگی.... ان بچیوں کو جو اذیتیں پہنچی ہوں گی.... اس کا تصور کر کے ہی روح کانپ جاتی ہے.... درگور کی ہوئی بچیوں کی پختہ قبریں یہاں وہاں سے ٹکر ٹکر تاک کر کہتی ہیں.... عبرت کے لئے دیکھ ہم مظلوموں کی تربتیں.... شاہ السعود حکومت نے صحابہ اور صحابیات کی قبریں مسمار کرا دیں.... اور زمانہ جاہلیت کی نشانیوں کو زندہ رکھا کہ شاید اس سے تاریخ زندہ رہے؟.... اگر جاہلیت کی قبروں سے تاریخیں وابستہ ہیں

تو صحابہ اور صحابیات کی تربتوں سے تاریخیں وابستہ نہیں ہیں؟
چونکہ الحاج منظور احمد بھائی بہت دنوں تک حج ٹور سے وابستہ رہے ہیں....اس بنا پر مکہ کے متعلق ان کو بہت معلومات ہے....موصوف نے بتایا کہ یہ'' مقبرۃُ الشُبَیکَۃ '' کے آگے جو پہاڑی ہے یہ جبل عمر کہلاتا ہے....یہ پورا علاقہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ کی ملکیت تھی....اور وہ جو آبادیاں نظر آرہی ہیں وہ محلہ'' شارع المنصور'' ہے....اس جانب ایک پہاڑی ہے....اس پہاڑی کا نام جبل کعبہ ہے....فی الوقت اسی جبل کعبہ کی جانب حرم شریف کی توسیع کا کام بہت ہی تیزی سے رواں دواں ہے'' مقبرۃ الشُبَیکَۃ '' دیکھنے کے بعد جبل کعبہ کی اس جانب بڑھ گئے....جس طرف کعبہ کی توسیع ہو رہی ہے....تھوڑی دیر تک کھڑے ہو کر توسیع کا نظارہ کرتے رہے....نظارہ کے دوران نظر حرم کی طرف ہوگئی....ہم لوگ وہاں سے چل دیئے....کعبہ میں پہنچے کچھ دیر وہاں ٹھہرے....کبھی کعبہ کو دیکھتے رہے کبھی تلاوت قرآن کرتے رہے....پھر ہوٹل میں چلے آئے....اور وقت وقت پر کعبہ میں جا کر اللہ تعالیٰ کے سامنے سر جھکاتے رہے....دعائیں مانگتے رہے.... اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر توبہ کرتے رہے غفور رحیم معاف فرمادے تو نہ معاف کرے گا تو کون معاف کرے گا۔

حاجی اختر حسین صاحب جو سنی جامع مسجد پتری پل کے خزانچی ہیں....روانگی کے وقت انہوں کے اپنے ہم زلف (ساڑھو) کے لڑکے امام الحق عرف لال بابو کے لئے آم کا پیکٹ دیا تھا اور اس پیکٹ پر ہی ان کا فون نمبر لکھ دیا تھا....آج آٹھ بجے کے بعد ان کو فون کیا کہ آپ کا تحفہ لے کر آیا ہوں لے جائیے، موصوف ڈیوٹی کو نکل گئے تھے....جواب دیا کہ شام میں آؤں گا آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں؟ میں نے ان کو پتا بتا دیا....موصوف نے کہا ٹھیک ہے آجاؤں گا، ہوٹل میں کتنی منزل پر قیام ہے؟ میں نے کہا نویں منزل پر ہوں۔
موصوف شام میں تشریف لائے....ساتھ میں کیلا اور سیب بھی لے کر آئے....۲۰۰۱ء

کے حج کے موقع پر دیکھا کہ مکہ کی تمام عمارتوں میں حجاج کے پینے کے لئے کین میں بھر کر زم زم پہنچایا جاتا تھا.... اس دفعہ ایسا نہیں تھا بلکہ ہوٹل کی جانب سے ہی پینے کا پانی دیا جاتا تھا اس پر طرفہ یہ کہ ہوٹل کے عارضی مالک سندھی جو ہوٹل کنٹراک پر لئے ہوا تھا ہم لوگوں سے کہتا تھا کہ سارے حاجی زم زم لا کر پیتے ہیں، آپ لوگ زم زم کیوں نہیں لاتے؟ یہ مشورہ وہ ہمیں ہمارے فائدے کے لئے نہیں، بلکہ اپنے فائدے کے لئے دیتا تھا، کئی دفعہ تو وہ طنز بھی کر چکا تھا....لال بابو نے کہا کہ میں زم زم بھیج دیا کروں گا... لہذا وہ اپنی کمپنی میں کام کرنے والے محمد ارشاد کی معرفت ایک دن ناغہ کر کے دوسرے دن زم زم کا بڑا کین بھیج دیتے تھے... ہم لوگ اسی زم زم کو نوش کرتے تھے... موصوف تقریباً ایک گھنٹہ رہ کر اور کل کے دن آنے کا وعدہ کر کے واپس اپنی قیام پر چلے گئے... آپ وہاں کی مشہور و معروف ''بلادین'' کمپنی کے حرم شریف کی توسیعی پروجیکٹ میں فورمین کے عہدہ پر ہیں۔

۴/ جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۴/ رجب ۱۴۳۳ھ بروز پیر

نماز فجر کے بعد'' مقبرۃُ الشُبَیْکَة '' کے قریب بس اسٹینڈ سے بس پکڑ کر عمرہ کی نیت کرنے کے لئے مسجد عائشہ گیا، احرام قیام گاہ پر ہی باندھ لیا تھا....الحاج منظور احمد بھائی ساتھ تھے...۲۰۰۱ء کے حج میں ہم دو ریال کرایہ دے کر عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے مسجد عائشہ جاتے تھے....اور بارہ سال بعد بھی آج ہم سے کنڈیکٹر نے دو ہی ریال لیا تو حیرت ہوئی کہ بارہ سال بعد بھی کرایہ بھی اضافہ نہیں ہوا ہے.... مسجد عائشہ پہنچا.... یہ مسجد اب بہت بڑی بنادی گئی ہے کہا جاتا ہے کہ اب اس میں پندرہ ہزار آدمی ایک وقت میں نماز پڑھ سکتے ہیں....مکۃ المکرّمہ کی دیگر مسجدوں کی طرح اس مسجد میں بھی قیمتی اور عمدہ قالین بچھے ہوئے ہیں.... مسجد عائشہ مکۃ المکرّمہ سے سات کیلو میٹر دور مقام ''تنعیم'' میں ہے.. ۹ھ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسی مقام پر احرام باندھا تھا.... یہاں پر سب سے پہلے محمد بن علی شافعی نے مسجد بنوائی.... حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکۃ المکرّمہ سے کوفہ

جاتے ہوئے سب سے پہلی منزل اسی "تنعیم" میں کی تھی....اس مسجد سے دوسومیٹر دور شمال میں حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کافروں نے ۳ھ میں پھانسی دی تھی....یہ تاریخی مقام ہے اور نہ جانے تاریخ کے کتنے اوراق کو سیاہ کئے ہوا ہے۔

مسجد عائشہ سے لوٹ کر پونے سات بجے مسجد حرام میں طواف کے لئے داخل ہوا.... طواف وسعی کے بعد ہوٹل میں پہنچا....آج کافی تھک چکا تھا لہذا ناشتہ کر کے لیٹ گیا لیکن تھکاوٹ کی وجہ سے نیند نہیں آئی....اُٹھ کر غسل کیا، گرمی کی شدت کی بنا پر پانی ٹھنڈا ہوتا ہی نہیں تھا پھر بھی اسی کھولتے ہوئے پانی سے غسل کیا....غسل کرنے کے بعد لیٹ گیا اور نیند آ گئی....ظہر کی نماز کے بعد کھانا کھایا اور کمرہ ہی میں رہا....عصر کی نماز کے لئے حرم میں جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ "امام الحق" صاحب کا فون آیا کہ آ رہا ہوں....لہذا عصر کی نماز کمرہ ہی میں پڑھ لیا....چند ساعتوں کے بعد موصوف آ گئے....آتے کے ساتھ کہنے لگے، لیجئے نیٹ کنکشن والا فون! جن لوگوں سے باتیں کرنی ہے کر لیجئے....سب سے پہلے میں اپنے منجھلے لڑکے عزیزم محمد توصیف رضا سلمہٗ کو اپنے آبائی وطن میں فون لگایا لیکن عزیزم اپنے دوا خانہ میں مصروف ہونے کی بنا پر فون نہیں اٹھایا....اس کے بعد بڑے لڑکے مولانا محمد کاشف رضا سلمہٗ کو گلبرگہ شریف فون کیا اور باتیں ہوئیں....عزیزم نے دریافت کیا کہ یہ آپ کا وہاں کا نمبر ہے؟.... میں نے کہا نہیں! میرا نمبر نوٹ کر لو اور یہ نمبر عزیزم محمد توصیف رضا کو دے دو اور ضرورت پڑنے پر اسی نمبر پر رابطہ کرو....اس کے بعد کلیان میں اہلیہ اور لڑکی سے بھی باتیں ہوئیں....تھوڑی دیر کے بعد عزیزم توصیف رضا سلمہ کا فون آ گیا اور وطن کی خبر خیریت مل گئی۔

ہمارے قافلہ کے سارے لوگ حرم شریف کے لئے نکل چکے تھے....مغرب سے آدھا گھنٹہ قبل میں بھی نکلا....مغرب کے بعد طواف کیا....عشاء کے بعد تلاوت قرآن مجید کا شرف حاصل کیا....دس بجے قیام گاہ پر پہنچا....باورچی دو تھے ایک دربھنگہ ضلع، بہار کا

دوسرا کشمیر کا دونوں کھانا بناتے اور تمام فلور پر پہنچاتے تھے....ان سے پوچھا آج سبزی کیا بنی ہے....ان میں سے ایک نے کہا "ٹھوسا" کی سبزی بنی ہے...."ٹھوسا نام کی سبزی سے پہلی بار میرے کان آشنا ہو رہے تھے....یہ ٹھوسا کیا ہوتا ہے؟....بہاری بابو کہنے لگا اپنے ملک میں اس کو کدو اور لوکی کہتے ہیں....راقم کو حیرت ہوئی عرب میں عربی زبان کے اندر یہ ٹھوسا کہاں سے داخل ہو گیا؟....غور کرنے پر اندازہ لگا کہ یہ غیر ملک میں کہیں کی علاقائی زبان ہے....وہاں ملازمت کرنے والوں نے ٹھوسا کا ایسا چرچا کیا ہوگا کہ اب اسی کو بولا جاتا ہے....الحاج منظور احمد بھائی اپنی اہلیہ کے ہمراہ مجھ سے پہلے حرم شریف میں تشریف لے گئے تھے لیکن رات دس بجے تک واپس نہیں آئے تھے....میں نے کھانا کھالیا اور ان کا انتظار کرنے لگا گیارہ بجے کے قریب موصوف واپس آئے....آج صبح کو عزیزم سید لیاقت علی اپنی نانی صاحبہ کے ساتھ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوا....شام کو فون آیا کہ میں خیریت کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچ گیا ہوں....سبحان اللہ۔

مکۃ المکرّمہ کی زیارتیں

۵؍جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۵؍رجب ۱۴۳۳ھ بروز منگل، آج صبح بیدار ہو کر غسل کرلیا کہ آج ایک اہم سفر یعنی مکۃ المکرّمہ کی زیارتوں کے لئے جانا ہے....ٹور آپریٹر نے رات ہی میں باورچی سے کہلا دیا کہ کل زیارت پر جانا ہے....صبح ۶؍بجے تیار رہیں....اسی واسطے آج نماز فجر مِسفلہ کی سبزی منڈی کی مسجد میں ادا کی....مسجد میں ہی پونہ پارہ قرآن مجید کی تلاوت کا شرف حاصل کیا....کمرہ میں واپس آیا تو ساڑھے پانچ بج رہے تھے....۶؍بجے کے بعد باورچی ہر کمرہ کے پاس آکر دستک دیتا اور کہتا جا رہا تھا کہ زیارت کے لئے بس سبزی منڈی کے پاس کھڑی ہے....آپ لوگ جلدی چلیں....بہادر صاحب نے جانے سے انکار کر دیا کہ آج نہیں جاؤں گا....مروتاً الحاج منظور بھائی بھی تیار نہیں ہوئے مگر مجھے

اشارہ دیا کہ آپ چلیں جائیں۔

بنگالی سبزی منڈی کے قریب آیا بس لگی ہوئی تھی....بس کے دروازہ کے قریب کی مجھے سیٹ مل گئی....بس کے بائیں طرف ڈرائیور اور دائیں سمت میں گائیڈ صاحب بیٹھ گئے....ڈرائیور عربی اور گائیڈ پاکستانی تھے....دونوں آپس میں مذاق بھی کرتے تھے....گائیڈ صاحب ڈرائیور کو جب زیادہ چھیڑ چھاڑ کر دیتے تو ڈرائیور اپنا مصلیٰ اٹھاتا اور بس کے دونوں جانب کی سیٹوں کے درمیان آنے اور جانے کے راستے پر مصلیٰ بچھا کر بیٹھ جاتا اور کہتا جاؤ میں بس لے کر نہیں جاؤں گا....بس کھلنے کے بعد گائیڈ نے مائیک پر آواز دی....میرے ساتھ آپ لوگ بھی درود شریف پڑھ لیں....موصوف نے جب اتنا کہا تو ہمارے قریب یقین کی ایک لہر آنے لگی کہ عقیدتاً سنی ہوں گے....موصوف نے ہاتھ میں مائیک لے کر اپنی تقریر شروع کر دی:

ہم مسفلہ سے نکل رہے ہیں....مسفلہ کو حضرت ہاجرہ نے آباد کیا یعنی بسایا تھا....حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان اسی مسفلہ میں تھا....حضور ﷺ نے اسی مسفلہ سے حضرت ابوبکر صدیق کے مکان سے ہجرت کے لئے نکلے تھے....ہم غارِ ثور کی طرف چل رہے ہیں....یہ غارِ ثور مکۃ المکرّمہ سے جنوب کی جانب مسفلہ سے تین کیلومیٹر کی دوری پر یمن کے راستے پر ہے....حضور ﷺ نے اس راستہ کو اس لئے اپنایا تھا کہ ہجرت کے متعلق دشمن کو پتا نہ چلے....غارِ ثور کی بلندی ساڑھے پانچ سو میٹر کے قریب ہے....گائیڈ نے غارِ ثور تک ہجرت کے حالات کو بڑے ہی مؤثر اور دلپذیر انداز میں بیان کیا....حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غار میں اترنا....غار کو صاف کرنا، سوراخوں کو بند کرنا، سانپ کا ڈسنا، غار کے دہانے پر کبوتری کا گھونسلہ لگانا انڈے دینا، مکڑی کا جالا بننا، حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیق اور عبداللہ بن ابوبکر صدیق اور آپ کے غلام عامر بن فہیرہ کی سعی کے متعلق اس انداز میں تقریر کی کہ دل بھر آیا آنکھیں ڈبڈبا گئیں....غارِ ثور پہاڑ کے

قریب پانچ، چھ منٹ کے لئے بس روکی گئی....بیشتر لوگ بس سے اتر گئے....گائیڈ نے تمام لوگوں کو اکٹھا کر کے بتایا کہ وہ بلندی پر دیکھیں....لوگ غارِ ثور کے پاس جا رہے ہیں....اور سب سے اوپر دیکھئے یہ کشتی نما غار ہے اسی میں رسول کائنات ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فروکش ہوئے تھے....اس مبارک غار اور رسول کائنات ﷺ و حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تذکرے قرآن مقدس کی سورہ توبہ کی آیت نمبر چالیس میں کئے گئے ہیں:

ترجمہ: اگر تم محبوب کی مدد نہ کرو تو بیشک اللہ نے ان کی مدد فرمائی، جب کافروں کی شرارت سے انہیں باہر تشریف لے جانا ہوا، صرف دو جان سے، جب دونوں غار میں تھے، جب اپنے یار سے فرماتے تھے، غم نہ کھا، بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے، تو اللہ نے اس پر سکینہ اُتارا، اور اُن فوجوں سے اس کی مدد کی جو تم نے دیکھی اور کافروں کی بات نیچے ڈالی، اللہ ہی کا بول بالا ہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے"

غارِ ثور کی کچھ تاریخی باتیں

مکہ کے مشرکوں نے حضور ﷺ کو ہجرت پر مجبور کیا....دار الندوہ میں میٹنگ کی....رسول کائنات ﷺ کے قتل کا پروگرام بنایا....رات کے وقت حضور ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا....حضور ﷺ نے اپنے بستر پر حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو سلا دیا....لوگوں کی امانتیں حضرت علی شیر خدا کے سپرد کیں اور کہہ دیا یہ امانتیں فلاں فلاں کی ہیں ان تک پہنچا دینا....اور خود حضور ﷺ دشمنوں کے درمیان سے نکل کر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر مسفلہ میں تشریف لائے....حضرت صدیق اکبر پہلے سے اونٹ کی سواری تیار کر لی تھی....حضور ﷺ کی خدمت میں اونٹ پیش کی اور غار ثور کی سمت روانہ ہو گئے....کوہِ ثور کے قریب پہنچے .... وہاں غار، کوہِ ثور کی چوٹی پر ہے....اور زمین سے چوٹی کی دوری دورِ

حاضر میں ۴۵۸ میٹر یا ۱۵۰۰ فٹ کے قریب ہے....اس لئے سواری کو نیچے چھوڑا اور پا پیادہ وہاں جانے کا ارادہ فرمایا....حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سرورِ کائنات ﷺ کو اپنے کاندھے پر بیٹھایا اور نیچے سے اوپر کی مسافت طے کر کے غار کے قریب پہنچ گئے....اللہ اکبر....اس وقت کیا سماں رہا ہوگا کہ امام الانبیاء، سید المرسلین، خاتم النبیین ﷺ....بعد الانبیا بالتحقیق ابا بکر ن الصدیق کے دوش پر تشریف فرما تھے....اس وقت تو فرشتوں کو بھی رشک آیا ہوگا کہ اے کاش! رب قدیر یہ کام ہم فرشتوں کے سپرد کئے ہوتا....لیکن یہ کام تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقدر کر دیا تھا۔

غار ثور تک پہنچے کے لئے نہ ماضی میں راستہ ہموار تھا نہ آج ہموار ہے...اس پر اونٹوں کا چڑھنا ممکن نہیں...حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کو پا پیادہ ....ننگے پاؤں اوپر تک لے کر گئے....آپ نے غار میں پہنچ کر غار کو صاف کیا....حضور ﷺ بھی داخل ہوئے..تین روز تک اس غار میں رہے....دشمن آئے لیکن غار کے قریب سے واپس ہو گئے ....سرکا ﷺ ان دشمنوں کو نظر نہیں آئے....اس تعلق سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ۔

جان ہیں جان کیا نظر آئے ☆ کیوں عدو گردِ غار پھرتے ہیں

حضرت ابوبکر صدیق کے صاحبزادے مکہ میں رہ کر دن بھر لوگوں کی باتوں کو سماعت کرتے کہ کون کہاں پر کیا مشورے کر رہا ہے....ان میں جو اہم خبر ہوتی شام کے وقت غار ثور پہنچ کر حضو ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق کو بتاتے....شام کو اندھیرا ہونے پر غلام عامر بن فہیرہ بکریاں چرا کر غار کے قریب لاتے، دودھ نکالتے....آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیتے....اسی وقت حضرت اسماء بنت ابوبکر کھانا بنا کر لے آتیں....چوتھے روز غار ثور سے مدینہ منورہ کی طرف روانگی ہوئی....عبداللہ بن اریقط کو راستہ دکھانے کے لئے اجرت پر مقرر کیا گیا...عبداللہ تو تھا کافر مگر اس پر یقین تھا....تین

اونٹ لائے گئے....ایک پر حضور ﷺ ....دوسرے پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ....تیسرے پر عبداللہ بن اریقط سوار ہوئے....حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عامر بن فہیرہ کو خدمت کے لئے اپنے پیچھے بیٹھا لیا....حضرت اسماء بنت ابوبکر نے چمڑے کے توشہ دان میں راستے کے لئے توشہ رکھا....توشہ دان کو باندکر لٹکانے لئے جب کچھ نہیں ملا تو اپنا ''نطاق'' کمر بند، پٹکا کمر سے کھول کر اسے پھاڑ کر دو حصے کر کے ایک سے توشہ دان باندھا دوسرے حصہ سے اپنا کمر باندھ لیا....اسی بنا پر آپ ''ذات النطاقین'' کے لقب مشہور ہوئیں۔

چند اہم واقعات

☆ روایت ہے کہ ہجرت کے دوران ''ثبیر'' پہاڑ نے آپ ﷺ کو یہ ندا دی:

☆ آپ ﷺ مجھ پر سے اتر جائیں....اس لیے کہ مجھے خوف ہے آپ ﷺ مجھ پر قتل کئے جائیں....اور اس وجہ سے مجھے اللہ تعالیٰ عذاب دے۔

☆ پھر حرا نے ندا کی:

☆ ''یارسول اللہ ﷺ! آپ میری طرف تشریف لائیں''

☆ مقام ''قدید'' میں امّ معبد عاتکہ بنت خالد الجزاعیہ کی بیمار اور ضعیف بکری کے پستان سے دودھ دوہا۔

☆ سراقہ آپ ﷺ کو گرفتار یا قتل کرنے کی غرض سے گیا لیکن معجزا دیکھ کر واپس آیا۔

☆ ایک غلام بکریاں چرا رہا تھا اس کی ایک بکری کے خشک تھن سے آپ ﷺ نے دودھ نکالا یہ دیکھ کر وہ ایمان لایا۔ (مواھب اللدنیہ سے موخوذ)

نہر زبیدہ

غارِ ثور سے ہماری بس اپنی منزل کی جانب روانہ ہوئی....گائیڈ تمام جگہوں کی معلومات

دیتے ہوئے جارہے تھے....عرفات کے قریب جہاں سے نہر زبیدہ گزرتی ہے....گائیڈ نے نہر زبیدہ کے متعلق بتانا شروع کیا کہ ملکہ زبیدہ جب حج کرنے کے لئے آئیں.... عرفات ومنیٰ میں پانی کی شدید قلت تھی یہ ریگستانی علاقہ میں پانی کہاں!....حجاج مکہ ہی سے پانی کا انتظام کر کے منیٰ وعرفات میں پہنچتے تھے....اس وقت مکۃ المکرمہ میں پانی کی ضرورت کا واحد ذریعہ کنواں تھا....جن حجاج کا پانی ختم ہوجاتا تھا ان پر وہاں ٹھہرنا شاق گزرتا تھا، وہ لوگ پانی کے لئے پریشان ہوجاتے تھے....ملکہ زبیدہ نے جب یہ عالم دیکھا تو حج کے بعد وطن واپس آکر انجینئروں کو اکٹھا کیا اور اپنا مدعا بیان کیا کہ حجاج کے لئے نہر بنوانی ہے....پہلے ان میں سے منتخب انجینئروں کو زمین کے معائینہ کے لئے بھیجا....ریگستانی اور پتھریلی زمینوں کا معائینہ کرنے کے بعد انجینئروں نے ملکہ زبیدہ سے کہا کہ اس خیال کو دل سے نکال دیجئے....خزانہ اس بار کو برداشت نہیں کرسکے گا....زبیدہ نے کہا ایک پھاوڑا مارنے پر اگر سو اشرفی خرچ آئے گا تو زبیدہ اس کے لئے بھی تیار ہے....نہر کا کام شروع ہوا اور عرصہ کے بعد جب نہر تیار ہوا....وزیر نہر کی لاگت کا حساب دینے کے لئے جب زبیدہ کے پاس پہنچا تو اس وقت ملکہ زبیدہ بغداد کے ایک دریا کے پاس سیر کررہی تھیں ....وزیر نے حساب کا کاغذ ملکہ کو تھماتے ہوئے کہا کہ یہ نہر کے اخراجات کا حساب ہے ....زبیدہ نے وہ کاغذ لیا اور بغیر دیکھے ہوئے اسے چاک کر کے دریا میں پھینک دیا اور کہا کہ زبیدہ نے حساب لینے اور رکھنے کے لئے نہر کی تعمیر نہیں کروائی ہے.... یہ اللہ اور اس کے رسول کی رضا کے لئے کیا گیا ہے تو اس کا حساب دیکھنا کیا ہے....گائیڈس نے اس واقعہ کو اس انداز میں بیان کیا کہ زائرین کی آنکھیں ڈبڈبا گئیں، انہوں نے مزید بتایا کہ یہ نہر مقام حنین کی ایک وادی ''نعمان'' سے شروع ہوکر عرفات اور منیٰ سے ہوتے ہوئے مکۃ المکرمہ تک گئی ہے۔

ہم نے کیا دیکھا

آج کے دن ہم نے نہر زبیدہ کو سرسری طور پر دیکھا....۹ رجون کو الحاج منظور بھائی کے ہمراہ عرفات میں بہت دور تک چل کر نہر زبیدہ کو دیکھا.... یہ جہاں جہاں پر پہاڑ کے دامن سے گزری ہے ابھی تک سلامت ہے .... جہاں جہاں ہموار زمین سے گزری ہے وہاں پر بیشتر جگہوں پر ٹوٹ پھوٹ گئی ہے اور بہت ساری جگہوں پر اس کے آثار بھی نہیں ہیں.... بہت جگہوں پر کچھ حصے ٹوٹے ہوئے ہیں تو کچھ حصہ باقی ہے.... بہت جگہوں پر مخدوش ہو چکی ہے.... بہت جگہوں پر کھنڈر میں تبدیل ہو چکی ہے .... بناوٹ کے اعتبار سے ایسا بنایا گیا ہے کہ جب یہ جاری رہی ہوگی تو اس کا پانی چرندو پرند اور دیگر جانوروں سے آلودہ نہیں ہوتا ہوگا .... یہ بند نہر ہے ....زمین پر دو جانب سے دیوار اور اوپر سے کمان نما ہے.... یہ لاہوری اینٹ سے بنائی گئی ہے ....نہر کے اوپر جگہ جگہ کنواں نما بنایا گیا ہے کیوں کہ بند نہر سے کوئی کیوں کر پانی لے سکتا ہے لہذا اگر کسی کو پانی کی ضرورت ہو تو وہ اس کنواں نما جگہ سے پانی نکال لے .... یہ نہر عرفات میں جبل رحمت پہاڑی کے دکھن سمت سے جبل رحمت سے مس ہو کر گزری ہے.... عُرنہ کے مقام سے ہوتے ہوئے منیٰ میں چلی گئی ہے.... کہا جاتا ہے کہ اس نہر سے اہلِ مکہ اور حجاج کرام بارہ سو سال تک سیراب ہوتے رہے ہیں....اب یہ نہر بے اعتنائی کا شکار ہے.... یہ نہر جس جذبہ کے تحت بنائی گئی تھی اس کی جگہ دورِ حاضر کی نئی ایجادات پانی کی ٹنکی، پائپ اور نلوں نے لے لی ہیں.... اس ریگستانی علاقے میں حج کے ایام میں منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں پانی کی فراوانی ہوتی ہے تو یہی ٹنکی، پائپ اور نلوں کے کرشمے ہیں۔

میدان عرفات کی کچھ باتیں

گائیڈ صاحب ہر مقام کا تعارف کراتے جا رہے تھے....بس عرفات کی جانب جا رہی

تھی۔ مکۃ المکرمہ سے عرفات ۱۵ ر کیلومیٹر کی دوری پر ہے... اچھی چمک دار اور خوبصورت سڑک پر بس بے خوف دوڑ رہی تھی.... جب عرفات میں بس داخل ہوئی تو گائیڈ نے اپنی تقریر شروع کر دی.... عرفات میں جگہ جگہ لائن سے بجلی کے کھمبے کی طرح کھمبے لگے ہوئے ہیں.... لیکن ان کھمبوں میں بلب نہیں ہیں.... گائیڈ نے زائرین سے سوال کیا، بتایئے یہ کس چیز کے کھمبے ہیں؟.... آپ سمجھتے ہوں گے کہ یہ بجلی کے کھمبے ہیں، لیکن یہ بجلی کے کھمبے نہیں ہیں.... موسمِ گرما کے حج میں حاجیوں کو گرمی سے بچنے کے لئے.... حاجیوں کے خیموں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ان کھمبوں کے ذریعہ مصنوعی بارش برسائی جاتی ہے.... یعنی پانی کے پھوارے چھوڑے جاتے ہیں.... راقم نے گائیڈ سے کہا کہ میدان عرفات کتنے کیلومیٹر میں پھیلا ہوا ہے؟.... یہ میں نہیں بتا سکتا نہ مجھے معلوم ہے کہ عرفات کتنے کیلومیٹر میں پھیلا ہوا ہے.... گائیڈ نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا یہ وادی عُرنہ ہے.... یہ عُرنہ کیا ہے؟ گائیڈ سرسری بتا دیتے ہیں.... یا مقامات کے متعلق جو تقریر کرتے ہیں وہ لوگوں کو سمجھ میں نہیں آتا ہے۔

"عُرنہ" ایک وادی کا نام ہے.... حرم کے حدود قائم ہیں کہ حرم مغرب میں کہاں تک.... مشرق میں، شمال میں، جنوب میں کہاں تک ہے.... اس کی تفصیل ۷ رجون کے باب میں آئے گی.... حرم کا علاقہ جہاں ختم ہوتا ہے اس کے بعد والے علاقے کو حِل کہا جاتا ہے.... حرم مشرق کی سمت میں ۱۵ ر کیلومیٹر دور "وادی عُرنہ" تک ہے.... اس کے بعد حِل شروع ہو جاتا ہے.... یہ وادیٔ عُرنہ حدود عرفات اور حدود حرم سے باہر حِل میں ہے.... جہاں سے ہماری بس گزری اس علاقہ میں یہ ایک چوڑے نالے کی طرح ہے.... عرفات میں مسجد نمرہ کا اگلا حصہ حدود عرفات سے باہر وادیٔ عُرنہ میں ہے.... گائیڈس نے کہا کہ مسجد نمرہ کے ان باہری حصہ میں نماز نہیں پڑھنی چاہیئے، ایسی بھی روایتیں ہیں کہ حضور ﷺ نے حج کے موقع پر اسی عُرنہ کے علاقہ میں حج کا آخری خطبہ دیا.... لیکن گائیڈ نے ہمیں کچھ اور بتایا اس کا

تذکرہ آگے آئے گا۔

حِل کہاں سے کہاں تک

حرم سے باہر کا علاقہ حِل کہلاتا ہے....اور میقات تک حِل ہے....میقات بھی پانچ ہیں.... ذوالحلیفہ ، یہ حِل سے 410 کیلو میٹر دور ہے.... جحفہ، اس طرف حِل 182 کیلو میٹر دور ہے.... یلملم ، ہندوستانی حاجیوں کا میقات یہی یلملم ہے....حِل کا یہ علاقہ 130 کیلو میٹر دور تک ہے....ذات عرق، اس سمت میں حِل کی دوری 90 کیلو میٹر ہے....قرن منازل، یہاں سے حِل 80 کیلو میٹر دور ہے۔

گائیڈ کی تقریر جاری تھی ....یہ دیکھئے جبل رحمت! حضرت آدم علیہ الصلوۃ والسلام اور ماں حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ملاقات اسی جبل رحمت پر ہوئی ....ایک روایت کے مطابق آپ دونوں کو یہاں پر ملنے میں چالیس سال لگ گئے ....اور دوسری روایت کے مطابق ساٹھ سال لگے ....وہ اس طرح کے کہ جب بابا آدم علیہ السلام یہاں پہنچے تو جبل رحمت پر پہنچ کر ماں حوا رضی اللہ عنہا کو ڈھونڈنے لگے ....ماں حوا آئیں تو بابا آدم کو جبل رحمت کے نیچے تلاش کرنے لگیں ....پھر خدا کی قدرت سے ایسا ہوا کہ بابا آدم علیہ السلام جب نیچے آتے تو ماں حوا اوپر چلی جاتیں ....ماں حوا نیچے آتیں تو بابا آدم اوپر چلے جاتے ....اس طرح آپ دونوں کو ملنے میں چالیس سال یا ساٹھ سال لگ گئے ....اس واقعہ کو گائیڈ صاحب نے بڑے ہی جذباتی انداز میں بیان کیا۔

حضور ﷺ نے اپنے آخری حج حجۃ الوداع کے موقع پر اسی جبل رحمت پر قصویٰ نامی اونٹنی پر بیٹھ کر خطبہ دیا....یہ خطبہ ڈھائی سے تین گھنٹے کا تھا....ایک لاکھ چالیس ہزار کے مجمع میں دور ونزدیک کھڑے ہوئے صحابہ کرام سب نے آپ ﷺ کی آواز کو یکساں سماعت فرمایا....یہ ہمارے حضور ﷺ کا معجزہ تھا....بس جبل رحمت کے قریب پہنچ گئی....گائیڈ نے اعلان کیا کہ بس یہاں پر آدھا گھنٹہ رُکے گی....آپ حضرات وقت پر بس کے قریب پہنچ

جائیں....گائیڈ صاحب جب بس سے نیچے آئے تو ان کے پیچھے پیچھے میں بھی نیچے آیا.... میں نے کہا محترم یہ ناچیز بھی تھوڑا پڑھا ہے....ایک مسجد کا امام ہے.....آپ نے حضرت آدم علیہ السلام اور ماں حوا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جو واقعہ بیان کیا ہے کسی کتاب میں پڑھنے کو نہیں ملا؟ ....کہنے لگے مکہ کی پُرانی تاریخ کی کتابوں میں یہ واقعہ ملے گا....نئی کتابوں میں یہ باتیں نکال دی گئیں ہیں....ہم لوگ بغیر مطالعہ کے نہیں بولتے ہیں....ہم لوگوں کو ہر طرح کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے۔

سوال: آپ کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں؟

اہل سنت و جماعت سے اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا معتقد ہوں۔

آپ کا تعلق کس ملک سے ہے؟

پاکستان سے۔

جبل رحمت کی جانب بڑھنے سے پہلے میں نے بس کا نمبر 9453 نوٹ کر لیا کہ واپسی پر بسوں کے ہجوم میں ہم اپنی بس کو آسانی کے ساتھ ڈھونڈ سکیں....پھر جبل رحمت کی طرف بڑھا....میدان کا کچھ حصہ عبور کر کے جبل رحمت کے قریب پہنچا....پھر 168 زینے چڑھ کر جبل رحمت پر گیا....یہ زینے جبل رحمت کے جنوبی سمت میں بنائے گئے ہیں....جبل رحمت پر نوافل پڑھنے کے لئے لوگوں نے جگہ جگہ قالین رکھ دیئے ہیں....۲۰۰۱ء کے حج پر گیا تھا تو یہ چیز نہیں تھی....دو رکعت نفل نماز پڑھنے کے بعد اس تاریخی جگہ کو گھوم پھیر کر دیکھا....جبل رحمت سے واپس آتے وقت جب تمام زینوں کو عبور کر لیا تو نیچے کی سمت میں لوگوں کی بھیڑ لگی تھی....بھیڑ کے پاس پہنچا تو دیکھا کہ سعودی حکومت کے خدام کتابچہ اور کیسٹ تقسیم کر رہے ہیں، وہ زبان پوچھ کر یعنی کون سی زبان پڑھتے اور کونسی زبان سمجھتے ہو....لوگ مال مفت دل بے رحم کی طرح لے رہے تھے....میں نے بھی مال مفت کو حاصل کر لیا...کیسٹ تو سنا نہیں کتابچہ میں وہی الم غلم ہے....یہ شرک اور وہ بدعت ہے وغیرہ وغیرہ۔

راقم جب جبل رحمت سے واپس آیا تو دیکھا کہ کچھ زائرین مجھ سے پہلے بس میں آ کر بیٹھے ہیں، کچھ آنے کو باقی ہیں... گائیڈ اپنے موبائیل میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ علیہ کی نعت کھول کر مائک کے پاس موبائیل کو رکھ دیا.. نعت کی آواز پورے بس میں گونج رہی تھی... تقریباً دس منٹ تک نعت شریف کی آواز گونجتی رہی، جب تمام زائرین آ گئے تو گائیڈ نے موبائیل کو بند کر دیا اور مائیک کو ہاتھ میں تھام لیا اور بس آگے کی سمت بڑھنے لگی۔

میدان عرفات کی کچھ پرانی باتیں

راقم ۱۹۷۹ سے ۱۹۸۸ء تک بہار کے ایک ترقی یافتہ گاؤں ''سلطان پور''، ضلع سیوان میں درس و تدریس اور امامت کے کاموں پر مامور رہ چکا ہے.... اس گاؤں کے کافی لوگ عرب میں ملازمت کرتے تھے.... ایک صاحب جب عرب سے آئے اور لوگوں نے پوچھا کہ وہاں کون سا کام کرتے ہیں؟... تو انہوں نے بتایا کہ ڈرائیوری کرتا ہوں.... مکۃ المکرمہ سے ٹینکر میں پانی بھر کر لے جاتا اور عرفات میں لگائے گئے ''نیم'' کے پیڑوں کی سینچائی کرتا ہوں.... گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے یہ نیم کے درخت لگائے جا رہے ہیں تا کہ گرمی کے ایام میں حجاج کو گرمی سے سکون ملے.... اس کی گفتگو کے تقریباً اٹھارہ سال کے بعد ۲۰۰۱ء میں حج کے لئے گیا تو وہ پیڑ ویسے ہی چھوٹے تھے.... اور اس دفعہ بارہ سال کے بعد گیا تو بھی ان پیڑوں میں کوئی خاص بڑھتوری نظر نہیں آئی.... اس کی وجہ زمین کا ریتیلی ہونا ہے.... ریتلی زمین سے پیڑوں کو بھرپور خوراک نہیں مل پاتی ہے۔

منیٰ کے میدان میں

عرفات کی زیارت کے بعد بس منیٰ کے تاریخی میدان کی جانب بڑھنے لگی.... ہر سال پانچ دن کے لئے یہاں خیمے کی بستی آباد ہوتی ہے... منی اور مزدلفہ کے درمیان ''وادی محسّر''

ہے یہاں پر ہی ابرہہ اوراس کی فوج پر ابابیل کے ذریعہ عذاب نازل کیا گیا تھا...مزدلفہ اور ''وادی محسر'' کی تمیز کے لئے بورڈ لگائے گئے ہیں تاکہ کوئی حاجی ''وادی محسر'' میں نہ بھٹک جائے...مزدلفہ میں وہ تاریخی مسجد بھی ہے جس کا ذکر قرآن پاک میں موجود ہے....
فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُوااللّٰهَ عِنْدَالْمَشْعَرِ الْحَرَامِ' (سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۹۸)

ترجمہ: تو جب عرفات سے پلٹو تو اللہ کی یاد کرو مشعر حرام کے پاس''۔

اس مبارک مسجد کے پاس بس روکی گئی....گائیڈ نے مذکورہ آیت پڑھ کر اس مسجد کے فضائل کو بیان اور کہا کہ میرے آقا ﷺ نے یہاں پر قیام فرمایا تھا....اس مسجد میں کتنے نمازیوں کی گنجائش ہے وغیرہم بھی بتایا تھا جو میں نوٹ نہیں کر سکا....منیٰ کی زیارت ہو رہی تھی اور دل شاد ہو رہا تھا...بس کچھ دُور اور آگے بڑھی تو گائیڈ نے کھڑے ہو کر بائیں ہاتھ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ وہ دیکھئے....وہ برج دیکھ رہے ہیں؟

سب نے ہاں کہا!

گائیڈ نے کہا!

حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے پیارے بیٹا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو اسی جگہ پر قربانی کے لئے لٹایا تھا...نشانی کے طور برج بنا دیا گیا ہے۔

یہ برج پہاڑی پر قدرے بلندی پر ہے....اس مقام کو میں حج کے وقت نہیں دیکھ سکا تھا ....میں کیا الحاج منظور احمد بھائی نے بارہ حج کئے ہیں اور چھ عمرہ! زیارت سے واپس آنے کے بعد جب میں نے منظور احمد بھائی سے تذکرہ کیا تو آپ بھی کہنے لگے یہ تو خوشخبری میں پہلی بار سن رہا ہوں....ایسا نہیں ہے کہ یہ برج حال میں تعمیر ہوا ہے....اصل بات یہ ہے کہ جس ٹور سے راقم ۲۰۰۱ء میں حج کے لئے گیا تھا الحاج منظور احمد بھائی اسی ٹور کے نمائندہ تھے....لیکن میری ان سے جان پہچان نہیں تھی....حج کے وقت جان پہچان ہوئی....وہ ٹور

اپنے شرائط میں لکھ دیتا تھا کہ ٹور حاجیوں کو زیارت کرانے کا ذمہ دار نہیں ہے.... جن حجاج کو زیارتیں کرنی ہوں وہ اپنے طور پر ٹیکسی کر کے جائیں گے.... میں بھی ٹیکسی کر کے گیا.... ڈرائیور ایک بنگالی تھا جو مجھے حج سے پہلے غار ثور، غار حرا، عرفات، مزدلفہ اور منیٰ کی زیارت کرائی تھی.... اس غار ثور کے قریب پانچ منٹ کے لئے ٹیکسی کو روکا تھا.... غار حرا کے قریب ٹیکسی کی رفتار کم کر کے کہا کہ یہ حرا ہے.... عرفات میں ٹیکسی کو کھڑا کیا اور ہدایت دی کے جلد آنا، اس وقت جبل رحمت کے اوپر گیا تھا.... مزدلفہ ہوتے ہوئے منیٰ میں لایا اور کنکری مارنے کی جگہ بتاتے ہوئے کہا کہ پل کے اوپر سے کنکری مارنا.... اوپر دھوپ تو لگے گی لیکن کھلی جگہ ہونے کی وجہ سے دم نہیں گھٹے گا.... نیچے لوگوں کی بھیڑ کے وقت گھٹن کا احساس ہونے لگتا ہے۔

اس دفعہ ٹور والے نے زیارت کروائی، تمام زیارت والی بسوں کے ساتھ گائیڈ موجود تھے.... پہلے منیٰ میں عارضی خیمے لگتے تھے.... حج سے پہلے خیمے لگا دیئے جاتے اور حج کے بعد اٹھا لیے جاتے تھے.... اب خیمے مستقل طور پر لگے رہتے ہیں، جدھر نظر کیجئے خیمے ہی خیمے نظر آتے ہیں.... گائیڈ نے کہا کہ یہ دنیا کا انوکھا شہر ہے، ایسا شہر کہیں نہیں ہے جو صرف پانچ دن کے لئے آباد ہوتا ہو.... اب تو چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں پر بھی خیمے بنا دیئے گئے ہیں.... بس جب اوور برج سے گزر رہی تھی اس وقت اوپر سے یہ خیمے کا شہر دیکھنے میں بڑا ہی حسین لگ رہا تھا.... اتنا حسین کہ دل چاہتا تھا کہ انہیں خیموں کو اپنا مستقل ٹھکانا بنا لیا جائے.... خیموں کے پردے لپٹ کر اوپر کر دیئے گئے تھے، تمام خیموں میں اے سی کولریوں ہی لگی ہوئی تھیں.... قالین اٹھا لیے گئے تھے، پختہ فرش پر گرد و غبار جمے ہوئے تھے.... حج کے دنوں میں خیموں کے پردے گرا دیئے جاتے، اے سی کے کنکشن جوڑ دیئے جاتے، خیموں میں قالینیں بچھا دیئے جاتے اور نل کے کنیکشن لگا دیئے جاتے ہیں.... صبح سے زوال تک یہ شہر آباد ہو جاتا ہے.... چہل پہل شروع ہو جاتی ہے.... خیمے قرینے سے لگے ہوئے

ہیں، ہر دو جانب کے خیموں کے درمیاں پختہ راستے بنے ہوئے ہیں.... ہر خیمے کے پلاٹ میں بیت الخلا اور غسل خانے بنے ہوئے ہیں.... حکومت نے اس ریگستان میں نل کے ذریعے سے پانی کا دریا بہادیتی ہے.... اللہ کے مہمانوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے.... حاجیوں کو کھانا بنانے کے جھمیلے سے آزاد کر دیا گیا ہے.... منیٰ میں حاجیوں کے کھانے کا انتظام معلمین کے ذمے کر دیا گیا ہے.... حجاج کھائیں، پئیں، آرام کریں اور اللہ تعالیٰ کو یاد کریں.... حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نبی آخر الزماں ﷺ کی سنت پر عمل کریں.... شیطان کو کنکری ماریں، حلق یا قصر کروائیں، قربانی کریں۔

حجاج کی کثرت کی بنا پر جمرات پر چار منزلہ پل بنا دیئے گئے ہیں.... نیچے بھیڑ ہے تو پہلی منزل پر چلے جائیں، پہلی پر جگہ نہیں ہے تو دوسری پر پہنچ جائیں، دوسری پر دقت ہے تو تیسری پر دیکھئے، تیسری پر لوگوں کا ہجوم ہے تو چوتھی پر روانہ ہو جائیں کہیں نہ کہیں جگہ تو مل ہی جائے گی.... اب وہ ڈر اور خطرہ نہیں ہے جو حاجیوں کو پہلے ہوا کرتا تھا.... فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰن ''ترجمہ: تم اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے''۔

لق ودق صحرا میں اے سی والا دار الامان.... مزے مزے کے پکوان.... ہر طرح کا امن وامان.... ہر طرف مسلمان ہی مسلمان.... نیکیوں پر میلان.... نیکیوں کا زمان.... ایک ہی لباس ایک ہی رنگ میں آقا و غلام.... ۸/ ذی الحجہ سے ۱۰/ ذی الحجہ تک سب حالتِ احرام میں، ننگے سر، تیس لاکھ کے قریب کا مجمع جدھر سے نکلتا اور جدھر جاتا ہے، بڑا ہی سہانا لگتا ہے.... ان تیس لاکھ کا تعلق مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں سے ہوتا ہے.... لیکن یہاں ملکی بھید بھاؤ اور زبانوں کی الگ الگ اتار چڑھاؤ محبتوں کے درمیان دیوار نہیں بنتی ہے.... تم اپنے رب کی کونسی نعمت جھٹلاؤ گے.... ایک ہی طرح کے خیمے، یک ہی طرح کا لباس.... ایک ہی طرح کی خوارک.... ایک ہی طرح کا عمل.... حج کے دنوں میں تیس لاکھ کا مجمع منیٰ کے میدان میں.... اس مجمع پر منیٰ اور منیٰ پر مجمع ناز کرتا ہے.... قیامت میں یقیناً منیٰ میں کئے گئے

عمل پر منیٰ کی مٹی گواہی دے گی۔

اوور برج سے گزرتی ہوئی بس نیچے سڑک پر آگئی....اب خیمے کے قریب سے گزر ہو رہی تھی، دل للچا رہا تھا کہ اس خیمے کے اندر بیٹھ جاؤں....قسمت کی بات کون جانتا ہے....وقت کے نشیب وفراز کو کس نے دیکھا ہے....کب کیا ہوگا؟ حج مہنگا بہت مہنگا ہوتا جا رہا ہے....نئے نئے قوانین کی کیلیں ٹھوکی جا رہی ہیں....ایسا ہر دور میں ہوا، ہوتا رہے گا....لوگ جاتے رہیں گے....قسمت نے یاوری کی تو ادریس پھر جائے گا....مستقبل کی باتوں کو ابھی سے ذہن میں بسا کر پریشان ہونا کیا معنی؟

منیٰ سے غار حرا کی جانب

بس غار حرا کے قریب آ کر رُک گئی....نوجوان گائیڈ نے اعلان کیا ہم غار حرا کے قریب آ گئے....ہمارے آقا و مولیٰ حضورﷺ نے اس غار کے اندر ایک ہفتہ بھی قیام کیا، ایک مہینہ بھی اور چھ ماہ بھی....حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضورﷺ کے لئے کھانا لے کر آ رہی تھیں....جبرئیل امین نے کہا! یا رسول اللہﷺ حضرت خدیجہ آ رہی ہیں، ان کو رب کا اور میرا بھی سلام کہہ دیجئے....یہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قسمت کی معراج تھی....جن کے لئے رب کا سلام آ رہا ہے....جبرئیل علیہ السلام سلام پیش کر رہے ہیں....گائیڈ تمام زائرین کو بس سے نیچے اتار کر ایک کھلی جگہ پر لے جا کر دکھانا اور بتانا شروع کیا....وہ دیکھئے! غار تک جانے کے لئے پہاڑ کی اُس جانب سے راستے ہیں....دیکھئے! زائرین گزر رہے ہیں اور یہاں سے دیکھنے میں چھوٹے چھوٹے لگ رہے ہیں....اور چڑھنے والے اگر راستے میں کہیں نہیں رکیں تو ایک گھنٹہ میں پہنچ جائیں گے....غار میں داخل ہونے کے لئے راستہ تنگ ہے....آگے پیچھے ہو کر اندر بیک وقت دو آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں بلکہ اسی طور پر لوگ نماز پڑھتے ہیں....حضورﷺ پر سب سے پہلے قرآن مجید کی سورہ ''العلق'' کی پانچ

آیتیں ''اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ'' سے ''مَالَمْ یَعْلَمْ'' تک! یہاں پر ہی نازل ہوئیں۔

ترجمہ: پڑھو اپنے رب کے نام سے، جس نے پیدا کیا آدمی کو خون کی پھٹک سے بنایا، پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم، جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا''

وہاں سے بس آگے بڑھی چند قدم کے بعد بس رُکی....گائیڈ نے اتر کر ایک اخبار فروش سے اردو اخبار ''عرب نیوز'' خریدا، یہ اخبار وہاں سے ہی نکلتا ہے....اخبار لے کر راقم نے بھی دیکھا اس میں پاکستان کی خبریں زیادہ تھیں....خوش دل عربی ڈرائیور سے گائیڈ کبھی کبھی مزاح کر لیتا تھا....ایک ہندوستانی دس سالہ بچی اپنے والدین کے ساتھ عمرہ پر گئی تھی ...غارحرا کے پاس جب بس پر سوار ہوئی تو ڈرائیور نے ھذا، ھذا، نعم نعم کہہ کر بچی کو ہنسانے کی کوشش کی....بچی ڈرائیور کی بات سن کر اپنے والدین کے پاس دوڑتی بھاگ گئی....بچی کی اس ادا پر ڈرائیور خود ہی ہنسنے لگا....جنت المعلیٰ سے چند قدم پیچھے ہی تھے کہ گائیڈ نے کہنا شروع کیا....جنت المعلیٰ قبرستان میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ، حضرت اسماء بنت ابوبکر، حضرت زبیر بن اسماء وغیرہم صحابہ وصحابیات کے مزارات ہیں....سورہ کافرون ایک بار، سورہ اخلاص تین بار، سورہ فلق، سورہ ناس اور سورہ فاتحہ ایک ایک دفعہ پڑھ کر اہل معلیٰ کو ایصال ثواب کر لیں.... مسجد جن، مسجد رایا، مسجد فتح دکھاتے ہوئے، گائیڈ نے کہا یہ جبل ابو قبیس ہے، حضور ﷺ نے اسی پہاڑ پر سے چاند کے ٹکڑے فرمایا تھا...پھر شعب ابی طالب کا تعارف کرایا....کہا جاتا ہے کہ یہ پہاڑ حضور ﷺ کے چچا ابو طالب کی ملکیت تھی....اسی پہاڑ کے ایک درّہ میں حضور ﷺ اور آپ کے اقربا کو مکہ کے مشرکوں نے تین سال تک قید میں رکھا تھا....مقصد تھا دین محمدی ﷺ کو مجروح کرنا، بلکہ ختم کرنے کا ارادہ کئے ہوئے تھے....لیکن ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے کردار و اخلاق نے اس پاک زمین سے کفر و شرک کا خاتمہ

کردیا۔

آج عصر ومغرب وعشا کی نمازیں حرم شریف میں ادا کیں ....قرآن مجید کی تلاوت اور طواف کیا، تقریباً ساڑھے نو بجے ہوٹل میں آیا تو عزیزم محمد کاشف رضا شاد مصباحی سلمہ' کے دو مس کال آئے ہوئے تھے، عزیزم سے باتیں ہوئیں ....عزیزم نے بتایا کہ جناب پروفیسر محمد عبدالحمید اکبر صاحب کا بائیک سے ایکسیڈنٹ ہوگیا ہے، پاؤں کی ہڈی ٹوٹ گئی ہے، پروفیسر صاحب دعا کرنے کے لئے کہہ رہے ہیں.. میں انہیں کے پاس بیٹھا ہوں، لیجئے گفتگو کر لیجئے...موصوف سے گفتگو ہوئی، فرمانے لگے آپ عالم اسلام کے مرکز میں پہنچے ہوئے ہیں، میری لئے خصوصی دعائیں کریں...میں نے موصوف سے دعائیں کرنے کا وعدہ کیا...اس کے بعد جناب سید یاسین علی بھائی سمیت کئی اہل وطن سے باتیں ہوئیں۔

آثار ومشاہد سے بے اعتنائی اور پامالی

ترقی کے نام پر، توسیع کے نام پر، بہت سارے آثار مٹا دیئے گئے....جو باقی ہیں ان میں سے بیشتر بے اعتنائی کے شکار ہیں....اس بے اعتنائی اور پامائی کے متعلق حضرت سید محمد علوی مالکی حسنی مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف "مفاہیم یجب ان تصحح" میں رقم طراز ہیں:

"ان آثار ومشاہد سے بے اعتنائی اوران کی پامالی اسلامی وتہذیب وتمدن کے شواہد کا خون، اسلامی وراثت کا مسخ، اصول فطرت کا قتل اور امتِ مسلمہ کے اس شعبہ کی بیش بہا متاع کے ساتھ ظلم عظیم ہے، پیشانی کا بدنما داغ اور بدترین کور چشمی ہے جس میں لوگوں کو مبتلا کر دیا گیا ہے، اوران معائب نے کم نگاہی پیدا کر کے حقیقی تصویر کو مسخ کر دیا ہے اور ہم خیر عظیم سے محروم ہو رہے ہیں جس کی تلافی ممکن نہیں، کیوں کہ نقوش و نشانات متغیر ومعدوم ہو رہے ہیں، پھر ایک وقت ایسا آسکتا ہے کہ اس میں سے کچھ

بھی نہیں رہ جائے گا، تو پھر انہیں جاننے پہچاننے والے بھی نہیں رہ جائیں گے“
(ترجمہ: لیس آختر مصباحی.... اصلاحِ فکر و اعتقاد...... صفحہ ۳۸۹...... رضا اکیڈمی ممبئی)

مزید لکھتے ہیں:

”دورِ حاضر کا مزاج تو ہے کہ مفکرین و محققین و مؤرخین گذشتہ اقوام وملل جن پر عذاب نازل ہوا تھا اور لعنت برسی تھی مثلاً قوم ثمود و عاد اور ان کی یادگاریں اور نشانیاں بھی محفوظ رکھ رہے ہیں۔

تو یہ کیسے درست ہو سکتی ہے کہ ان یادگاروں اور نشانیوں کی حفاظت کا تو ہر ممکن تدبیر کے ساتھ اہتمام کیا جائے، انہیں باقی رکھنے کی کوشش کی جائے، اور باعثِ شرفِ عباد و بلاد، وجہ وجودِ عالم و آدم، سببِ عزت و عظمتِ امتِ اسلام، خاتم پیغمبراں جناب محمد رسول اللہ ﷺ کے آثارِ مبارکہ کو اسی طرح ضائع ہونے دیا جائے؟

اس امت کو یہ منصب رفیع اور مقامِ عظیم جسے کوئی دوسری امت نہیں حاصل کر سکی، صرف محمد بنی ہاشم ﷺ کی بدولت میسر آیا اور جسے جو بھی عظمت ملی وہ آپ کی ہی نسبت سے ملی، پھر یہ کیسے روا رکھا جا سکتا ہے کہ آپ کی طرف منسوب اشیا و اماکن کے ساتھ بے اعتنائی برتی جائے یا انہیں کسی طرح کا نقصان پہنچنے دیا جائے؟؟؟

(ترجمہ: لیس آختر مصباحی.... اصلاحِ فکر و اعتقاد...... صفحہ ۳۹۱.... رضا اکیڈمی ممبئی)

جس دل میں محبت ہوگی.. اس دل میں محبوب کی عزت... محبوب کا ادب.. محبوب کا احترام ہوگا... بات یہاں تک ہی نہیں ٹھہرے گی، بلکہ محبوب کے قدم ناز سے جو چیزیں مَس ہوں گی، اس کی بھی عزت و ادب و احترام ہوگا... صفا اور مروہ، آب زمزم، منیٰ و عرفات کیا ہیں، ان کی فضیلت کا راز کیا ہے؟ محبوب و محترم کی یادگاریں ہی تو ہیں۔

۶ رجون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۶ ررجب ۱۴۳۳ھ بروز بدھ

آج کے دن صبح ضروریات سے فراغت کے بعد غسل کیا.... احرام باندھا، حرم شریف

میں گیا.... نمازِ فجر ادا کی.... مسجد عائشہ گیا، عمرہ کی نیت کی، دو رکعت نفل ادا کیا.... بذریعہ بس حرم میں واپس آیا.... طواف وسعی کر کے عمرہ مکمل کیا.... ہوٹل میں آیا، ناشتہ کیا، دھوپ کی شدت نے کہیں نکلنے نہیں دیا.... عصر ومغرب وعشا مسجد حرام میں پڑھی، مغرب وعشا کے درمیان طواف کیا.... رات میں عشا کے بعد جب کمرہ میں آیا تو لال بابو آئے.... گرمی ایسی شدید تھی کہ اے سی کے چلنے سے بھی کمرہ ٹھنڈا نہیں ہوتا تھا.... ہوٹل کے نگراں کو خبر کی گئی اس نے ہوٹل کے کمروں کی صاف صفائی والے ایک کم عقل پاکسانی کو بھیجا وہ ہاتھ میں اسکوڈرائی لئے ہوئے آیا.... اس نے اے سی کے نٹوں کو کھولنا چاہا لیکن نہیں کھول سکا .... لال بابو نے کہا یہ کام تم سے نہیں ہوگا.... اس بات پر وہ آپے سے باہر ہوگیا.... لال بابو دیر تک ٹھہرے، پھر اپنے کمرہ پر چلے گئے.... مشورہ یہ ہوا کہ ہم لوگ عصر سے لے کر رات کے ۹/ سے ۱۰/ بجے تک حرم شریف میں رہتے ہیں.... اور پانچ سے چھ گھنٹے تک اے سی بند رہتی ہے اسے چالو چھوڑ کر دیکھیں.... ایسا ہی کیا گیا تو کمرہ ٹھنڈا رہنے لگا.... گرمی کی شدت کی بنا پر وہاں کے تمام ہوٹلوں اور مکانوں میں اے سی لگی ہوئی ہیں.... چھوٹی بڑی تمام گاڑیوں میں اے سی دکھائی دیتی ہیں، اس سے سفر میں گرمی کا احساس نہیں ہوتا ہے۔

۷/ جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۷/ رجب ۱۴۳۳ھ بروز جمعرات

نماز فجر حرم شریف میں ادا کی، ظہر سے پہلے اور مغرب سے قبل طواف کیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین۔

آج دُور کہیں نہیں گیا، جائے قیام سے حرم شریف میں نماز وطواف کے لئے اور حرم شریف سے جائے قیام پر کھانا کھانے اور دیگر ضروریات کے لئے آتا جاتا رہا، مروہ سے باہر نکلنے اور مولد نبی ﷺ کی طرف بڑھنے کے درمیان ایک بورڈ لکھا نظر آیا، قریب آکر دیکھا تو مغرب ومشرق، شمال وجنوب کے حدود حرم کے فاصلے لکھے ہوئے تھے، جو اس طرح سے ہیں:

حدودِ حرم

مغرب میں ۲۲ رکیلومیٹر ''حدیبیہ'' تک
جنوب کی طرف ۱۲ رکیلومیٹر ''اضاءۃ لبن'' تک
مشرق کی سمت ۱۵ رکیلومیٹر ''وادی عُرنہ'' تک
شمال کی سمت ۱۶ رکیلومیٹر ''شرائع المجاهدین'' تک
شمال کی سمت ۷ رکیلومیٹر ''تنعیم'' تک

اس طرح حدود حرم 72 کیلو مربع میٹر میں پھیلا ہوا ہے.... یہ حدود اس وقت قائم ہوئے جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد سنگ اسود کو نصب فرمایا تو یہ خوبصورت اور چمکیلا پتھر کی روشنی جہاں تک پھیلی حدود حرم کہلایا... آپ نے حدود حرم کے آخری سرے کی نشاندہی فرمادی.... اس کے بعد اس کی تجدید بھی ہوتی رہی.... آپ کے بعد آپ کے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے تجدید کی کہ حدود حرم کی نشانی مٹنے نہ پائے.... حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد عدنان بن اوس نے تجدید کی.... اس کے بعد قریش نے بھی تجدید کاری کی.... پھر فتح مکہ کے بعد حضور ﷺ نے .... آپ ﷺ کے بعد خلیفہ دوئم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے.... پھر خلیفہ سوئم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے . . . اس کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تجدید کاری کی جو ہنوز برقرار ہے۔

۸ر جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۸ رر جب ۱۴۳۳ھ بروز جمعہ

حرم شریف سے متصل بن داؤد مال شاپنگ سینٹر کی دوسری منزل نمازیوں کے لئے مختص ہے.... کیوں ہے؟ لوگوں کی زبانی سنی ہوئی کہانی یہ ہے کہ یہاں پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان تھا.... جب یہ مال تعمیر ہوا تو حکومت نے یہ وعدہ لیا کہ اس کی ایک

منزل نمازیوں کے لئے وقف کرنا ہوگا....اس عمارت کی جس منزل میں نمازی نماز پڑھتے ہیں اس میں ایک طول وطویل ستون ہے....ایک ہندوستانی جو ٹور آپریٹر تھے بتایا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان یہاں پر ہی تھا....اسی لئے اس مال کی اس منزل کو نمازی کے لئے مختص کیا گیا ہے....حقیقت کیا ہے یہ تو وہاں کے باشندے ہی بتا سکتے ہیں ....اس ہال نما بڑے مکان میں جہاں نمازی نماز پڑھتے ہیں....عمدہ اور قیمتی قالین بچھے ہوئے ہیں....اے سی لگی ہوئی ہے....ہر ملک وقوم کی اپنی الگ تہذیب ہوا کرتی ہے.... ماضی میں وہاں کے مکانات جھروکے دار ہوا کرتے تھے....اب یہ جھروکے کہیں کہیں پر کسی کسی مکان میں دیکھنے کو ملتے ہیں....جو خوبصورت اور دیدنی ہوتے ہیں....یہ جھروکے وہاں کی تہذیب تھی....زمانے کے نشیب وفراز کے ساتھ دیگر روایات کے ساتھ جھروکے کا بھی خون ہوا....یہ جھروکے بھی سسک سسک کر دم توڑ رہے ہیں....بلکہ دم توڑ چکے ہیں.. ..کہیں کہیں پر نظر آنے والے جھروکے اپنی سلامتی کی دعائیں مانگ رہے ہیں....لیکن تبدیلی کے آثار یہ بتا رہے ہیں کہ یہ بھی تھوڑے دنوں کے مہمان ہیں....بن داؤد مال کے اندر شاپنگ سینٹر بہت ہی دیدنی ہے....یہاں پھل فروٹ سے لے کر کپڑے، گھڑیاں، سونے ودیگر اشیاء بھی ہیں جو چاہیں خریدیں....ہوٹل ہے کھانا کھائیں....باہر آئیں تو ایک نظر اس پر ڈالیں تو اوپر کی منزلوں میں جھروکے نظر آئیں گے....اگر آپ کو پہچاننے میں دقت ہو تو آپ اپنے وطن کے مکانوں کی کھڑکیوں کو ذہن میں لائیں کہ کھڑکیاں کہاں لگائی جاتی یا لگی رہتی ہیں .... یہی کھڑکیاں وہاں کے جھروکے ہیں....لیکن دونوں کی بناوٹ میں بہت بڑا فرق ہے....اس فرق کو دیکھ کر ہی آپ محسوس کر سکتے ہیں کہ دونوں میں کیا فرق ہے؟

مکۃ المکرمہ کی دوسری زیارتیں

ہمارے قافلہ کے آٹھ آدمیوں کی زیارت باقی تھی....ٹور آپریٹر جناب شکیل انصاری

نے جمعہ کے ظہرانہ میں ہمارے ساتھ ایک ہی پلیٹ میں بیٹھ کر کھانا کھایا.... اور اسی وقت کہا کہ کل ۹/ رجون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۹/ رجب ۱۴۳۳ھ بروز سنیچر آپ بھی زیارت پر چلیں.... یہ من مانگی مراد کے مثل بات تھی.... اس زمین پاک پر بار بار آنا ہم جیسوں کے نصیب میں کہاں.... اس لئے خوشی دوبالا ہوگئی.... ۹/ رجون کو ہندوستانی وقت کے مطابق ۹/ بجے ہم لوگ ہوٹل سے نیچے آئے.... عاشق حسین نے کہا یہاں چائے رکھی ہے.... آپ لوگ چائے پی لیں.... ہم لوگوں نے چائے لے کر بس کی جانب روانہ ہو گئے.... فروٹ مارکیٹ کے قریب مسجد ہجرہ سے متصل بس لگی تھی بس میں بیٹھ کر ہی چائے نوشی کی.... ہندوستانی وقت کے مطابق ۹/ بجکر ۳۷/ منٹ پر بس کھلی.... گائیڈ محمد سیف نیپالی نے بس میں بیٹھ کر مائیک پر سب سے پہلے سفر کی دعا پڑھائی.... بس آگے بڑھی اور غار ثور کے نیچے جا کر رُکی.... یہ سب تو میں پہلے دیکھ چکا تھا جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے.... غار ثور کے بائیں ہاتھ میں ایک مسجد ہے.... ہماری بس وہاں سے عرفات کی جانب بڑھ گئی اور مقام عُرنہ ہوتے ہوئے جبل رحمت تک پہنچی.... بس سے اتر کر جبل رحمت کی سمت جانے سے پہلے راقم نے پھر بس کا نمبر 8571 نوٹ کرلیا کہ واپسی پر بسوں کے ہجوم میں بس ڈھونڈنے میں کوئی دقت نہ ہو.... عرفات میں اہل عرب گاڑی میں سبزیاں، پھل، پانی کی بوتلیں و دیگر مشروبات، بسکٹ وغیرہ لاکر بیچ رہے تھے .... یہاں پر ہمیں ۳۰/ منٹ کا وقت دیا گیا.... آج جبل رحمت پر نہیں گیا.... الحاج منظور احمد بھائی کے ہمراہ نہر زبیدہ کو دور تک دیکھا جس کا تذکرہ گذشتہ صفحہ پر ہو چکا ہے.... مسجد نمرہ کے اوپر دو منارے ہیں اور دونوں حدودِ حرم سے باہر ہیں.... مزدلفہ میں مشعراء کی مسجد پر بھی دو ہی منارے ہیں.... منیٰ میں حاجیوں کے علاج کے لئے ایک عمدہ اور بڑا اسپتال، بادشاہ کا محل اور واٹر پروف ہزاروں خیمے ہیں، ان خیموں کی خصوصیات یہ ہیں کہ آگ لگنے پر چھ گھنٹے تک آگ اندر نہیں آسکتی نہ حاجیوں کو کوئی نقصان پہنچ سکتا ہے.... غار حرا، مسجد فتح، مسجد رایہ، مسجد جن، مسجد شجرہ، جنت المعلیٰ کی زیارت کرتے ہوئے

۱۲ بجکر ۳۰ رمنٹ پر ہم اپنے قیام گاہ پر پہنچے .... عصر، مغرب اور عشا حرم میں ادا کی، مغرب کے بعد طواف کیا۔

امام الحق صاحب نے رات میں کھانا کھانے کی دعوت دی... رات میں جب لینے کے لئے آئے تو کہا کہ روم پہاڑی پر ہے تھوڑا چڑھنا پڑے گا... ٹھیک ہے کوئی بات نہیں ہے، ہم چڑھ لیں گے... یہ کہنا آسان تھا لیکن جب چڑھنے لگے تو معلوم ہوا کہ بلندی پر چڑھنا آسان نہیں ہے... مادی بلندی جب سر نہیں ہو رہی ہے تو روحانی بلندی کیسے سر ہوگی... چلتے چلتے الحاج منظور بھائی کی زبان کھلی... امام بھائی! یہ کھانا ہضم کرنے کا اچھا ذریعہ ہے... امام بھائی مسکراتے ہوئے کہا! آیئے اب نزدیک آگئے ہیں... کھانا کھا کر ہم دونوں نیچے آئے تو منظور بھائی نے کہا! معلوم ہے ہم لوگ کتنے زینے چڑھے اور اترے ہیں؟

میں نے کہا نہیں!

منظور بھائی نے کہا ۲۶۰ رزینے ہیں، منظور بھائی ابھی بھی اس منظر کا تذکرہ کرتے ہیں تو خوب ہنستے ہیں۔

مکۃ المکرّمہ سے مدینہ منور تک

۱۰ رجون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۰ ررجب ۱۴۳۳ھ بروز اتوار۔ آج مکۃ المکرّمہ سے مدینہ منورہ کے لئے ہم لوگوں کی روانگی ہے.... اس کی طلاع رات ہی میں ہم لوگوں کو دے دی گئی تھی.... ہندوستانی وقت کے حساب سے دس بجکر چار منٹ پر بس مکۃ المکرّمہ سے روانہ ہوئی... مکۃ المکرّمہ کے چیک پوسٹ پر کچھ دیر کے لئے بس رُکی، بس سے اتر کر کچھ لوگ استنجا اور قضائے حاجت کے لئے گئے.... ایک عمر دراز پاکستانی کو آنے میں تاخیر ہوئی، ڈرائیور نے بس آگے بڑھانے کی کوشش کی اس کے ایک ساتھی نے بتایا کہ ہمارا ایک آدمی آنے کو باقی ہے.... ڈرائیور نے پانچ منٹ انتظار کرنے کے بعد بس کو آگے بڑھا دیا، تاخیر

کر رہے شخص کے ساتھی نے بس ڈرائیور کو روکنے کے لئے کہا لیکن وہ ماننے کے لئے تیار نہیں تھا.... ڈرائیور فلپائنی تھا عربی میں تیز آواز سے گفتگو کرنے لگا کہ نہیں آیا تو میں کب تک انتظار کروں گا وہ دوسری بس سے آئے گا.... دوسری آواز بھی عربی میں ابھری تجھے روکنا پڑے گا، میرا آدمی آجائے گا تب بس آگے بڑھے گی.... اسی درمیان دیکھا گیا کہ وہ عمر دراز شخص بس کی جانب دوڑتا ہوا چلا آرہا ہے.... ڈرائیور نے بس روک دیا، وہ شخص بس میں سوار ہوا کہنے لگا وہاں ٹوائلٹ پر بھیڑ تھی اسی وجہ سے تاخیر ہوئی.... ڈرائیور بھی تھکا ہوا تھا اس کی آنکھیں بتارہی تھیں کہ اس کی نیند پوری نہیں ہوئی ہے.... معلوم ہوا کہ وہ رات میں بھی بس چلایا اور دن میں بھی بس چلا رہا ہے آرام کا موقعہ نہیں ملا اس لئے جھنجلایا ہوا ہے اور سگریٹ پر سگریٹ پی رہا ہے۔

جہنمی اور جنتی پہاڑ

مکۃ المکرمہ سے مدینہ منورہ کے لئے جب ہم آدھا راستہ کے قریب طے کر چکے تو ایک جگہ ایک ہوٹل کے قریب بس روکی گئی.... لوگ ضروریات سے فارغ ہوئے.. مکہ ہی میں ٹور کی جانب ہم لوگوں کو بریڈ اور جام دیدیئے گئے تھے کہ راستہ میں کھانا کی جگہ کھالیں... ہم لوگوں نے یہاں پر بریڈ اور جام کھالئے... ایک کالا پہاڑ نظروں کے سامنے تھا، جس کا سلسلہ مدینہ منورہ تک جاتا ہے... الحاج منظور احمد بھائی نے بتایا کہ یہ "جبل عَیر" ہے، حضور ﷺ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ پہاڑ مجھ سے بغض رکھتا ہے یہ جہنمی پہاڑ ہے... موصوف سے راقم نے کہا! آپ نے کہاں پڑھ لیا ہے.. کہنے لگے آپ کو دکھاؤں گا، وطن واپس آنے کے بعد حاجی صاحب ایک دن ایک کتاب "صورۃ مِنَ المدینۃ المنورۃ" Historicalsitesof Madina لے کر پہنچے.... کتاب مدینہ منورہ کے پہاڑوں، مسجدوں، باغوں اور مکانوں کی تصاویر کے ساتھ ۱۲۰ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے.... تمام

تصاویر کے نیچے قول رسول ﷺ یا تاریخ وغیرہ درج ہیں ۔۔کتاب کا صفحہ ۶۴ رکھول کر دکھایا کہ لیجئے پڑھ لیجئے۔۔یہ کتاب مدینہ منورہ سے شائع ہوئی ہے۔۔۔۔عربی اور انگریزی میں تحریر دیکھا، لکھا ہوا پایا:

"جبل عَیر:من حدود المدينة المنورة الجنوبية واللتى حرم رسول الله ﷺ يقطع غضاها (شجرها) اويقتل صيدهاوهو المقصودفى قول النبى ﷺ اللهم انى احرم مابين جبليهامثل ماحرم ابراهيم مكة:وفيه وردقول رسول الله ﷺ:وهذاعير بغضناو نبغضه على باب من ابواب النار"

The mountain of:Ayr:Ahe southernboundary of Madina.TheProphet said<This is:Ayr:itdetests us and we detest it,it is on one of the gates of Hell

معنی: جبل عیر: مدینہ منور کی جنوبی طرف پہاڑی سلسلہ چلا گیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا ہے "یہ عیر پہاڑ ہم سے بغض رکھتا ہے اور ہم اس سے نفرت کرتے ہیں اور فرمایا عیر جہنم کے دروازوں میں سے ایک ہے، عیر کا مطلب عربی میں گدھا ہے، اس پہاڑ کی بناوٹ بالکل اس کے مشابہ ہے اور چوٹی ہموار ہے۔

یہ ہے مقام محمد مصطفیٰ ﷺ کہ آپ پتھروں اور پہاڑوں کی زبان بھی سمجھتے ہیں۔۔۔۔بلکہ پتھروں کی دل کی باتیں بھی جانتے ہیں کہ کونسا پہاڑ میرے متعلق کیا گمان رکھتا ہے۔۔۔حضور ﷺ نے احد کے متعلق فرمایا "هذا احد جبل يحبناونحبه على باب من ابواب الجنه " یہ احد پہاڑ مجھ سے محبت کرتا ہے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں یہ جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے۔

اس مقام پر جب ہماری بس پہنچی تو وہاں پر پہلے سے کئی بسیں لگی ہوئی تھیں۔۔۔۔ہم لوگ

جب کھانا کھانے کے لئے بیٹھے تو ایک بس کھلی.... بس کے کھلنے کے بعد ایک شخص آ کر اس بس کو ڈھونڈنے لگا یہ شخص اسی بس کا سوار تھا.... اب وہ بہت پریشان ہوا، اور اللہ جانے پھر اس نے مدینہ منورہ کا سفر کیسے کیا؟.... زائرین کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہئے کہ وہ جہاں بھی کہیں جائیں تو جو وقت دیا گیا ہے اس سے پہلے حاضر آئیں یا بس کے تعاقب میں رہیں.... نہیں تو پریشانی اٹھانی پڑی گی۔

ہم مدینہ منورہ میں پہنچ گئے

یہاں سے ہماری بس آگے بڑھی اور شام میں ۶ ر بجے مدینہ منورہ پہنچی.... ہم لوگوں کو ہوٹل ''لجین الخیر'' کے گراؤنڈ فلور میں ٹھہرایا گیا، کارڈ پر پورا پتہ عربی اور انگریزی میں اس طرح سے درج تھا۔

مجموعة لجين الخير

للزائرين والحجاج

شقق وغرف بحمام خاص

المدينه المنوره۔ بجوار مسجد ابی ذ ر

Hotel lugin Al-Khair

For Pigrims&Visitors

Attached Rooms&Flats

Al-Madina Al-Munawara_Near Masjid Abi Zar

یہ ہوٹل شارع ابی ذر کے ایک کنارے پر تھا جو مسجد نبوی ﷺ کے پورب سمت میں واقع ہے.... مسجد نبوی سے چلنے کے بعد دائیں ہاتھ کی سمت میں پہلے ''شارع

العنابیه ''اور''شارع الستین ''کے درمیان''فندق القسر الاخضر''اس کے بعد''مرکز المدینه''مسجد ابی ذر''اور''فندق الانصار''ایک ہی جگہ ہے،اسی کے روبرو بائیں طرف مدینہ منورہ کا معروف ہوٹل''فندق المدینه کریم''ہے اُسی ہوٹل کے بعد قریب ہی میں''لجین الخیر''ہے....اس ہوٹل کے دائیں اور بائیں سڑک ہے....سڑک سے پہلے دونوں جانب تھوڑی زمین خالی پڑی تھی اس کو چھوٹا میدان کہہ لیا جائے تو بہتر ہے....یہ مدینہ منورہ ہے یہاں کی ہر چیز بہتر ہی نہیں بلکہ بہترین ہے....دونوں میدان میں دو وقت کھانے کی گاڑیاں لگتی تھیں....زائرین کو مفت میں کھانے ان ہی میدانوں میں تقسیم کئے جاتے تھے....ایک جانب دال روٹی یا روٹی گوشت،دوسری طرف بریانی اور ٹھنڈے تقسیم کئے جاتے تھے.. ..ایک روز الحاج منظور احمد بھائی دال روٹی لے کر آئے!راقم نے پوچھا یہ کہاں سے لے کر آئے ہیں؟ کہنے لگے یہ اسی میدان میں تقسیم ہو رہا ہے....راقم نے کہا یہ غرباء اور فقراء کے لئے ہے...حاجی صاحب فرمانے لگے ہم لوگ بھی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے در کے گدا ہیں....آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں سب ہی غریب ہیں....ہم تو یہاں مانگنے کے لئے آئے ہوئے ہیں۔

مہمان نوازی کی روایتیں زندہ ہیں

مہمان نوازی کی روایتیں ہمارے آقا و مولیٰ حضور پُر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمائیں....اس روایت کو صحابہ کرام نے ہاتھوں ہاتھ لیا...حضور نے کسی کو بھوکا نہیں رہنے دیا کلمہ گو ہوں یا بے کلمہ سب کو کھلایا...اصحاب صفہ کی پیاری جماعت سے ایک ایک کو دو دو کو یہاں تک کہ دس دس کو صحابہ کرام میں تقسیم فرما دیتے...جو بچ جاتے حضو صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے گھر میں کھانا کھلاتے ....مہمان نوازی اور غربا پروری کا لوگوں میں ایسا شوق پیدا ہوا کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ شام کے وقت اسّی صفہ کرام کو اپنے گھر لے جا کر کھانا کھلاتے...صحابہ

کرام رضوان اللہ تعالٰی علیھم اجمعین کی سنت آج بھی زندہ ہے...مدینہ پاک میں جگہ جگہ مہمان نوازی کا اہتمام کیا جاتا ہے...یہ اہتمام حکومت کی جانب سے بھی ہوتا ہے اور عوام کی طرف سے بھی...اُس وقت میں جہاں پر قیام پذیر تھا اُس جگہ بھی اہتمام ہوتا تھا اُس جگہ کی باتیں لکھتا ہوں...آپ نے پہلے پڑھ لیا ہے کہ وہاں دو چھوٹے چھوٹے میدان تھے دونوں میں کھانا تقسیم ہوتا تھا ...ایک روز ظہر کے بعد ہم مسجد نبوی سے آرہے تھے ... الحاج منظور احمد بھائی نے کہا چلئے کھانا لے لیتے ہیں ...میں نے کہا کیا کریں گے کھانا لے کر؟ ...ہمیں تو ٹور کی جانب سے لذیذ کھانا ملتا ہی ہے...ٹور بھی ہندوستانی، باورچی بھی ہندوستانی ...مدینہ منورہ میں ٹور کے باورچی، جلگاؤں کے رہنے والے تھے ...من پسند کھانا بناتے اور کھلاتے تھے...حاجی صاحب نے کہا آج ٹور سے کھانا نہیں لیں گے... اِس طرف دال روٹی یا روٹی گوشت تقسیم کیے جاتے تھے...دوسری جانب بریانی اور ٹھنڈا بانٹتے تھے...آج ہم دونوں اسی طرف چلے گئے...ہم لوگوں کے آگے بیس پچیس آدمی قطار میں کھڑے تھے ...دو آدمی گاڑی کے اندر تھے ایک بریانی کی پیکٹ کو تھیلے رکھتا دوسرا ٹھنڈا مشروب اس میں رکھ کر گاڑی کے نیچے کھڑا شخص کو بڑھا دیتا اور نیچے کھڑا شخص قطار میں کھڑے زائرین کے ہاتھوں میں تھما دیتا....یہ نہیں کہا جاسکتا ہے کہ ان تینوں میں کون ملازم تھا اور کون مالک تھا...تینوں ملازم تھے یا تینوں مالک تھے....اس کی تحقیق کی ضرورت ہی کیا تھی....کھانے کا تھیلا تقسیم کررہا شخص کی آواز بلند ہوئی، تم صف میں سے نکل جاؤ! معاملہ کیا تھا کسی کے سمجھ میں نہیں آیا....لیکن قطار میں کھڑے ہوئے لوگ آپس میں کھسر پھسر کرنے لگے...تم ہوٹل کا کارڈ لے کر آئے ہو؟ کوئی کہہ رہا تھا ثبوت کے لئے پاسپورٹ لے کر آئے ہو؟ کوئی کہہ رہا تھا اس کو ثبوت چاہیے...جتنے منہ اتنی باتیں...میں بھی دل ہی دل میں کہنے لگا یہ الحاج منظور احمد بھائی بیٹھے بٹھائے دردسر مول لیتے ہیں...ہم لوگوں کو عمدہ کھانا ملتا ہی ہے تو اس کھانے کے لئے زحمت اٹھانے کی ضرورت ہی کیا ہے....میں نے دل کی باتوں کا اعادہ نہ کر کے

زبان سے کہا حاجی صاحب ثبوت چاہئے... حاجی صاحب نے کہا کھڑے رہئے! کچھ ثبوت وبوت نہیں چاہئے... حاجی صاحب اس پاک اور مقدس زمین پر سولہ دفعہ آچکے ہیں... تجربات ومشاہدات نے ان کو بالغ النظر بنادیا ہے... کھانا تقسیم کررہا شخص کی پھر صدا بلند ہوئی! یہ کھانا مقامی لوگوں کے لئے نہیں ہے، یہ صرف اللہ کے مہمان عمرہ کرنے والے زائرین کے لئے ہے... خلش دور ہوئی، دل کو سکون ہوا... جس شخص کو قطار سے نکالا گیا تھا وہ عرب نہیں تھا، ہندو پاک یا بنگلہ دیش کا ملازم یا مزدور تھا... ہم لوگ کھانا لے کر ہوٹل میں آگئے... کھانا کھاتے وقت حاجی صاحب بار بار کہتے تھے کیا مزے دار کھانا ہے واہ واہ۔

مسجد میں مدرسہ

مدینہ منورہ کی جس عمارت میں ہم لوگ ٹھہرے ہوئے تھے... اس کے دو حصے تھے ایک مغرب میں دوسرا مشرق میں درمیان میں ایک پتلا راستہ تھا... مغربی سمت میں شمال کی جانب ایک مسجد تھی... مشرق کی طرف شمالی حصہ میں وضوخانہ اور بیت الخلا وغیرہ تھا... اس سے معلوم ہوتا تھا کہ دو حصوں میں بٹی ہوئی پوری عمارت مسجد کی جائداد ہے... مسجد میں مدرسہ بھی چلتا تھا، مقامی طلبہ پڑھنے کے لئے آتے تھے... ان میں بچے قرآن پاک ناظرہ اور کچھ بچے حفظ کرتے تھے... کئی مدرسین تھے، جب درس گاہ لگ جاتی تھی تو مسجد کا منظر بڑا ہی حسین ہوجاتا تھا... بچے جھوم جھوم کر بلند آواز سے قرآن پاک یاد کرتے تھے... ایسا ہی ایک مدرسہ مسجد نبوی ﷺ میں دیکھنے کو ملا... مسجد نبوی ﷺ میں مدرسہ کا حصہ بڑا تھا... مدرسہ کے حصہ کو چہار جانب سے گھیر دیا گیا ہے... قریب سے گزرنے پر اندر کا منظر دکھائی دیتا ہے... ٹول لگے ہوئے تھے کچھ بچے ٹول پر اور کچھ بچے ٹول پر رحل اور اس کے اوپر قرآن پاک یا ابتدائی کتابیں پڑھتے دکھائی دیتے تھے... مسجد نبوی شریف میں ایک لائبریری بھی ہے لیکن ہمیں ڈھونڈنے کے باوجود وہ لائبریری نہیں ملی... ہوسکتا ہے کے اس کے کھلنے کا وقت

مقرر ہو... ایک دو آدمیوں نے کہا لائبریری فی الوقت بند ہے، واللہ اعلم بالصواب۔

آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر

آج ۱۱ر جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۱ر رجب ۱۴۳۳ھ بروز پیر ہے، نماز فجر مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں پڑھا... تلاوت کی، اشراق پڑھا، آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر گیا... تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ورفعنا لک ذکر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا در اور یہ سراپا گنہگار، میں تو مبہوت ہو گیا، میری یہاں تک رسائی کیسے ہوگئی؟ کیا میں اس لائق ہوں کہ یہاں کھڑا ہو سکوں؟ یہاں تو رومی و جامی جیسے اہل دل بھی آہستہ سانس لیتے ہیں... میری زبان گنگ اور آنکھیں محو حیرت ہیں... اپنا درِ دل کیا سناؤں... تمنائیں کیا ہیں، کیا کہوں... آپ سب جانتے ہیں، غیب داں نبی ہے، مواجہہ پاک کے قریب آیا تو زبان سے جاری ہوا... الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ! الصلوۃ والسلام علیک یا نبی اللہ! الصلوۃ والسلام علیک یا محمد رسول اللہ! دل کا مدّ عالب تک آیا جو آیا سب آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کہہ سنایا... کیا کیا آیا کچھ بھی خیال نہیں ہے... ہاتھ اٹھے ہوئے تھے، لب ہل رہے تھے، اسی حال میں باہر آیا... دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا۔

اس کے بعد ہوٹل میں آیا... ظہر کی نماز ہوٹل کے نیچے کی مسجد میں پڑھ لیا... نماز کے بعد جناب شکیل صاحب الٰہ آبادی جو جناب عبدالناصر سر کے دوست ہیں... عبدالناصر سر نے ان کے لئے چند تحفے دیئے تھے... مدینہ منورہ پہنچ کر راقم نے موصوف کو فون کیا کہ آیئے اور اپنا تحفہ لے جایئے... موصوف نے پتا پوچھا اور ٹھیک اس مقام پر پہنچ گئے... ہم لوگوں کے ساتھ میں کھانا تناول کیا... موصوف نے رات میں آنے کا وعدہ کیا اور چلے گئے... راقم نے عصر و مغرب و عشا مسجد نبوی شریف میں پڑھا... آج مغرب میں مسجد نبوی میں افطار کے لئے تمام صفوں کے درمیان میں دستر خوان لگائے گئے اور لوگوں کو افطار کرایا گیا... مغرب کے بعد "روضۃ الجنہ" مقام جبرئیل اور اصحاب صفہ کے مقام پر چار چار رکعت نفل پڑھنے کو ملا

...۲۰۰۱ء کے حج میں تمام مقامات پر نمازیں پڑھنے اور بیٹھنے کا شرف حاصل ہوا لیکن اصحاب صفہ پر کوشش کے باوجود نفل پڑھنے کا موقع ہاتھ نہیں آیا... لوگوں کو پڑھتے دیکھتا تو رشک ہوتا تھا... اور خود کو نہ پڑھنے کا قلق تھا... اس پر آج کے دن چار رکعت نفل پڑھنے کو ملا... عشاء پڑھ کر ہوٹل میں آیا کھانا کھا کر رات میں ۱۰/ بجے عزیزم لیاقت علی کو لے کر مسجد نبوی میں گیا... ستون حنانہ۔ ستون عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنھا)۔ ستون ابولبابہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وغیرہم پر نمازیں پڑھیں... رات کے وقت جناب شکیل صاحب الہ آبادی کا فون آیا۔ مگر میں مسجد نبوی ﷺ میں تھا اسلئے کوئی جواب نہیں دے سکا۔

جناب شکیل صاحب الہ آبادی نے پہلے دن کہہ دیا تھا کہ میں دن میں نہیں آسکوں گا... وجہ یہ بتائی کہ میرا اسکول کی لڑکیوں کے نقاب بنانے کا ایک چھوٹا سا کارخانہ ہے... اسکول کھلنے کا وقت قریب ہے کام زیادہ ہے دوسری وجہ یہ ہے کہ دن میں اپنی گاڑی میں بیٹھا کر آپ لوگوں کو کہیں نہیں لے جا سکتا، پولس شک کرتی ہے کہ یہ پسنجر لے کر جا رہا ہے، پکڑنے پر پولس فائین لگاتی ہے، اس بنا پر رات ہی کو آؤں گا، موصوف سترہ سال سے وہاں زری کا کام کرتے ہیں۔

۱۲/ جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۲/ رجب ۱۴۳۳ھ بروز منگل

آج عصر کی نماز اصحاب صفہ پر پڑھنے کو ملی اس وقت سے مغرب تک اسی چبوترہ پر بیٹھ کر درود پڑھتا اور تلاوت کرتا رہا... مہاجرین صحابہ کرام سے وہ حضرات جنہیں مدینہ منورہ میں کسی سے پہچان نہیں تھی نہ ان کو کہیں پر ٹھہرنے کی جگہ تھی، آقا ﷺ نے ان کے لئے یہی جگہ مختص کردی تھی... وہ حضرات یہاں پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے... میں نے حج کے وقت دیکھا تھا ایک بزرگ سر پر عمامہ باندھے ہوئے اسی چبوترہ پر مغرب کے وقت لوگوں کو کھجور اور پانی تقسیم کرتے تھے... اذان ہوتے کے ساتھ افطار فرماتے تھے... اس دفعہ بھی اس بزرگ کو دیکھا لیکن عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے اب کرسی پر بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں... معلوم

ہوا کہ یہ بزرگ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسل سے ہیں...اس دفعہ ایک اور بزرگ کو دیکھا اسی صفہ کے ایک کنارے بیٹھے رہتے تھے...میں نے ان کو سلام کیا، انہوں نے سلام کا جواب دیا، مصافحہ کیا ناچیز کے چہرے اور ڈاڑھی پر اپنا دونوں ہاتھ پھیرا دعائیں دیں خیریت پوچھی...ان کے متعلق معلوم ہوا کہ آپ حیدر آبادی ہیں ترک وطن کر کے یہاں سکونت اختیا کر لی ہے...راقم کے لئے یہ مسرت وشادامانی کی باتیں تھیں...اسی مسرت وشادمانی کے عالم میں راقم شاداں وفرحاں بعد نماز مغرب مسجد سے باہر آیا...الحاج شیخ منظور احمد بھائی کو فون کیا کہ آپ کدھر ہیں؟ موصوف نے کہا کل والے صرافہ کی دوکان کے پاس چائے کی دوکان پر آجائیے...وہاں موصوف چائے نوشی کر رہے تھے، مجھے بھی چائے پلائی...اس کے بعد میں کمرہ میں آگیا، موصوف وہاں پر ٹھہر گئے۔

آتے جاتے راستے میں دو اجنبی صاحبان ملے ایک کے سر پر رضوی ٹوپی تھی۔ میں نے سلام کیا ان کی جانب سے جواب ملا...ان میں سے ایک صاحب نے میرا نام پوچھا اور پوچھا آپ کس کے مرید ہیں؟ میں نے کہا سرکار مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کا! موصوف گلے سے گلے ملے اور بتایا کہ یہ مفتی امان الرب صاحب ہیں...مفتی صاحب نے کہا کہ آپ ہی کے مضامین شائع ہوتے ہیں؟...میں نے کہا ہاں...کہنے لگے نماز سے پہلے "دلائل الخیرات شریف" پڑھ رہا تھا...نماز پڑھتے وقت اسے قرآن مجید کے خانہ میں رکھ دیا تھا...قرآن مجید کو ترتیب سے لگانے والے خادم آئے، وہ اٹھا کر لے گئے یا کہیں رکھ دیا بہت ڈھونڈا لیکن نہیں ملا...اس کا بہت افسوس ہے...موصوف نے اپنی راہ لی میں اپنی راہ لیتے ہوئے مسجد نبوی ﷺ کی جانب بڑھ گیا۔

مدینہ منورہ کی زیارتیں

۱۳/جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۳/رجب ۱۴۳۳ھ بروز بدھ

مدینہ کے معنےٰ ہیں: اجتماع کی جگہ، یہاں ہر قسم کے لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے، مدینہ کا ایک نام طابہ بھی ہے۔

طابہ: کا معنےٰ ہے: پاک وصاف اور خوشبودار جگہ: اور واقعی مدینہ منورہ ایسا ہی ہے...ظاہری وباطنی ہر لحاظ سے پاک وصاف اور خوشبودار جگہ ہے...اس کے ساتھ ہی مدینہ منورہ میں تاریخی واقعات و آثار کی بہت ساری چیزیں اور جگہیں ہیں....جن کو دیکھنے کے بعد کہیں پر خوشی سے دل جھوم اٹھتا ہے....کہیں پر آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں....بیشتر آثار کے تعلقات آقائے دوجہاں ﷺ سے وابستہ ہیں....دل افروز واقعات کی جگہوں پر پہنچنے کے بعد دل افروز ہو جاتا ہے....ایمان کی شعاعیں بڑھ جاتی ہیں....ہمارے آقا ﷺ کے قدم ناز نے اس زمین کو بہت کچھ بخش دیا ہے....یہاں کی خاک وآب وباد، در و دیوار میں، خار وبیاباں میں شفا رکھ دی ہے، حرمین شریفین میں طاعون، ہیضہ اور وبائی امراض نہیں ہوتے ہیں....یہاں زلزلے نہیں آتے نہ اس زمین پر دجال داخل ہو سکے گا....۱۳/ جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۳ رجب ۱۴۳۳ھ کی صبح ہمیں اسی پاک اور مقدس زمین پر پھیلی ہوئیں زیارت گاہوں کی زیارتیں کرنی ہیں....لیکن راقم ان زیارتوں سے پہلے چند باتوں کا تذکرہ کرے گا....وہ یہ کہ آج کی شب میں دو بجے سید لیاقت علی کا فون آیا کہ ہم جدّہ پہنچ چکے ہیں ....لیکن ٹکٹ ویٹنگ میں ہے اگر اُو کے نہیں ہوا تو پھر پندرہ تاریخ کو فلائٹ ہوگی....فکر لاحق تھی کہ اگر فلائٹ نہیں ہوئی تو یہ لوگ رہیں گے کہاں؟....اگر ہوٹل میں ٹھہریں گے تو جدہ میں ہوٹل بہت مہنگے ہیں....صبح کی نماز وتلاوت کے بعد ہوٹل میں آیا، چائے پیتے وقت فون آیا کہ ٹور آپریٹر جدہ سے مکہ لے آیا اور جس ہوٹل میں ہمیں ٹھہرایا تھا اسی میں رکھا ہے.... ایک بات یہ ہے کہ اکثر ٹور آپریٹر زائرین کے ساتھ کچھ نہ کچھ ایسا سلوک کرتے ہیں کہ جس سے دل اور جیب دونوں کو تکلیف پہنچتی ہے....مجبوراً زائرین کو دونوں تکلیفوں کے ساتھ اور بھی کئی تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے....اچھے بھلے سلجھے ہوئے سرے کو ایسا الجھاتے ہیں

کہ بن بلائی ہوئیں پریشانیاں سامنے آجاتی ہیں....مثال کے طور پر جب ٹور آپریٹر کے پاس ایک مہینہ قبل بکنگ کرانے جایئے تو ۳۵۰۰۰ میں بات کرتے ہیں....فلائٹ کے دن قریب آتے ہیں تو کہتے ہیں جہاز کا کرایہ بڑھ گیا ہے یا ویزا کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کے ریٹ میں اضافہ ہوگیا ہے وغیرہ وغیرہ....عزیزم لیاقت علی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا.... یہاں سے فلائٹ کے وقت بتایا گیا کہ ۱۳؍جون کو آپ کی واپسی ہے....حالاں کہ ٹکٹ پر ۱۵؍جون کی واپسی تھی....ٹور آپریٹر ساتھ میں نہیں تھا اس کے کارندے تھے ان کارندوں میں سے ایک کارندہ دو دن پہلے سے کہہ رہا تھا...تمہاری فلائٹ ۱۵؍جون کو ہے اور ۱۲؍تاریخ کو ہوٹل خالی کر دینا ہے....ہماری بکنگ ۱۲؍تاریخ ہی تک ہے، دو دن تم کہاں رہو گے؟ رہنے کا انتظام کرلو....ایسی باتوں سے زائرین پر کیا گزرتی ہے وہ تو وہی جانتا ہے....آخر لیاقت علی بھی ڈٹ گیا کہ میں کہاں رہوں گا تم لائے ہو تم انتظام کرو.... جب ان لوگوں کو جدہ لایا گیا اور ان لوگوں نے دیکھا کہ دو دن تک ہم لوگوں کو یہاں ایئر پورٹ پر ہی رکھا جائے گا تو سید لیاقت علی نے ایئرپورٹ پر تعینات پولس کو اپنی روداد بتائی... پولس نے اوپر کے عملے کو خبر کردی، وہ بھی ائیر پورٹ پہنچ گئے...اس کا فائدہ لیاقت علی کو یہ ہوا کہ مکہ میں لاکر رکھا گیا، واپس آنے کے بعد ٹور آپریٹر کا سید لیاقت علی اور ان کے والد کو فون آیا کہ اس نے میرے ٹور کے خلاف وہاں شکایت کردی ہے لہذا لیاقت علی رپورٹ واپس لے لے... آگے کا معاملہ کیا ہوا راقم کو نہیں معلوم ہے۔

۱۳؍جون ۲۰۱۲ء کو صبح میں زیارت پر لے جانے کا اعلان ہمارے ٹور آپریٹر جناب شکیل صاحب نے رات ہی میں کر دیا تھا....صبح کو مدینہ منورہ کے وقت کے مطابق ہم لوگ ساڑھے سات بجے بس میں آکر بیٹھ گئے، بس کا نمبر 8785 تھا، راقم کے پوچھنے پر گائیڈ (Guide) نے اپنا نام "محمد" بتایا....آدمی تھا کام کا! اچھی رہنمائی کی اور رہنمائی کرتے کرتے جذبات میں آجاتا تھا....اس کے خطاب میں کچھ ایسے اشارے اور کنایے ہوتے

تھے جس سے سنی صحیح العقیدہ معلوم ہوتا تھا.... چند منٹوں کے بعد بس کھلی.... بس مسجد سجدہ بیت المال کے باغات کے قریب سڑک کے کنارے کھڑی تھی، اس مسجد کو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے تعمیر کرائی تھی.... اس لئے اس مسجد کو ''مسجد ابی ذر'' بھی کہتے ہیں۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق کنانہ کے قبیلہ غفار تھا.... اسی وجہ سے آپ کو غفاری کہا جاتا ہے.... آپ کا اصل نام اور نسب اس طرح سے ہے، جندب بن جنادہ بن قیس بن عمرو.... آپ رضی اللہ عنہ کو پانچویں مومن ہونے کا شرف حاصل ہے.... مکۃ المکرمہ میں ایمان کی دولت سے مشرف ہوئے.... ایمان لانے کے بعد اپنی قوم میں واپس چلے گئے.... غزوۂ خندق کے بعد حضور ﷺ کی خدمت میں مدینہ منورہ پہنچے.... آپ عظیم الشان صحابی ہیں، آپ کے متعلق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا.... ''ابوذر سے زیادہ راست باز انسان نہ زمین نے دیکھا نہ آسمان نے'' حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے سے پہلے بھی موحد تھے.... ایک اللہ تعالیٰ کو مانتے اور اللہ ہی کی عبادت کرتے تھے.... کفر و شرک سے بچے ہوئے تھے.... خلافت عثمانیہ میں مقام ''ربذہ'' میں رہے اور وہاں ہی ۳۲ھ میں وفات پائی.... مدینہ منورہ میں آج بھی آپ کا نام زندہ ہے.... نام بھولے ہوئے لوگوں کو ''مسجد ابی ذر'' آپ کا نام یاد دلا دیتی ہے۔

☆ مسجد اجابہ: کی زیارت ہوئی لیکن وہاں نماز نفل پڑھنے کا وقت نہیں ملا.... ۲۰۰۱ء میں حج کے وقت ہم نے یہاں نفل نماز پڑھی تھی.... حضور ﷺ نے اس مقام پر تین دعائیں مانگی تھیں.... دو دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرما کر تیسری دعا کے متعلق وحی بھیجی کہ یہ دعا نہ مانگیں آپ کی امت فرقوں میں تقسیم ہوگی.... یہ وہی مقام ہے جہاں پر مسجد اجابہ ہے۔

بس آگے کی جانب بڑھی گائیڈ نے بتایا یہاں انصار کا قبیلہ بنی معاویہ آباد تھا.... یہ بنی ابو ظفر کا محلہ ہے جسے مجیب الظفر نے بسایا تھا.... وہ میدان دیکھو! حضور ﷺ نے اس میدان میں عید کی نماز پڑھائی.... اور مسجد علی کے پاس نجاشی بادشاہ کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھائی....

جہاں تمہاری بس چل رہی ہے، یہ وادی بطحا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا یہ جنت کے ٹکڑوں میں سے ایک ٹکڑا ہے... راقم تو پہلے بھی یہاں آ چکا تھا لیکن یہ ساری جگہیں نہ دیکھا تھا نہ کوئی دکھانے والا تھا... صرف کتابوں میں پڑھا تھا لیکن یہ سب کدھر ہیں یہ نہیں معلوم تھا... بطحا کے متعدد معنیٰ ہیں، ایک معنیٰ نشیبی جگہ کے ہے اور واقعی یہ نشیبی جگہ ہے... اپنے لیفٹ (بائیں) سمت میں دیکھو، یہ بنو نجار کا محلّہ ہے... اسی محلّہ کی عورتیں اور لڑکیاں اپنے گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر حضور ﷺ کے آنے کا انتظار کرتی تھیں... حضور ﷺ کی جب آمد ہوئی تو عورتیں گھروں کی چھتوں پر اور لڑکیاں نیچے آکر پڑھنے لگیں۔

طلع البدر علینا　　　من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا　　　ما دعا للّٰہ داع

نحن جوار من بنی نجار　　　یا حبذا محمد من جار

(۱) ہم پر چودھویں کا چاند ثنیات الوداع سے طلوع ہوا ہے۔ (ثنیۃ الوداع مدینہ منورہ سے باہر ایک مقام ہے، یہاں سے جانے والوں کو رخصت کیا جاتا ہے اور مدینہ منورہ آنے والوں کا استقبال کیا جاتا اور خوش آمدید کہا جاتا)

(۲) ہم لوگوں کی طرف آپ کی تشریف آوری پر شکر واجب ہوا ہے، جب تک دعا مانگنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا رہے، یعنی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر شکر واجب ہے۔

(۳) ہم بنی نجار کی جوان لڑکیاں ہیں... اے ہماری قوم! محمد رسول اللہ ﷺ ہمارے کیا اچھے ہمسائے ہیں۔

گائیڈ نے کہا اب اپنے دائیں طرف دیکھو یہ بنی سالم بن عوف کی وادی ہے... حضور ﷺ قبا سے آتے ہوئے اسی وادی میں جمعہ کی نماز ادا کی تھی، ایک سو صحابہ کرام ساتھ میں تھے... وہاں پر ایک مسجد بنائی گئی جو ''مسجد جمعہ'' کے نام سے مشہور ہے... اسی محلّہ میں حضور ﷺ کا ننھیال تھا... اسی محلّہ میں منافقوں نے مسجد ''ضرار'' بنائی تھی... غزوۂ تبوک کے بعد حضور ﷺ

کے حکم پر اس مسجد کو جلا دیا گیا۔

وادی بطحا سے بس کو گھوما لیا گیا...۸؍ بج کر ۱۰؍ منٹ پر ہم مسجد قبا میں پہنچے...اسلام کی اس سب سے پہلی مسجد میں چار رکعت نفل نماز ادا کی ... مسجد کے گرد سامان بیچنے والے بڑا شور کرتے ہیں...بس کے زائرین نوافل سے فراغت پا کر یکے بعد دیگرے بس میں آنے لگے تھے...میں بھی بس میں آ کر بیٹھ گیا.. چند منٹوں کے بعد دو چار کو چھوڑ کر سارے زائرین آ گئے...گائیڈ صاحب بھی آ گئے، آنے کے بعد بس کے اگلے حصے میں کھڑے ہو کر دو آئٹم کا اعلان کیا...بدن درد کے بام اور سرمہ کا، چند لوگوں نے بام اور سرمہ خریدا....موصوف ہر فن مولا دکھائی دیتے تھے...وہاں سے بس آگے کی طرف بڑھنے لگی۔

بئرِ اریس یا بئرِ رومہ

مسجد قبا کے تھوڑا آگے جہاں سے بس نے انٹری لیا اسی کے بالکل کونے پر ایک کنواں تھا...اس کو اوپر سے پاٹ دیا گیا ہے اور حکومت نے پہچان کے لئے پھوارے لگا رئے ہیں کہ یہاں پر کنواں تھا...پھوراہ دیکھا اور گائیڈ نے بتایا کہ یہاں پر ہی ’’بئرِ اریس ‘‘تھا، جو باتیں گائیڈ نے بتائیں وہ کتابوں میں بئرِ رومہ کے متعلق بتائی گئی ہیں....بہر حال جو بھی ہو...گائیڈ نے بتایا کہ یہ ’’بئرِ اریس‘‘ ہے...یہ کنواں ایک یہودی کا تھا وہ یہودی اس کا پانی بیچ کر مالدار بن گیا تھا...پانی کے عوض من مانا پیسے لیتا تھا..اس کنویں کے پانی کو تاجدار مدینہ ﷺ نے بھی پسند فرمایا...حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودی سے کنواں بیچنے کے لئے کہا...یہودی تیار ہوا...لیکن ایک شرط کے ساتھ! آدھا کنواں بیچوں گا؟ ذوالنورین نے کہا ٹھیک ہے، آدھا ہی بیچو...کتنے میں بیچو گے؟ ایک سو اونٹ میں! ایک سو اونٹ لے لو...ایک اور روایت کہ مطابق بارہ ہزار درہم میں یہودی سے خریدا...اب یہودی نے کہا عثمان! کنویں کی باری اس طرح ہوگی کہ ایک دن تمہاری باری ایک دن ہماری باری

رہے گی... حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ٹھیک ہے... حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی باری کے دن اعلان فرما دیتے کہ آج میری باری ہے... جس کو جتنا پانی بھرنا ہے بھر لے... یہودی اپنی باری کے دن روپے وصول کرتا رہا... لیکن اس کی باری کے دن اب بھولے بھٹکے لوگ ہی مجبوری میں آتے تھے... چند ہی دنوں کے بعد اس کا دھندا ٹھنڈا پڑ گیا ...اس کی ساری تدبیریں الٹی ہو گئیں... اس نے حضرت عثمان غنی کو بلایا اور آدھا کنواں بھی آپ کے ہاتھوں آٹھ ہزار درہم میں بیچ دیا... حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پورا کنواں لوگوں کے لئے وقف کر دیا... صدیوں تک لوگ اس سے سیراب ہوتے رہے۔

گائیڈ نے بتانا شروع کیا کہ یہاں ۱۹۳۲ء میں حکومت بنی... ۱۹۳۴ء میں پٹرول کا ظہور ہوا... ۱۹۴۷ء میں پائپ لائن کا نظام ہوا... مدینہ منورہ میں پانی سپلائی کی جگہ سے گزرتے ہوئے ایک بہت بڑی ٹنکی دکھائی دی... گائیڈ نے زائرین سے سوال کیا یہ جو پانی کی ٹنکی نما دکھائی دیتی ہے یہ کیا ہے؟... سب نے کہا پانی کی ٹنکی ہے... گائیڈ نے مسکراتے ہوئے کہا یہ پانی کی ٹنکی نہیں... پانی کی ٹنکی زمین کے نیچے ہے... پھر یہ کیا ہے؟ گائیڈ نے مسکرا کر کہا یہ پانی سپلائی کے ملازموں کا آفس ہے... گائیڈ کی یہ باتیں سن کر سب کے سب ششدر رہ گئے... کیوں کہ ایک نئی چیز نگاہوں کے سامنے تھی... اس لئے لوگ گردن اٹھا اٹھا کر اور پیچھے مڑ مڑ کر اسے دیکھ رہے تھے۔

کعب بن اشرف یہودی کا قلعہ

جب بس پانی سپلائی کے علاقہ سے کلثوم بن ھدم کے باغ کی جانب مڑی تو گائیڈ نے کہا! وہ دیکھئے کعب بن اشرف یہودی کے قلعہ کے کھنڈر دکھائی دے رہے ہیں... کعب بن اشرف یہودی مال دار اور اہل ثروت تھا... اس کا قلعہ تھا۔ اس کے نوکر وخدمت گار بھی تھے، اس نے حضور ﷺ کو بڑی تکلیفیں پہنچائیں... جنگ بدر میں شکست قریش کو ہوئی، قلق

کعب بن اشرف کو ہوا... قریش کی تعزیت کے لئے مکہ پہنچ گیا... مکہ والوں کو کعبہ میں لے جاکر مسلمانوں سے بدلہ لینے کا حلف دلوایا... بدر میں قریش کے مقتولین کا مرثیہ اور حضور ﷺ کی ہجو لکھ کر لوگوں کو سناتا تھا... حضور ﷺ نے فرمایا! کوئی ہے جو اس کی اذیتوں کو روکے! ایک صحابی اٹھے اور کعب بن اشرف کے پاس پہنچے... اور اس سے کہا کہ میں غریب آدمی ہوں میں مجھے قرض چاہئے... کعب نے کہاں ضمانت کے طور پر کچھ رکھو پھر تم کو قرض ملے گا... صحابیٔ رسول ﷺ نے کہا کہ ضمانت کے لئے کچھ ہوتا تو تمہارے پاس میں کیوں آتا؟... کعب نے کہا کچھ نہیں ہے تو تمہاری اولاد ہے اس کو ضمانت کے طور پر رکھ دو، قرض واپس کر دو گے تو اپنی اولاد کو واپس لے جاؤ گے... صحابیٔ رسول ﷺ نے کہا ہم بھی سماج میں جیتے ہیں اگر اپنی اولاد کو تمہارے پاس رکھ دوں تو لوگ طعنہ دیں گے... ہماری اولاد کو طعنہ دیں گے کہ تمہارے باپ نے قرض کے لئے تم کو گروی رکھا تھا... میں ایسا نہیں کر سکتا! کعب بن اشرف یہودی نے کہا پھر تم کو میں قرض نہیں دے سکتا... صحابیٔ رسول ﷺ نے کہا میرے پاس کچھ ہتھیار ہیں کہو تو وہ لاکر تمہارے پاس رکھ دوں... کعب بن اشرف راضی ہو گیا... وہ صحابیٔ رسول ﷺ کل ہو کر کعب بن اشرف کے پاس ہتھیار لے کر گئے... کعب آج بڑی مسروریت کے عالم میں بیٹھا تھا... صحابیٔ رسول نے کہا! کعب آج تم بہت مسرور ہو اور تمہارے سر کے بالوں سے بڑی خوشبو آرہی ہے... کعب نے کہا رات میں نے ایک بہت ہی حسین، ماہ رُو عورت سے شادی کی، رات میں اس کی صحبت سے فائدہ اٹھایا، اسی پیکر جمیل کی خوشبو میرے بالوں میں بس گئی ہے... صحابیٔ رسول ﷺ نے کہا ذرا تم اپنا سر میرے قریب لاؤ تا کہ اس خوشبو سے میں بھی لطف اندوز ہوں لوں.... کعب بن اشرف نے اپنا سر قریب کیا وہ صحابیٔ رسول ﷺ نے اس کی گردن پر تلوار پھیر کر گستاخِ رسول ﷺ کا خاتمہ کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں آکر سارا واقعہ سنا دیا۔

کعب بن اشرف کا کام تمام کرنے والے صحابی کا نام حضرت محمد بن مسلمہ انصاری تھا (رضی

اللہ تعالیٰ عنہ)اور لقب ''فارس رسول ﷺ'' (شہسوار) تھا... آپ تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں شریک ہوئے.. فضلا صحابہ میں سے ہیں... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم نے آپ سے روایتیں لی ہیں۔

کعب بن اشرف کی گستاخی کا گناہ اس پر عذاب بن کر گرا اور اس کی حسین وجمیل، سر سبز وشاداب زندگی کے چمن کو اجاڑ دیا... اس کے گناہ نے وہیں پر دم نہیں لیے بلکہ آگے بڑھنے لگے اور آہستہ قدم سے اس کی اولاد اسکے باغات اور اس قلعہ کی جانب بڑھنے لگے ...اور یکے بعد سب کو برباد کرتے ہوئے اس کے نامہ اعمال کی کھیتی میں چھپ گئے، اس کے قلعہ کا کھنڈر تو یہی کہہ رہا ہے کہ کعب نے جو کچھ بویا تھا وہ پالیا۔

غار ثور سے کلثوم بن ھدم کے مکان تک

حضور ﷺ ہجرت کے وقت غار ثور سے چل کر ''عسفان'' وہاں سے ''املج'' وہاں سے ''مقام قدید'' میں ام معبد عاتکہ بنت خالد کے پاس سے گزرے، اس کی بوڑھی بکری کا دودھ نکالا نوش فرمایا... پھر وہاں سے ''خزّار'' وہاں سے ''ثنیة المرہ'' پہنچے پھر وہاں سے ''لقِف'' وہاں سے ''مدلجہ لقِف'' پھر وہاں سے ''مدلجہ محّاج'' سے گزرتے ہوئے ''مَرِج محّاج'' پھر وہاں سے ''ذی الغضوین'' پھر ''ذی کَرَش'' وہاں سے ''اَجْرَد'' پھر وہاں سے ''سَلَم'' پھر الاء مدلجہ یعھن ''پھر ''قاحہ'' پھر'' ثنیة العامر'' سے ہوتے ہوئے ''رکوبہ'' وہاں سے ''بطی ، رنم'' سے ''بنی عمرو بن عوف'' کی وادی میں پہنچے جو قبا کے شروع میں تھی، اس بستی کے ایک سردار کا نام ''کلثوم بن الھدم'' تھا، آپ ﷺ نے اسی کے مکان میں قیام فرمایا... ایک روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکۃ المکرمہ سے مدینہ منور آتے ہوئے اسی ''کلثوم بن الھدم'' کے مکان پر حضور ﷺ سے ملاقات کی

تھی۔

ہماری بس اسی ''کلثوم بن الھدم'' کے باغ کی جانب جارہی تھی...گائیڈ نے مدینہ منورہ کے کھجوروں کے فضائل بتانے لگا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مدینہ کے کھجور میں شفا ہے...پھراس کی تشریح کی کہ اس سے مراد وہ کھجوروں کے درخت ہیں جو حدودِ مدینہ کے اندر ہیں...جہاں پر حدود ختم ہوتے ہیں وہاں پرایک درخت حدود کے اندر ہے تو اس میں شفا ہےاور جو درخت حدود کے باہر ہیں تو اس میں شفانہیں ہے...میں آپ لوگوں کو کھجور کے ایک ایسے باغ میں لے کر چل رہا ہوں جو''کلثوم بن الھدم'' کا باغ کہلاتا ہے...اس باغ کے کھجور بہت اچھے ہوتے ہیں...ان کھجوروں میں باہر کے کھجوروں کی ملاوٹ نہیں ہوتی ہے...آپ لوگ ضرور یہاں سے کھجور خریدیں...تاڑنے والے ذہین لوگ سمجھ گئے کہ کھجور کے باغ کے مالک سے گائیڈ کا ضرور کوئی سمجھوتہ ہے...ایسا نہیں ہے تو موصوف یہاں سے کھجور خریدنے پر اتنازور کیوں ڈال رہے ہیں؟۔

بس ''کلثوم بن الھدم'' کے باغ میں داخل ہوئی، درختوں میں پھل لگے ہوئے تھے اور ہر گچھے کے اوپر پلاسٹک کی سفید تھیلی چڑھی ہوئی تھی...گائیڈ صاحب نے زائرین سے سوال کیا آپ لوگ پڑھے لکھے، سمجھ دار اور دانشور لوگ ہیں، بتایئے! ان گچھوں پر یہ تھیلیاں کیوں چڑھی ہوئی ہیں؟...جواب ندارد! کسی نے کوئی جواب نہیں دیا...گائیڈ صاحب کہنے لگے !کھجوروں کے پکنے کا وقت قریب ہے، جب کھجور پختہ ہونے لگتے ہیں تو ایک خاص قسم کی چڑیا ان کھجوروں پر آ کران کو کھودنے اور کھانے لگتی ہیں، جس سے کھجور خراب ہوجاتے ہیں، ان کھودے اور کھائے ہوئے کھجوروں کو آپ نہیں خریدیں گے...ان چڑیوں سے بچانے کے لئے یہ تدبیریں اختیار کی گئی ہیں کہ چڑیاں ان کو خراب نہ کرنے پائے۔

باغ میں پہلے سے کئی بسیں لگی ہوئی تھیں...ایک بس کے پیچھے ہماری بس بھی جاکر کھڑی ہوگئی...گائیڈ نے کہا آپ لوگ میرے پیچھے پیچھے دوکان تک آیئے...سالارِ اعظم آگے آگے،

جیب خالی کرنے والی فوج پیچھے پیچھے، دوکان تک پہنچ گئی... ضیافت کے لئے چائے کا مفت انتظام تھا... کیتلی میں سے گرم پانی لیجئے، شکر ڈال لیجئے، ڈِپ چائے کی پتی ڈوبا کر لطف لیجئے ...کوئی چائے پینے میں الجھا، کوئی استنجا خانے کا رخ کیا، کوئی بیت الخلا میں بند ہو گیا، کوئی دوکان میں جا پہنچا... سالارِ اعظم کاونٹر پر جاکر کھڑے ہو گئے... کون کتنا کھجور لیتا ہے، شاید اسی حساب سے اپنا حساب کرنا ہے... دوکان کے ملازم آواز لگا رہے تھے، چکھ کر دیکھئے، کھا کر دیکھئے، چکھنے اور کھانے کی کوئی قیمت نہیں ہے... چکھنے اور کھانے کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ دوکاندار مٹھی بھر یا چند کھجور نمونہ کے طور پر چکھنے کو دیتے ہیں اور کہتے ہیں "حلال" اس طرح پر کھانے سے دوکاندار ناراض نہیں ہوتے ہیں، ہاں اگر آپ خود اِدھر اُدھر سے اٹھا کر کھائیں تو وہ ناراض ہوتے ہیں، زائرین بھی موقع سے فائدہ اٹھانے لگے، عجوہ سے لے کر عنبر تک کو کھا کر دیکھا... خریدنے سے زیادہ لوگ کھا گئے... کچھ لوگوں نے کھایا بھی اور خریدا بھی... بیشتر لوگوں نے کھانے ہی پر اکتفا کیا... ہر جگہ سے یہاں پر قیمت اونچی تھی ...شاید چائے اور کھجور چکھنے کی قیمت کو بھی خریدنے والوں سے وصول کیا جا رہا تھا... اگر ایسا نہیں کیا جائے گا تو لوگ سب کھا پی کر برابر کر دیں گے۔

احد میں دو عشاق کو بشارت

وہاں سے بس احد کی جانب بڑھنے لگی... احد سے پہلے گائیڈ نے دُور ایک پہاڑ کی جانب نگاہ مرکوز کرنے کے لئے کہا اور کہا وہ پہاڑ دیکھ رہے ہو، اس پر بادشاہ کا قلعہ ہے، دجال اسی پہاڑ تک آئے گا اس سے آگے بڑھ نہیں سکے گا... اس پہاڑ کا نام "سختہ" ہے، دجال جب یہاں تک آجائے گا تو مدینہ منورہ کی زمین تین سانسیں لے گی، تین کروٹیں بدلے گی. .. جتنے منافقین یہاں چھپے ہوں گے سب کو نکال کر باہر پھینک دے گی... مومن کو اپنے اندر سمیٹ لے گی۔

بس آگے کی سمت بڑھ رہی تھی احد کا پہاڑ اور میدان دونوں قریب آرہے تھے...گائیڈ نے بس کو ایسی سمت میں کھڑا کروایا جہاں سے احد پہاڑ کا وہ تاریخی درہ صاف نظر آرہا تھا... جنگ کے دن جس درہ سے گزر کر حضورﷺ نے پہاڑ پر ایک جگہ پہنچے تھے، جہاں پر آپ ﷺ کے زخم کی مرہم پٹی کی گئی.... گائیڈ اپنی تقریر کے ذریعہ بتانا شروع کیا، یہ جبل الرما پر حضورﷺ نے ۵۰/ تیر اندازوں کو بیٹھایا اور ہدایت کی تھی کہ اس جگہ کو کسی حال میں نہیں چھوڑنا یہاں تک کہ تم تک یہ خبر پہنچ جائے کہ مسلمانوں کی فتح ہوگئی ہے پھر بھی اس جگہ کو نہیں چھوڑنا... دشمن جب بھاگنے لگے تو مسلمان تیر اندازوں نے خوشی میں اس جگہ سے میدان میں چلے آئے... دشمن نے جب دیکھا کہ مسلمان اس جگہ کو چھوڑ چکے ہیں تو وہ پیچھے سے آکر اس جگہ پر قبضہ کرلیا... اسی ذرا سی چوک کی وجہ سے ستر مسلمان شہید اور خود حضورﷺ کے دو دندانِ مبارک شہید اور پیشانی اقدس زخمی ہوگئے... احد پہاڑ کی جانب اشارہ کرکے گائیڈ نے بتایا کہ وہ پہاڑ کے دامن سے نکلنے والا درہ دیکھو۔

ایک جانب پہاڑ دوسری سمت میں پتھر کی قدرتی دیوار کھڑی ہے، درمیان میں راستہ ہے... اسی درہ والے راستہ سے حضورﷺ چلے... آپ ﷺ کے پیچھے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چلے... حضرت طلحہ بھی زخمی تھے، ایک روایت ہے کہ آپ کو چوبیس زخم لگے ہوئے تھے، ہاتھ کی انگلیاں بھی کٹ گئی تھیں... دوسری روایت ہے کے احد کے دن آپ کو تلواروں اور نیزوں کے پچھتر زخم لگے ہوئے تھے... حضورﷺ کے پیچھے درہ میں چل رہے تھے... درہ کے راستہ میں ایک چٹان حائل آگیا... گائیڈ کہنے لگا! حضورﷺ اپنا دونوں ہاتھ ٹیک کر اس چٹان پر چڑھنے کی کوشش کی لیکن نہیں چڑھے... اس کے بعد اپنے دونوں گھٹنے ٹیک کر چڑھنے کی سعی کی لیکن نہیں چڑھے... ہاتھ اور گھٹنے لگاتے وقت آپ ﷺ کے سر مبارک بھی پتھر سے لگے... پتھر میں ان تینوں اعضاء مبارک کے نشان بن گئے... حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب حضورﷺ کی ان اداؤں کو دیکھا تو عرض کی، یارسول ﷺ مجھ

کو پہلے چڑھنے دیجئے... حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ آگے بڑھے پیچھے سے حضور ﷺ نے ان کو سہارا دیا... حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ چٹان پر چڑھ گئے... حضور سرور کائنات سے عرض گزار ہوئے یارسول ﷺ آپ میرے ہاتھوں کو سہارا دیجئے... جانِ عالم ﷺ نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو سہارا دے کر چٹان کے اوپر چڑھ گئے... حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جو چوبیس یا پچھتر زخم کھائے ہوئے تھے اور آپ کے جسم سے خون رِس رہا تھا... عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ آپ میرے کاندھے پر بیٹھئے میں آپ کو کاندھے پر لے کر چلوں گا... رحمۃ اللعالمین نے فرمایا اے طلحہ تم مجھ سے زیادہ زخم کھائے ہو ایسی حالت میں کاندھے پر لے کر کیسے چلو گے... حضرت طلحہ نے کہا میں آپ کو کاندھے پر لے کر چلوں گا۔

اے عشق تیرے صدقے جلنے سے چھٹے سستے
جو آگ بجھادے گی وہ آگ لگائی ہے

حضرت طلحہ بیٹھ گئے... ان کے کاندھے پر دو عالم کے دولہا سوار ہو گئے... حضور ﷺ کو لے کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ ۶ ر میل کا پیدل سفر فرمایا... حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اس جرأت وہمت پہ لاکھوں سلام... خود جان لیوا زخم میں گرفتار تھے، لیکن ان کا عشق کہہ رہا تھا... اے طلحہ! اپنے زخم کو نہ دیکھو! کائنات کے دولہا کو دیکھو... سراپا برکت کو دیکھو... اے طلحہ! وہ کام کر جاؤ کہ رہتی دنیا تک تمہارا نام رہے اور ارض وسما اس کے گواہ ہو جائیں... دانشوروں کی دانشوری دنگ ہو جائے... درہ ختم ہوا، پہاڑ کی اس جگہ پر پہنچ گئے جہاں پر مرہم پٹی کرنی تھی... اس مقام پر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمیت مدینہ منورہ سے کئی خواتین پہنچ چکی تھیں... چند ایک صحابہ کرام بھی اکٹھے ہو چکے تھے، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے جب حضور ﷺ کو اپنے کاندھے سے اتارا تو مبشر رسول ﷺ نے فرمایا: اے لوگو! طلحہ نے اپنے اوپر جنت واجب کر لی۔

ذرا حضرت طلحہ کی اداؤں کا... اندازوں کا... قرینوں کا... روشوں کا تصور باندھ کر احد کے

اس مقام پر پہنچئے... جب مبشر رسول ﷺ نے کہا کہ طلحہ نے اپنے اوپر جنت واجب کرلی... تو احد کے پتھروں نے... سنگریزوں نے، وہاں کے پودوں نے، پتنگوں نے، پروانوں نے، جانداروں نے، بے جانوں نے نعرہ تکبیر "اللہ اکبر" کی صدا بلند کیے ہوں گے... حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو مبارکبادی پیش کیے ہوں گے... حضرت طلحہ کی بلند اقبالی کا ستارہ جھوم کر کہا ہوگا

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

حضور ﷺ کی پیشانی اقدس میں مِغفَر کی دو کیلیں چبھی ہوئی تھیں... نکل نہیں رہی تھیں، ایک صحابیٔ رسول ﷺ آگے بڑھے اور کہا خدا کی قسم اس کو میں نکالوں گا... اپنے ہاتھ سے نکالنا چاہا لیکن کیل نہیں نکلی، ایک کیل کو دانتوں سے پکڑ کر کھینچا لیکن کیل کے ساتھ ایک دانت بھی جاتا رہا.... اسی حال میں دوسری کیل کو دانتوں سے پکڑ کر نکالا اس میں بھی ایک دانت ٹوٹ گیا.. اس طرح ان کے دو دندان ٹوٹ گئے... حضور ﷺ نے فرمایا ابوعبیدہ بن جراح پر جہنم حرام ہوگئی... یہ دو بشارتیں ہیں جو دو شخصوں کو سنائی گئیں، گائیڈ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی جگہ سنان بن مالک کا نام بتایا تھا راقم نے "اکمال" سمیت کئی کتابوں کو دیکھا تو اس واقعہ میں حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام درج ہے۔

جنگ احد کی انفرادیت

کچھ زائرین اُس درہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا... گائیڈ نے منع کیا اور کہا وہاں آپ لوگوں کو کچھ بھی دیکھنے کو نہیں ملے گا... حکومت نے درہ کے دہانہ کو پتھروں سے سِیل کر دیا ہے... ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے کہ احد کے دامن میں کافی آبادی ہوگئی ہے... احد کے میدان میں جہاں پر حق و باطل کی جنگ ہوئی تھی وہ جگہ بھی تنگ بلکہ بہت تنگ ہوگئی ہے. .. یوں کہئے کہ میدان کہ نام پر چند گز زمین باقی رہ گئی ہے... گائیڈ اپنے پیچھے پیچھے ہم

لوگوں کو لے کر ایک جگہ پر پہنچا... کہنے لگا، بتاؤ جنگ کہاں پر ہوئی تھی؟ ایک تنگ جگہ پر کھڑا ہو کر کہنے لگا یہاں پر ہی جنگ ہوئی تھی۔

مدینہ منورہ سے اس جنگ کے لئے ایک ہزار مسلمان چلے... احد میں پہنچ کر عبداللہ بن ابی منافق تین سو آدمیوں کو لے کر واپس چلا آیا... اس وقت مسلمانوں پر کیسا گزرا ہوگا... کافر کیسے کیسے طعنے کسے ہوں گے... سات سو مسلمانوں نے جان کی بازی لگانے کے لئے کمر بستہ ہو گئے... حضور سرورِ کائنات ﷺ نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں میں علم تھما کر اور حضرت زبیر بن عوام کو سپہ سالار بنا کر میدان میں بھیج دیا... پچاس تیر اندازو ں کو جبل الرماۃ پہاڑ پر متعین کر دیا۔

جنگ بدر کے شکست خوردہ قریش تین ہزار کا لشکر لے کر احد کے قریب پہنچ گئے... اس میں سات سو زرہ پوش، ایک ہزار تیر انداز، دو سو گھوڑے، تین ہزار اونٹ اور پندرہ خواتین شامل تھیں... ابو سفیان نے خالد بن ولید کو میمنہ پر... عکرمہ بن ابو جہل کو میسرہ پر... صفوان بن امیہ کو سواروں پر... عبداللہ بن ربیعہ کو تیر اندازوں پر متعین کر کے، طلحہ بن ابی طلحہ کے ہاتھوں میں علم دے کر میدان میں اتار دیا.. مشرکین عورتوں کے ڈھول تاشے کے ساتھ شہوانیت پر مبنی اشعار کے ساتھ جنگ شروع ہوگئی، کافر کٹ کٹ کر گرنے لگے، میدان چھوڑنے لگے، طلحہ بن ابی طلحہ کے قتل پر حضور ﷺ اور صحابہ کرام نے نعرہ تکبیر بلند فرمایا....

جبل الرماۃ پہاڑی سے مسلمان تیر انداز اتر گئے، پیچھے سے خالد بن ولید نے رماۃ پر قبضہ کر کے مسلمانوں کو شہید کرنے لگے... تاجدارِ دو عالم ﷺ بھی دشمنوں کے نرغے میں گھر گئے... دشمنوں کی تلواریں اور تیر آپ پر چلنے لگے... عبداللہ بن قمیہ کی تلوار سے آپ ﷺ کی پیشانی مبارک زخمی ہوگئی... مغفر کی دو کڑیاں پیشانی مبارک میں پیوست ہوگئیں... عتبہ بن وقاص کے پتھر سے آپ ﷺ کے دو دندان مبارک شہید اور نیچے کے ہونٹ زخمی ہو گئے... حضو ﷺ پر دشمن وار کرتے حضرت طلحہ تلواروں کے واروں کو اپنے ہاتھوں پر روکتے تھے

جس سے آپ کے ہاتھوں کی انگلیاں کٹ گئیں.... حضرت ابو دجانہ تیروں کے واروں کو اپنے سینہ پر روکتے تھے... حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا تیر اور تلوار سنبھالے ہوئی تھیں... جو دشمن حضور ﷺ پر وار کرتا آپ اس کو روکتیں... اسی روک تھام میں عبد اللہ بن قمیہ کی تلوار سے آپ کا شانہ زخمی ہو گیا... حضرت عائشہ صدیقہ اور ام سلیم رضی اللہ عنھن مشکیزہ میں پانی بھر کر لاتیں اور زخمیوں کو پلاتی تھیں... اس جنگ میں ۷۰ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہید ہوئے۔

جنگ احد کے شہدا کی فہرست

(۱) حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲) حضرت عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ دونوں ایک ہی قبر میں دفنائے گئے... حضرت حمزہ حضور ﷺ کے چچا اور حضرت عبد اللہ ابن جحش ام المومنین حضرت زینب بنت جحش کے بھائی ہیں... خلیفہ ناصر الدین اللہ کی ماں نے بڑی عقیدت و محبت سے آپ کی قبر پر مزار تعمیر کروایا تھا، اس نے ایک ساج کی لکڑی اور ایک لوہے کا دروازہ لگوایا... گمان ایسا ہے کہ ساج کی لکڑی کا دروازہ قبہ میں اور لوہے کا دروازہ مین گیٹ پر لگوایا ہوگا، جمعرات کے دن یہ دروازے کھولے جاتے تھے... لوگ فاتحہ اور زیارت کے لئے آتے تھے... نجدی ظلم و جبر کے ہاتھوں حضرت حمزہ کی طرح ان کا مزار بھی شہید ہو چکا ہے، قبرستان کی چہار دیواری میں آج بھی ایک دروازہ لگا ہوا ہے جو کہ شاید کبھی نہیں کھلتا ہے۔

(۳) حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضور ﷺ نے جنگ احد میں جب آپ کے ہاتھوں میں علم دیا تو آپ کی عمر شریف ۴۰ ر سال تھی... امیر کبیر پدر کے فرزند تھے... عمدہ اور نفیس لباس استعمال کرتے تھے، اسلام لانے

کے بعد ایسے موٹے لباس استعمال کرنے لگے کہ آپ کا جسم بھی کھردرا ہو گیا... آپ نے تبلیغ دین بھی خوب کی، انصار کے گھروں میں جا کر لوگوں کو دین کی دعوت دیتے تھے... ہر بیٹھک میں آپ کی تبلیغ سے ایک دو آدمی اسلام قبول کر لیتے تھے... آپ تبلیغ دین اور جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

(۴) حضرت شماس بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مذکورہ چاروں حضرات مہاجر سے تھے جو احد میں شہید ہوئے، باقی چھپن حضرات انصار سے تھے۔

(۵) حضرت ابو ایمن مولیٰ عمرو بن الجموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶) حضرت ابوحبہ بن عمرو بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷) حضرت ابوسفیان بن الحارث بن قیس بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۸) حضرت ابو ہمام بن وقش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۹) حضرت ابو ہبیرہ بن الحارث بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۰) حضرت اخو سعد بن خیثمہ لامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۱) حضرت انس بن الارقم بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۲) حضرت انس بن النضر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کے متعلق اکمال میں ہے کہ ”آپ انصاری بنی نجار سے ہیں، انس بن مالک کے چچا ہیں غزوۂ اُحد میں تیس سے زیادہ نیزوں اور تلواروں کے زخم کھا کر شہید ہوئے، انہیں کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، من المومنین صدقوا ما عاھدوا اللہ الخ

(۱۳) حضرت انیس بن قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۴) حضرت اوس بن ثات بن المنذر اخو حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۵) حضرت اِیاس بن اَوس بن عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۶) حضرت ثابت بن عمرو بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۷) حضرت ثعلبہ بن سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۸) حضرت ثقف بن فروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۱۹) حضرت الحارث بن عدی بن خرشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۰) حضرت حارث بن اَنس بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۱) حضرت حارث بن اَوس بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۲) حضرت حباب بن قیظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۳) حضرت حبیب بن زید بن تیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۴) حضرت حسیل بن ثابت (الیمان ابوحذیفہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۵) حضرت حنظلہ بن ابی عامر ابن صفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۶) حضرت خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۷) حضرت خلاد عمرو بن الجموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۸) حضرت خیثمہ ابوسعد بن خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۲۹) حضرت ذکوان بن عبد قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۰) حضرت رفاعہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۱) حضرت رفاعہ بن وقش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۲) حضرت سبیع بن حاطب بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۳) حضرت سعد ابن الربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۴) حضرت سعید ابن سوید بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۵) حضرت سلمہ بن ثابت بن وقش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۶) حضرت سہل بن قیس بن ابی کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۷) حضرت سلیم ابن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۸) حضرت سلیم بن عمرو بن حدیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳۹) حضرت صفیی بن قیظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۰) حضرت ضمرہ حلیف لبنی طریف من جہینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۱) حضرت عامر بن مخلد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۲) حضرت عباد بن سہل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۳) حضرت عبادہ بن الحسحاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۴) حضرت عباس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۵) حضرت عتبہ بن ربیع بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۶) حضرت عبداللہ بن جبیر بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۷) حضرت عبداللہ بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۴۸) حضرت عبداللہ ابن عمر بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن حرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے صاحبزادے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُحد کے دن جب میرے والد کی شہادت ہوگئی تو حضورﷺ نے ارشاد فرمایا:

جابر فرماتے ہیں جب عبداللہ ابن عمرو بن حرام اُحد کے دن شہید ہوئے تو نبی کریمﷺ نے ارشاد فرمایا، اے جابر کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ تمہارے باپ کے لئے خدا نے کیا فرمایا ہے؟ میں نے عرض کیا! جی ہاں، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بغیر حجاب کے کسی سے کلام نہیں فرمایا، لیکن تمہارے باپ سے بے پردہ ہو کر کلام فرمایا، اور فرمایا اے میرے بندے مجھ سے کچھ مانگ کہ میں تجھ کو عطا کروں، مہارے باپ نے عرض کیا: اے خداوندا! مجھے دوبارہ زندہ فرمادے تاکہ میں تیری راہ میں دوبارہ قتل ہوں، اللہ

تعالیٰ نے فرمایا یہ تو ہم پہلے ہی بتا چکے ہیں کہ یہاں آنے کے بعد دنیا میں واپسی نہ ہوگی، انہوں نے عرض کیا، اے میرے پروردگار! میری جانب سے لوگوں کو میرا پیغام پہنچادے، تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا، الآیۃ کلھا:

سبحان اللہ: تلوار کی جھنکار میں وہ مقام ملا جو برسہا برس کی عبادت وریاضت سے بھی نہیں ملتا ہے، روح قفسِ عنصری سے نکلی اور خدا سے بے پردہ گفتگو ہوگئی، ایک عاشق کو اور کیا چاہیے؟

(۴۹) حضرت عبداللہ بن عمرو بن وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۰) حضرت عبید بن التیہان ویقال عتیک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۱) حضرت عبید بن المعلی بن لوذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۲) حضرت عمارہ ابن زیاد بن السکن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۳) حضرت عمرو بن اِیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۴) حضرت عمرو بن ثابت بن وقش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۵) حضرت عمرو بن الجموع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۶) حضرت عمرو بن قیس بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۷) حضرت عمرو بن معاذ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۸) حضرت عمرو بن مطرف بن علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۵۹) حضرت قیس بن عمرو بن قیس بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۰) حضرت قیس بن مخلد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۱) حضرت کیسان بن عبدالنبی النجار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۲) حضرت مالک بن اِیاس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۳) حضرت مالک بن سنان ابوابی سعید الخذری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۴) حضرت مالک بن نمیلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۵) حضرت المجذّر بن ذیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۶) حضرت نعمان بن عبد عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۷) حضرت نعمان بن مالک بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۸) حضرت نوفل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۶۹) حضرت ومولاہ عنترہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۷۰) حضرت یزید بن حاطب بن امیہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان سارے شہداء کی قبریں مسمار کردی گئی ہیں... جہاں پر یہ لوگ مدفون ہیں، اس کے چہار جانب سینہ کے مقابل مضبوط دیوار کھڑی کردی گئی ہے... دیوار کے اوپر لوہے کے فریم میں شیشے لگے ہوئے ہیں تاکہ زائرین ٹوٹی پھوٹی مٹیوں کے ڈھیری اور یہاں وہاں پڑے پتھروں کو دیکھ سکیں... قبروں کے نشانات تو کب کے مٹائے جاچکے ہیں... ایک جگہ مٹی کی ڈھیری اونچی ہے، یہی حضرت حمزہ اور حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی آخری آرام گاہ ہے... فاتحہ پڑھ لو... فاتح وہی ہیں جو احد کی زمین میں آرام کررہے ہیں... فاتح وہ نہیں جو فاتح کے مزار کو ڈھادے۔

گائیڈ نے جہاں ہمیں بتایا تھا کہ بتاؤ جنگ کہاں پر ہوئی تھی؟ اس کے قریب ایک مسجد تھی ہمیں بتایا گیا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت یہاں پر ہی ہوئی تھی... مسجد میں دو رکعت نماز پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، احد میں کئی مرد وخواتین جڑی بوٹیاں بیچتے نظر آئے.. گائیڈ نے بتایا کہ یہاں مریم نام کی ایک بوٹی پیدا ہوتی ہے جو مختلف بیماریوں میں کام آتی ہے... دردِ زہ کے وقت عورتیں استعمال کرتی ہیں، ولادت آسانی سے ہوتی ہے، گھٹنے کے درد کے لئے خاص کر مفید ہے آپ لوگوں کو خریدنا ہے تو اِدھر اُدھر سے مت لیجئے... میرے

ساتھ چلیئے، آپ کو اصلی بوٹی دکھاتا ہوں... موصوف سب کو لے کر ایک جگہ پہنچے، ایک نقاب پوش صحت مند خاتون لمبی چھتری لگائے اس کے نیچے پنساری کی دوکان کی طرح مختلف قسم کی جڑی بوٹیاں اور بیج لئے بیٹھی تھی... موصوف جب پہنچے تو خاتون کھڑی ہو کر پُر تپاک طور پر موصوف کو سلام کیا... موصوف نے کہا آپ لوگوں کو جو کچھ لینا ہے یہاں سے لے لیجئے... یہ نہیں معلوم کہ خاتون موصوف کی شریک حیات تھی یا یہاں سے بھی موصوف کو کچھ لینے دینے کا وعدہ تھا۔

یہاں سے بس چلی اور خندق کی جانب بڑھنے لگی... ۲۰۰۱ء میں خندق کی تمام مسجدوں یعنی مسجد فتح، مسجد علی، مسجد فاطمہ، مسجد ابوبکر میں نفل نمازیں پڑھ چکا تھا... اب وہاں بھی رد و بدل اور ترمیم کے بہت سارے واقعات ہو چکے ہیں... مسجد فتح کی نئی تعمیر ہو چکی ہے، کئی مسجدیں شہید ہو چکی ہیں، پہاڑی پر ایک اور پہاڑی نیچے بھی ایک نئی مسجد بن چکی ہے... نیچے نئی مسجد کے آگے کی جانب ایک اور مسجد ہے، بس یہاں سے ہی گھومالی گئی ... گائیڈ نے جذباتی انداز میں کہا بتاؤ خندق کہاں پر تھی؟ سب کے سب خاموش تھے، خاموش رہے، گائیڈ نے پھر جوش جذبے سے بھر کر کہا! یہاں پر ہی خندق تھی، جہاں تمہاری بس چل رہی ہے... گائیڈ کے لہجہ میں تنقید اور قدرے غصہ تھا کہ آثار مٹائے جا رہے ہیں... گائیڈ نے بتایا یہ مسجد عمر فاروق ہے... اس مسجد کی تاریخ یہ ہے کہ سارے صحابہ کرام نے خندق کے اُس پار اپنا خیمہ لگایا... اِس طرف یہودیوں نے اپنے خیمے لگائے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں کے خیمے کی جانب ہی اپنا خیمہ لگایا... صحابہ کرام نے کہا کہ آپ اپنا خیمہ وہاں سے اس طرف لے آئیں جس جانب مسلمانوں کے خیمے لگے ہوئے ہیں... حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یہاں ہی رہنے دو... لوگوں نے کہا یہودیوں سے نقصان کا ڈر ہے... آپ نے فرمایا دیکھ لیں گے... لیکن کسی یہودی نے آپ کے خیمہ کو نقصان پہنچانے کی ہمت نہیں کی... اللہ تعالیٰ نے آپ کو رعب سے نوازا تھا وہی رعب خندق میں بھی قائم تھا۔

مسجد قبلتین :اسی جگہ پر حضور ﷺ بیت المقدس کی طرف رخ کر کے صحابہ کرام کوظہر کی نماز پڑھا رہے تھے ،دو رکعت نماز مکمل ہو چکی تھی کہ قرآن مجید سورہ بقرہ کی آیت ۱۴۴ ارنازل ہوئی...آیت کا یہ جز کہ "فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ" ترجمہ:ابھی اپنا منھ پھیر دو مسجد حرام کی طرف" حضور ﷺ کے رخ پھیرتے ہی تمام صحابہ کرام نے اپنا رخ مسجد حرام کی طرف پھیر لیا ،۲۰۰۱ء میں دیکھا تھا کہ اس میں دونوں قبلے قائم تھے...قبلہ ثانی کی طرف رخ کر کے لوگ نماز پڑھتے تھے اور قبلۂ اول کو بطور یادگار ملا حظہ فرماتے تھے...اب قبلہ اول کے نشانات مٹا دیئے گئے ہیں،تمام زائرین نے یہاں نمازیں پڑھیں...بس وہاں سے مدینہ منورہ کی سمت رخ کیا اور تھوڑی دیر میں مدینہ منورہ میں پہنچ گئی۔

اس مسجد کے علاوہ مدینہ منورہ میں بہت ساری تاریخی مسجدیں ہیں:

☆مسجد فضیخ :مسجد بنو قریظہ :مشربہ اُم ابراہیم :مسجد اجابہ :مسجد بغلہ :مسجد بنات بنی نجار : مسجد توبہ اس کو مسجد النور بھی کہا جاتا ہے :مسجد مصبح : مسجد المنارتین :مسجد وبئر السقیا :مسجد المیقات وآبار علی ومسجد المعرس :مسجد المستراح :مسجد الفسح یہ مسجد احد میں ہے :مسجد البدائع او الشیخین :مسجد عینین :یمین المسجد :مسجد وجبل الرایۃ :مسجد سیدنا ابوبکر :مسجد سیدنا عمر بن الخطاب :مسجد سیدنا علی بن ابی طالب :مسجد بلال :مسجد الکاتبیۃ :مسجد بنی ظفر :مسجد السبق :مسجد بنی حرام :

ان مساجد میں جو مساجد حضور ﷺ سے کسی نہ کسی طرح منسوب ہیں وہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے بنوائی ہیں...وہ اس طرح سے کہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز مدینہ منورہ کے گورنر تھے...ولید بن عبد الملک نے آپ کو لکھا کہ تحقیق کرو کہ حضور ﷺ نے کہاں کہاں پر نمازیں پڑھی ہیں، وہاں وہاں پر مسجدیں تعمیر کردا دو...حضرت عمر بن عبد العزیز نے تحقیق کے بعد ان مسجدوں کو تعمیر کروائی۔

ظہر کی نماز کے بعد راقم اور الحاج منظور احمد بھائی دونوں آدمی مسجد غمامہ کی جانب چلے گئے...غمام یا غمامہ کے معنی ہیں، سحاب، ابر، بادل، اسی غمامہ کے مقام پر ہمارے آقا ﷺ نے بارش کے لئے دعا فرمائی تھی...اور ٹوٹ کر بادل برسا تھا...اسی مناسبت سے اس مسجد کا نام مسجد غمامہ ہے...یہ مسجد مسجد نبوی سے قریب ہے...مسجد نبوی کے اتری اور پوربی سرے پر ہے...مسجد نبوی کی توسیع کے بعد تو یہ مسجد مسجد نبوی سے قریب تر ہوگئی ہے...اور ہوسکتا ہے کہ مستقل میں اس مسجد کا صرف نام رہ جائے اور مسجد مٹ جائے، کیوں کہ مسجد نبوی کی مزید توسیع کا کام ہونے جا رہا ہے، اس میں مسجد غمامہ کو بھی شامل کرلیا جائے...مسجد اسی حالت میں ہے جیسی پہلے تھی...مسجد کے برآمدہ کے ایک گوشہ میں دو خاتون بیٹھی ہوئی تھیں، ان کے ساتھ کا ایک مرد باہر گیا ہوا تھا جو تھوڑی دیر میں آگیا...برآمدہ میں ایک لوہے کا ریگ تھا، اس ریگ میں ایک مصلیٰ رکھا ہوا تھا...راقم نے اسے بچھا کر اور دو رکعت نفل نماز پڑھی...بعد میں منظور بھائی نے بھی اسی مصلیٰ پر نماز ادا کی...وہاں سے نکل کر ہم مسجد ابوبکر میں آئے...یہ دونوں مسجدیں قریب قریب ہیں...وہاں ایک پاکستانی پہلے سے موجود تھا...کہنے لگا کل مجھے اپنے وطن چلا جانا ہے اسی لئے آج یہاں نماز پڑھنے آگیا...الحاج منظور احمد بھائی اس سے دیر تک باتیں کیں...۲۰۰۱ء میں یہ مسجد بوسیدہ حالت میں تھی، اب نئی تعمیر سے اچھی ہوگئی ہے...ان مسجدوں کے اِردگرد تعمیراتی کام جاری تھا...بڑی بڑی بلڈنگیں بن رہی تھیں...دھوپ بڑی تیز تھی، چپل گرم ہوکر تلوے بھی گرم ہوجاتے تھے، اس سے میری دونوں آنکھیں سرخ ہوگئیں، منظور بھائی نے کہا یہ کیا ہوگیا ہے کہ آپ کی آنکھیں سرخ ہوگئی ہیں؟ میں نے کہا دھوپ کی وجہ سے، موصوف نے کہا واپس چلئے، ہم لوگ وہاں سے واپس چلے آئے۔

رات میں اُحد کی زیارت

جناب شکیل بھائی الہٰ آبادی رات کے پونے بارہ بجے اپنی کار لے کر پہنچے... کہنے لگے چلئے اُحد کی زیارت کر کے آتے ہیں... ہم لوگ آج ہی دن میں اُحد میں گئے تھے... کہنے لگے دن میں گئے تھے... رات میں چلئے... آپ کے ساتھ ایک آدمی اور تھے، ہندوستانی ہی تھے... شکیل صاحب کے دوست تھے... ان دونوں کے ساتھ راقم الحاج منظور احمد بھائی اور آپ کی اہلیہ گاڑی میں بیٹھ گئے اور گاڑی اُحد کی جانب روانہ ہوگئی... جناب شکیل بھائی الہٰ آبادی نے جبل الرماۃ کے قریب گاڑی کو سڑک کے کنارے لگا دیا... ہم لوگ اُحد میں داخل ہو گئے... جوں جوں آگے بڑھتے جا رہے تھے... تیز خوشبوئیں بڑھتی جا رہی تھیں... اس خوشبو کو سب ہی محسوس کر رہے تھے لیکن کوئی کسی سے کچھ کہہ نہیں رہا تھا... سب ہی اپنی قوتِ شامّہ کی خطا سمجھ کر خاموش تھے... میں نے منظور بھائی کو مخاطب کر کے کہا! حاجی صاحب کچھ محسوس کر رہے ہیں؟ بڑی اچھی خوشبو آ رہی ہے... آپ کو بھی خوشبو لگ رہی ہے؟ جی ہاں! پھر سب نے خوشبو آنے کا اقرار کیا... جناب شکیل بھائی بولے، اسی خوشبو کو سونگھانے کے لئے آپ لوگوں کو رات میں لے کر آیا ہوں... دن میں آپ کو یہ خوشبو محسوس نہیں ہوئی ہوگی... یہ شہدائے احد کی زندہ جاوید کرامت ہے اور یہ خوشبو رات ہی کو محسوس ہوتی ہے... شہدائے اُحد کے مزارات کے احاطہ کے قریب پہنچ گئے تو جب تک ہم لوگ وہاں رہے... اُس مسحور کن خوشبو سے لطف اندوز ہوتے رہے... آرام واطمینان وسکون سے ہم لوگوں نے فاتحہ پڑھی، ان شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین کی ارواح کو ایصال ثواب کیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے (آمین)

یہاں دن میں جو بھیڑ بھاڑ اور چہل پہل رہتی ہے، رات میں نہیں تھی... سامان فروشوں نے اپنے اپنے سامانوں پر کپڑے ڈال کر اپنے اپنے ٹھکانوں پر جا چکے تھے... ایک دو جگہ بند پانی کی باٹلیاں رکھے ایک دو آدمی پانی بیچ رہے تھے... شکیل بھائی نے کہا! آپ لوگوں کو کیا کھلاؤں، پلاؤں، ساری دوکانیں بند ہو چکی ہیں، پانی لیتا ہوں، پانی ہی پی لیجئے... پانی

پی کر ہم لوگ ''جبل الرماۃ'' کے اُوپر کچھ دور تک گئے... پھر واپس آ گئے... احد میں رات کا منظر بڑا ہی حسین تھا... لگ رہا تھا کہ ان شہدا کی تربتوں پر رحمتوں کی برسات ہو رہی ہے ...احد کا پورا علاقہ مسکرا رہا ہے۔

وہاں ایک کمرہ میں کچھ تنخواہ دار ملازمین بیٹھ کر دن بھر مائک پر چلاتے رہتے ہیں...ہم لوگ گئے تو مائک بند تھا... لیکن شاید رَوزَن سے ہم لوگوں کو دیکھ لیا اور مائک چالو ہو گیا... قبروں سے یا قبر والوں سے منتیں مانگنا شرک ہے... شرک و بدعت سے بچیں... جب تک ہم لوگ وہاں پر تھے اسی قسم کی آوازیں گونجتی رہیں... شہدا کے مزارات کی چہار دیواری سے دُور چند خواتین اُور ان کے ساتھ مرد بھی تھے... ایک خاتون وہاں پر نماز کی نیت باندھ چکی تھی... اللہ جانے وہ عشا کی نیت باندھے ہوئی تھی یا نفل نماز کی... دو متوا اندر سے گھومتے ہوئے وہاں پہنچ گئے اور خاتون کی نیت تڑوا دی کہ یہاں پر نماز پڑھنا شرک ہے... بازو میں قبریں ہیں... جبکہ قبروں اور نماز کی جگہ میں کافی فاصلہ تھا... نیت ہی نہیں تڑوائی بلکہ ان لوگوں ڈانٹ کر وہاں سے بھگا دیا... ان متوؤں نے جہاد کا حق ادا کر دیا... جب ہم لوگ اُحد سے نکل رہے تھے تو جبل الرماۃ کے سامنے الٹے ہاتھ کی سمت میں کچھ تعمیراتی کام کی باؤنڈری دیکھی... شکیل بھائی نے بتایا کہ یہاں پر بھی ایک مسجد ہے جو شہید کر کے بنائی جا رہی ہے... ہم لوگ وہاں سے چلے اور رات کے ۱۰ بجے اپنے مقام پر پہنچ گئے۔

دارِ متاعِ عشق و ادب

مدینہ منورہ میں ایک مکان تھا... اب نہیں ہے... لیکن تاریخ میں اس کا نام زندہ ہے... زندہ رہے گا... کیوں کہ اس مکان کے مکین نے عشق و ادب کی ایسی متاع چھوڑی ہے جسے کوئی مٹا نہیں سکتا ہے... اس عاشق کا اصل نام خالد ہے مگر وہ اپنے اصل نام سے نہیں بلکہ اپنی کنیت سے مشہور ہے... باپ کا نام زید بن کلیب بن نجار ہے... انصار کے قبیلہ خزرج

سے تعلق ہے... یہ مکان انہوں نے خود نہیں بنایا تھا بلکہ بادشاہ تبع اول نے تعمیر کرا کر چار سو عالموں کو وہاں رکھا تھا... یہ مکان یکے بعد دیگرے منتقل ہوتے ہوئے خالد کہ تصرف میں تھا ...جو اپنی کنیت ''ابوایوب'' سے مشہور ہوئے اور ہیں۔

ہجرت کے بعد رسول اکرم نورِ مجسم ﷺ اسی مکان میں ٹھہرے... یہ مکان دومنزلہ تھا... حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس نیت سے آپ ﷺ کو نیچے کی منزل میں قیام کرنے کے لئے کہا کہ اوپر آنے جانے میں آپ کو تکلیف ہوگی... اس طرح حضور ﷺ نیچے کی منزل میں اور حضرت ابوایوب اوپر کی منزل میں قیام رکھتے تھے... رات کا وقت تھا دنیا کے لوگ محوِ خواب تھے... اور حضرت ابوایوب انصاری اپنے مکان میں بے تاب تھے... ان کے عشق نے کہرام مچا رکھا تھا... اور ان کا ادب سر پٹک رہا تھا... ابوایوب!... دونوں جہاں سے افضل، تمہارے نبی، تمہارے رہبر، تمہارے آقا و مولیٰ ﷺ نیچے اور تم اوپر؟ عشق نے نہ جانے کیسے کیسے طوفان اٹھائے ہوں گے... کس کس طرح سے بے چین کیا ہوگا... کیسے کیسے ادب کے باب کھولے ہوں گے... اے ابوایوب! نبوت والا سر نیچے ... یداللہ والا ہاتھ نیچے... الم نشرح لک صدرک والا سینہ نیچے... چہرۂ والضحیٰ نیچے... سراپا نور نیچے ...اور تم اوپر؟ عشق و محبت و ادب نے اس طرح ہیولے مارے کہ حضرت ابوایوب گھر کے ایک گوشے میں رات گزارنے پر مجبور ہوگئے... ایسا ہی حال آپ کی زوجہ حضرت ام ایوب کا تھا... آپ بھی بے چین و بے قرار رہیں... اپنے شوہر حضرت ابوایوب کی طرح آپ بھی ایک گوشے میں کھسک گئیں... حضرت ابوایوب صبح کو ہاتھ باندھے ہوئے بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ میں حاضر ہوکر رات کی سرگذشت سنائی اور کہا یارسول ﷺ آپ کی موجودگی میں ابوایوب اوپر نہیں رہے گا... آپ اوپر کی منزل میں رہیں گے ... تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا یہی ٹھیک ہے... حضرت ابوایوب نے پھر عرض کی ... یارسول ﷺ آپ کی موجودگی میں ابوایوب اوپر نہیں رہے گا... آپ اوپر کی منزل میں رہیں گے ... بارگاہِ رسالت پناہ ﷺ

میں ابوایوب کی عرض قبول ہوگئی... حضور ﷺ اوپر کی منزل میں تشریف فرما ہوئے تو ادب جھوم اُٹھا، محبت مسکرانے لگی، عشق موجیں مارنے لگا اور تینوں زندہ جاوید ہو گئے۔

ہمیں اسی مکان کی تلاش تھی... لیکن یہ نہ ملنے والا تھا نہ ملا... یہ اب مسجد نبوی میں شامل ہو چکا ہے... شکل بدل گئی ہے مگر زندہ ہے... صرف تاریخ کے صفحات ہی پر نہیں... مسجد نبوی کا حصہ بن کر بھی زندہ ہے... عاشق مرتا نہیں ہے... عاشق زندہ رہتا ہے۔

۱۴/ر جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۴/ر رجب ۱۴۳۳ھ بروز جمعرات

آج دس بجے کے قریب دن میں ہم لوگوں نے کھجور مارکیٹ میں جانے کا ارادہ کیا... ہوٹل سے نکلے مسجد نبوی پہنچے، وہاں سے مسجد بلال گئے... اب یہ مسجد بھی پُر شکوہ بن گئی ہے. نیچے کے حصے میں دوکانیں بنادی گئی ہیں... اُوپر مسجد ہے، ہم لوگوں نے وضو کیا نماز نفل ادا کی... کہا جاتا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان یہاں پر ہی تھا... انہوں نے مسجد نبوی ﷺ کے قریب اپنا مکان بنانے کا ارادہ حضور ﷺ پر ظاہر کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا تم اپنا مکان وہاں ہی رکھو... وہاں سے مسجد نبوی تک آنے میں تم کو زیادہ ثواب ملے گا، انہوں نے اپنا مکان وہاں ہی رہنے دیا۔

وہاں سے ہم لوگ کھجور مارکیٹ کی طرف چلے گئے... اللہ تعالیٰ اہل عرب کو بیش بہا نعمتو ں میں سے ایک نعمت کھجور بھی دیا ہے.... عجوۃ۔ عنبر۔ مبروم۔ صفاوی۔ صقعیی۔ روتانا۔ اور نہ جانے کتنی قسموں کے کھجور وہاں پیدا ہوتے اور دیکھنے کو ملتے ہیں.... ان میں سب سے زیادہ مہنگا ''عجوہ'' ہے ہر دور میں اس کی قیمت اوروں سے زیادہ رہی ہے... جس کو جو توفیق ہوتی ہے وہ خریدتے ہیں... ۲۰۰۱ء میں راقم ۱۰/ر ریال فی کیلو کے حساب سے خریدا تھا... اس دفعہ قیمت آسمان پر پہنچی تھی... عجوہ کی تو بات ہی الگ ہے، دوسرے کھجور بھی ۲۵/ر ریال سے کم قیمت کی نہیں تھی... متعدد دوکانوں میں گھومنے کے بعد ایک دوکاندار نوجوان جو پاکستانی تھا، اس سے بتایا گیا کہ ہم لوگ زیادہ کھجور لیں گے... قیمت میں کمی کرے اس نے ۲۲/ر ریال فی

کیلو کا حساب لگا کر دیا... بہادر صاحب نے ۲۰ رکیلو، الحاج منظور احمد صاحب نے ۵ رکیلو، راقم نے ۱۰ رکیلو خرید لیا.. ٹور آپریٹر شکیل صاحب ساتھ میں تھے انہوں نے دوکاندار سے کہا کہ میں اپنے اور زائرین کو لے کر آؤں گا۔

ہم لوگ ہوٹل میں آ گئے، گرمی کی تمازت کافی تھی اسی وجہ سے ہم لوگ پھر کسی دوسری جگہ نہیں گئے.. عصر و مغرب وعشا کی نمازیں حرم میں ادا کیں.... مکۃ المکرّمہ اور مدینہ منورہ کے لوگ جمعرات اور جمعہ کے دن روزے رکھنے کا خاص اہتمام کرتے ہیں.... بہت سارے زائرین بھی روزہ رکھتے ہیں.. آج جمعرات کا دن تھا، اسی بنا پر پوری مسجد نبوی ﷺ میں دسترخوان بچھا دیئے گئے... مسجد نبوی میں جہاں ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے، وہاں بھی دسترخوان لگا دیا گیا... روزہ داروں اور بے روزہ داروں سب کے چہرے دسترخوان کی جانب ہو گئے... منظور بھائی کے ساتھ راقم نے بھی اپنا رخ دسترخوان کی طرف کر دیا... ہم دونوں روزہ سے نہیں تھے، لیکن سرکار ﷺ کی مسجد میں حصول برکت کی نیت سے بیٹھ گئے... مدینہ پاک کا ایک کم عمر لڑکا اور غالباً اس کا ایک دو ملازم بڑے اہتمام سے دسترخوان سجا رہے تھے... پہلے کھجور کے ڈبے رکھے گئے، ہر ڈبے میں نو نو کھجور تھے، پھر وہاں کی ایک خاص قسم کی روٹی کے ٹکڑے ڈالے گئے، اس روٹی کے ساتھ چاٹ مسالہ بھی رکھا گیا... یہ روٹی چاٹ مسالہ کے ساتھ کھانے میں عمدہ لگتی ہے... پانی کے گلاس کے ساتھ میں قہوہ کے کوزے بھی رکھے گئے اور ہاتھ صاف کرنے کے لئے کاغذ کے رومال بھی دیئے گئے۔

اللہ اکبر کی صدا کے ساتھ لوگوں نے کھانا شروع کر دیا... قہوہ پینا عرب ہی جانتے ہیں، ہم ہندوستانی قہوہ کو چائے کی طرح پیتے ہیں... اس طرح سے پینے میں قہوہ لطف نہیں دیتا ہے ...قہوہ قدرے کڑوا ہوتا ہے... عرب والے ایک گھونٹ قہوہ پیتے اس کے بعد کھجور کھاتے ہیں پھر قہوہ کا گھونٹ لیتے ہیں... اس طرح سے قہوہ بہت لطف دیتا ہے... افطار کے بعد دسترخوان پر بچے ہوئے کھجوروں اور روٹی کے ٹکڑوں کو چن کر اٹھا لیا گیا پھر حرم کے خدام

نے دسترخوان کو اس طرح سے اٹھایا کہ مسجد کے مصلیٰ پر کچھ بھی نہیں گرا۔

آج پھر احد اور مشہور مساجد کی زیارتیں ہوئیں

۱۵ر جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۵ر رجب ۱۴۳۳ھ جمعہ کا دن ہے... آج نماز فجر ہی سے مسجد نبوی ﷺ میں نمازیوں کی بھیڑ بڑھنے لگی تھی.... جمعہ میں تو لوگوں کا اِزدِحام نظر آنے لگا، آج اُوپر کی منزل میں جانے کے لئے دروازے کھول دیئے گئے... ہم لوگ اوپر کی منزل میں چلے گئے... اوپر کی منزل کی زیبائش اور تزئین دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا... محبوب رب العالمین ﷺ کی بنائی ہوئی مسجد کی وسعت وشوکت دن بدن بڑھتی جارہی ہے... اور کیوں نہ بڑھے کہ ان ہی کے صدقے میں سب کچھ ہے... ہماری خوش نصیبی کہ چند دن ہی سہی لیکن ہمارے شب وروز مدینے کی پاک سرزمین پر آقا ﷺ کے قرب میں گزررہے تھے... آج کہیں نہیں گیا... بس مسجد نبوی اور ہوٹل کے درمیان دن گزر گیا... رات میں کھانے پینے سے فراغت ہوگئی تو جناب شکیل بھائی الہ آبادی کا فون آیا کہ تھوڑی دیر میں آرہا ہوں... اور دیکھتے ہی دیکھتے موصوف پہنچ گئے... کہنے لگے گاڑی لے کر آیا ہوں، چلئے کہاں چلنا ہے؟ ہم لوگوں سے بہتر تو آپ جانتے ہیں کہ کہاں چلنا ہے؟... کہنے لگے چلئے اُحد چلتے ہیں... ہم وہی پُرانے تین یعنی راقم محترم منظور احمد بھائی اور آپ کی شریک حیات بلقیس بیگم صاحبہ ! آج ٹور آپریٹر جناب شکیل صاحب بھی ساتھ چلنے کے لئے تیار ہو گئے... ہم لوگ گاڑی میں بیٹھ گئے، گاڑی ایک مرتبہ پھر احد کی سمت دوڑنے لگی... لگ رہا تھا کہ اُحد جانے کی ہم لوگوں سے زیادہ اس کار کو خوشی ہے... کار اُحد میں پہنچ گئی جناب شکیل صاحب نے کار کو اسی جگہ پارک کیا دو دن پہلے جہاں پر پارک کیا تھا۔

اُحد میں داخل ہوتے کے ساتھ پھر وہی نور ونکہت کی بارش، وہی خوشبو جس سے دماغ معطر اور تروتازہ ہوا تھا، آج پھر ہو رہا تھا... ایک احاطہ میں ستر شہدا مدفون ہیں... وہاں فاتحہ خوانی کی تھوڑی دیر رُکا، پھر گاڑی آگے کی جانب بڑھی، شکیل بھائی الہ آبادی نے احد کے

چہار جانب گھومانے کا ارادہ کیا... راستہ سے گزرتے ہوئے ایک جگہ ایک بلند عمارت پر نظر پڑی، یہ کیسی عمارت ہے شکیل بھائی؟ یہ شادی ہال ہے... یہاں کے لوگ نکاح مسجد میں پڑھاتے ہیں... ولیمہ اور شادی کا جشن ہال میں کرتے ہیں، ایسے ایسے یہاں بہت ہال ہیں... گاڑی وہاں سے آگے احد کی دوسری طرف بکرامنڈی میں رُکی... شکیل بھائی نے بتایا کہ یہاں بکرے فروخت بھی ہوتے ہیں اور ذبح بھی کیے جاتے ہیں... چند مکانوں کی جانب اشارہ کر کے بتایا کہ ان مکانوں میں بکرے ذبح ہوتے ہیں... رات کا وقت ہے ابھی منڈی میں بکرے نہیں ہیں ورنہ بکرے کے قد و قامت دیکھ کر آپ حیران رہ جاتے... دن میں آئیں تو بہت بڑے بڑے بکرے آپ کو دکھائی دیں گے... یہ بازار ممبئی کے ''دیونار'' بازار کی طرح ہے۔

آگے کی سمت بڑھتے ہوئے شکیل بھائی نے ایک جگہ راستہ میں گاڑی میں پٹرول ڈلوایا شکیل بھائی پٹرول کا ریٹ کیا ہے؟... پٹرول دو طرح کے ہیں... ایک پٹرول تھوڑا ہلکا ہوتا ہے جو دس ریال میں ۲۲ رلیٹر اور دوسرا۔ ۱۰ رریال میں ۱۶ رلیٹر ملتے ہیں... موصوف نے دس ریال کا سولہ لیٹر ڈلوایا... وہاں سعودی عرب میں پٹرول سے پانی چار گونا اور ڈیزل سے پانی آٹھ گنا مہنگا ہے۔

کچھ اور دیگر مقام دکھاتے ہوئے موصوف ایک اور پٹرول پمپ پر لے گئے... وہاں پٹرول پمپ کے ساتھ ایک جنرل اسٹور بھی تھا... موصوف نے بتایا کہ یہ جنرل اسٹور اور پٹرول پمپ بہار (انڈیا) کے ایک مولانا صاحب نے کرایہ پر لیا ہے... یہ کہتے ہوئے اسٹور میں چلے گئے اور پانچ انانس کے جوس کی ڈبی لے کر آئے، اور ایک ایک ڈبی سب کو تھما دیا کے پیجئے... ایک خود پینے لگے... اسٹور میں کام کرنے والے ملازمین میں سے ایک سے راقم نے پوچھا کہ مولانا صاحب بہار میں کہاں کے رہنے والے ہیں؟.. شاید سیوان کے ہیں... آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ میں الٰہ آباد کا رہنے والا ہوں... جناب شکیل بھائی کہنے

لگے، پٹرول پمپ اور جنرل اسٹور سالانہ تین لاکھ ریال کرایہ پر لیے گئے ہیں، جو ہندوستانی روپے میں تقریباً پچاس لاکھ روپے ہوتے ہیں۔

اس جگہ سے جناب شکیل بھائی نے گاڑی کو بکرا منڈی کے اندر داخل کر دیا...رات کا وقت تھا بکرے نظر نہیں آئے...بکرا منڈی سے سڑک پر آ گئے...سڑک کے کنارے کنارے جگہ جگہ بلند پائے پر محراب نما بنے ہوئے تھے...شکیل بھائی یہ کیا ہیں؟ یہ حدودِ حرم کے نشانات ہیں...یہ پورا اُحد حدودِ حرم میں ہے؟ کہنے لگے، ہاں، سبحان اللہ!

اسی راستہ سے گزرتے ہوئے مسجد قبا پہنچے، زیادہ رات ہو جانے کی وجہ سے مسجد قبا شریف بند تھی... دن میں یہاں پر آدمیوں کی چہل پہل ہی نہیں رہتی ہے بلکہ تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی ہے...رات کے وقت بالکل سناٹا تھا...ہم لوگ مسجد پر ایک نظر ڈال کر واپس چلے آئے...موصوف نے گاڑی کو آگے بڑھایا اور مسجد فتح یعنی خندق پہنچا دیا...پہلے لکھا جا چکا ہے کہ یہاں مسجد ابو بکر، مسجد عثمان اور مسجد علی شہید کی جا چکی ہے اور حکومت کی جانب سے ایک نئی مسجد بنائی جا چکی ہے...مسجد فتح پہاڑی پر اور مسجد عمر نیچے میں موجود ہے...مسجد قبلتین بھی لے گئے سب کی زیارت ہوئی لیکن ان میں نماز پڑھنے کو نہیں ملی، رات میں ساری مسجدوں کے دروازے بند تھے...یہ تو رات کا وقت تھا دن میں مسجد قبا اور قبلتین کے علاوہ ساری مسجدوں کے دروازے بند رہتے ہیں....رات کو ۲ ربجے ہم لوگ اپنے مقام پر پہنچ گئے........ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے صدقے میں ایسی زیارت پھر نصیب فرمائے (آمین)

شب معراج مدینہ میں

۱۶رجون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۶ر رجب ۱۴۳۳ھ بروز سنیچر، آج دن میں الحاج منظور بھائی کے ساتھ Top.Ten مال گیا..یہ دو منزلہ بہت بڑا مال ہے..زیادہ تر یورپ

وامریکہ کے لوگوں کے لئے یہ مال مفید ہے..وہاں کی تہذیب کو ماند کرنے والے کپڑے، لباس، جوتے، چپل اور بیگ وغیرہ ساری چیزیں دس ریال میں ملتی ہیں..راقم نے نیچے اور اوپر کی منزل کا ایک چکر لگا کر مال سے باہر آکر ٹول پر بیٹھ گیا.منظور بھائی اور آپ کی اہلیہ نے بچوں کے لئے کچھ کپڑے کی خریداری کیں..بہت دیر کے بعد راقم کو فون کیا آپ کدھر ہو؟ باہر آجایئے، میں باہر میں بیٹھا ہوں..موصوف باہر آئے، راستہ میں ایک جگہ موصوف نے ایک مکان دکھایا کہ دیکھئے پہلے اس قسم کے مکانات یہاں ہوتے تھے..کہنے لگے اس قسم کے مکانات میں ہم لوگ رہ چکے ہیں..دھوپ کافی تیز تھی، ہم لوگ تیز تیز قدم سے ہوٹل میں پہنچے۔

بعد نماز مغرب رجب المرجب کی ستاسویں شب شروع ہونے والی ہے...مسجد نبوی میں تو ہمیشہ بھیڑ رہتی ہے...آج کچھ زیادہ ہی بھیڑ ہے..راقم ۵ ربجے سے ۷ ربجے تک اصحاب صفہ پر تلاوت وذکر کرتا رہا...میرے آگے ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے..عرب ان کی کافی قدر کرتے ہیں..افطار کے وقت اہل عرب نے ان کے سامنے کھجور، نان اور قہوہ پیش کررہے تھے..چند لوگوں نے ان کی خدمت میں نذریں بھی پیش کیں..موصوف بزرگ نے ایک گلاس میری طرف بڑھا دیا، اس میں چار کھجور اور نان کا ایک ٹکڑا تھا..اس کے بعد ایک گلاس اور بڑھایا، میرے دائیں سمت میں ایک عمر رسیدہ شخص بیٹھے ہوئے تھے، اشارہ کیا کہ ان کو دیدو، وہ عمر رسیدہ صاحب بھوپال کے تھے، ان کے گلاس میں بھی چار کھجور اور نان کا ایک ٹکڑا تھا۔

ہمارے ہندوستان کی طرح وہاں شب معراج کی دھوم دھام نہیں ہوتی ہے، نہ کسی مسجد میں معراج کے فضائل بیان کئے جاتے ہیں..شاہی فرمان پر عمل ہوتا ہے..ہندوپاک ودیگر ممالک کے عوام اپنے طور پر شب بیداری کرتے کھیر بنا کر یا دیگر چیزوں پر فاتحہ دیتے اور لوگوں کو کھلاتے ہیں، اپنی قیام گاہ پر نعت خوانی اور معراج کے فضائل کی محفل منعقد کرتے

ہیں۔

عشا کے بعد الحاج منظور بھائی نے اپنی اہلیہ کو چند خواتین کے ہمراہ مسجد نبوی ﷺ میں بھیج دیا تھا... انہوں نے ایک جگہ کی نشادہی کردی تھی کہ یہاں پر ہی بیٹھیں تاکہ مسجد نبوی سے نکلتے وقت ڈھونڈنے میں پریشانی نہ ہو.. جب ہم لوگ مسجد نبوی ﷺ میں پہنچے تو منظور بھائی نے کہا ذرا دیکھ لوں کہ اہلیہ محترمہ پہنچی یا نہیں.. حاجی صاحب اپنی اہلیہ کو وہاں دیکھ کر اطمینان کرلیا تو آگے بڑھنے کا قصد فرمایا... شب معراج کی خوشی میں لوگ جگہ جگہ کچھ نہ کچھ تقسیم کررہے تھے... وہاں پر ایک مصری خاتون امرود کا جوس لوگوں میں تقسیم کر رہی تھی... میری طرف بھی ایک گلاس بڑھا دیا... میں نے انکار کیا تو خاتون اپنا ہاتھ سینے پر رکھ کر کہا لے لو... ہمارے ملک میں عورتوں کا سینے پر ہاتھ رکھنے کا مطلب ہوتا ہے... ہماری قسم قبول کرلو.. شاید انہیں معنی میں مصری خاتون نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر کہا لے لو... جوس لیا اور وہاں پر ہی بیٹھ کر پی گیا... گنبد حضری کے قریب پہنچا تو وہاں ایک شامی ایک جگہ بیٹھا ہوا کین میں انار کا شربت رکھے تقسیم کررہا تھا... اس کے تقسیم کا طریقہ یہ تھا کہ اس کی سات آٹھ سال کی لڑکی اور تقریباً دس سال کا ایک لڑکا تھا... شامی گلاس میں شربت ڈھال رہا تھا لڑکا اور لڑکی تقسیم کررہے تھے.. بچی گلاس میں شربت لے کر آئی اور کہا السلام علیکم... وعلیکم السلام کہہ کر میں نے جواب دیا بچی نے بڑے ادب سے شربت کا گلاس میری طرف بڑھا دیا... لڑکے نے اسی ادا سے الحاج منظور احمد بھائی کی جانب گلاس بڑھایا انہوں نے بھی گلاس لے لیا۔

۱۷ / جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۷ / رجب ۱۴۳۳ھ بروز اتوار

آج کی روداد کہاں سے شروع کروں؟ بقول الحاج منظور احمد بھائی کہ جانے سے قبل رحمانی ٹور کے مالک جمیل صاحب سے معاہدہ ہوا تھا کہ ہمیں غسل کعبہ کا سماں دیکھنا ہے اور مدینہ منورہ سے پھر مکۃ المکرمہ آنا ہے... جمیل صاحب نے کہا تھا کہ مدینہ منورہ سے مکۃ

المکرّمہ تک واپسی کا کرایہ آپ برداشت کرلیں گے... میں نے حامی بھرلی، جو باتیں ہوئیں اس پر میں اٹل ہوں... لیکن جمیل صاحب کے بھائی شکیل صاحب نے مدینہ منورہ میں مکہ واپسی سے دو تین دن قبل بات کو الجھادی... مکۃ المکرّمہ میں جگہ خالی نہیں ہے، انتظام کار عاشق مزید روپے طلب کررہا ہے... منظور بھائی اپنی کہہ رہے تھے، شکیل صاحب اپنی سنا رہے تھے... یہی باتیں دن بھر ہوتی رہیں، یہاں تک کے رات میں گنبد خضری کے باہری حصہ میں بھی حاجی صاحب اور شکیل صاحب میں ہوتی رہیں... منظور بھائی نے جمیل صاحب کو ہندوستان فون لگادیا... جمیل صاحب نے بھی یہی کہا کہ مکہ میں جگہ خالی نہیں ہے..... مدینہ میں ہی اللہ اللہ کرو..... ہاں، نا، اتنا دو، اتنا لو کے بعد فیصلہ ہوا کہ فی کس پچاس ریال دے دیں... بس پھر کیا تھا، مکۃ المکرّمہ کے ہوٹل میں جگہ خالی ہوگئی، ۱۸/تاریخ کو رخت سفر باندھنے کی اجازت مل گئی۔

رات میں شکیل صاحب الہ آبادی ملنے کے لئے آئے تو کھجور کی دو پوٹلی اور دو ڈبہ سنترے کا خشک شربت لیتے ہوئے آئے... ایک پوٹلی کھجور اور ایک ڈبہ شربت تھماتے ہوئے کہا کہ میرے دوست جناب عبدالناصر بھائی کو دے دیجئے... ایک پوٹلی کھجور اور ایک ڈبہ شربت مجھے دیتے ہوئے کہا کہ یہ آپ کے لئے ہیں.... رمضان شریف قریب ہے، یہ شربت رمضان میں بڑا لطف دیتا ہے... وہاں جو جوس اور شربت ملتے ہیں، ہمارے یہاں دیکھنے کو نہیں ملتے... انار کا جوس، انانس کا جوس، امرود کا جوس، سنترے کا شربت وغیرہ۔

شکیل بھائی! یہ سامان میں رکھوں گا کہاں؟ میں تو کپڑا رکھنے کے لئے ایک بیگ لے کر آیا ہوں، دس کیلو کھجور جو لیا ہوں اس کو پلاسٹک کی تھیلی میں بھرلیا ہوں... اچھا رکھنے کے لئے انتظام کردیتا ہوں، موصوف اپنے کارخانہ میں گئے، ایک بوڑھی اور بوسیدہ اٹیچی لے کر آگئے اس میں سب کو رکھ لیجئے... کرم فرما الحاج منظور احمد بھائی نے اٹیچی کے ضعف کو دیکھ کر اس کو رسّی سے اس طرح سے باندھ دیا کہ اس میں توانائی آگئی... واپس آنے کے بعد اس

میں سے میں نے اپنا سامان نکال لیا، اٹیچی اور سامان جناب عبدالناصر بھائی کے سپرد کر دیا۔

مدینہ منورہ سے مکۃ المکرّمہ

۱۸رجون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۸رجب ۱۴۳۳ھ پیر کا دن ہے... آج کا دن مدینہ منورہ سے واپسی کا دن ہے، اس لئے رات ہی سے سامان سمیٹنے کی تیاری ہو رہی تھی... صبح بیدار ہونے کے بعد غسل کر لیا... صبح کی نماز مسجد نبوی ﷺ میں پڑھی۔ الحاج منظور احمد بھائی نماز میں ساتھ تھے... نماز کے بعد مسجد کے قریب چائے خانہ میں چائے پی، پھر ہوٹل میں آئے، یہاں ناشتہ کیا، چائے پی، سامان کو دوسری منزلہ سے نیچے اُتارا... ٹوسٹر گاڑی پانچ سو ریال میں مدینہ منورہ سے مکۃ المکرّمہ کے لئے لی گئی... ۱۴رسیٹ کی گاڑی تھی ہم نو آدمی تھے... ساڑھے آٹھ بجے گاڑی کھلی ... کچھ دیر کے بعد گاڑی میقات یعنی ذوالحلیفہ میں پہنچ گئی... حضور ﷺ نے یہاں ہی سے حج کا احرام باندھا تھا... یہ مدینہ منورہ سے ۱۰رکیلو میٹر دور ہے، یہ مسجد کئی ناموں سے جانی جاتی ہے... مثلاً مسجد ذوالحلیفہ، مسجد ابیار علی، مسجد میقات، مسجد شجرہ، یہ مسجد بڑی ہی عالی شان اور پُر شکوہ ہے... مسجد کو دیکھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے... مسجد کے اوپر ایک ہی منارہ ہے... اس کی بلندی کو دیکھئے تو سر سے ٹوپی گرنے لگتی ہے... اس کی بلندی ۶۴رفٹ ہے، اس مسجد میں بیک وقت پانچ ہزار نمازیوں کی گنجائش ہے... صحن کے باہری حصے میں لاکر بنے ہوئے ہیں، اس میں زائرین، مسافر یا احرام باندھنے والے اپنا سامان رکھتے ہیں... ہم لوگوں نے یہاں پر احرام باندھا، عمرہ کی نیت سے دو رکعت نماز پڑھی... بس کے قریب آیا تو ڈرائیور سے پوچھا یہ مقام مدینہ منورہ سے کتنے کیلو میٹر دور ہے؟ کہا ۱۰رکیلو میٹر دور ہے... آپ کا نام کیا ہے؟ ریاض، آپ کہاں کے رہنے والے ہیں؟ کہا پاکستانی ہوں... میری اس تھوڑی سی گفتگو سے موصوف متاثر ہوئے، کہنے لگے آپ آگے آیئے، ان کا منشا تھا کہ راستے میں مزید گفتگو کریں... لیکن وہاں

بہادر بھائی کا چھوٹا لڑکا پہلے سے بیٹھا ہوا تھا... اس لئے وہاں بیٹھنا میں نے مناسب نہیں سمجھا... مسجد کے پاس سے جب بس کھلی تو کچھ آگے آکر ایک بورڈ پر نظر پڑی جو سڑک کے کنارے آویزاں تھا... بورڈ پر تحریر تھا مکۃ المکرمہ ۴۱۶ کیلومیٹر، سڑک پر تین ٹریک بنے ہوئے ہیں... 80 کیلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے چلنے والی گاڑیوں کے لئے دائیں طرف، 80 سے 120 کیلومیٹر کی رفتار سے چلنے والی گاڑیوں کے لئے درمیان کا ٹریک ہے، اور 120 سے 160 کی رفتار سے چلنے والی گاڑیاں بائیں طرف چلتی ہیں... اس کوسٹر گاڑی کے ڈرائیور ریاض نے 80 کے ٹریک پر گاڑی کو کسی وقت نہیں لے گیا... 120 کی رفتار والے ٹریک پر ہی چلاتا تھا... پہاڑوں اور ریگستانوں کے درمیان سے نکلی ہوئی وہاں کی سڑکیں بہت خوبصورت اور صاف وشفاف ہیں... کہیں میلوں تک پہاڑی سلسلے تو کہیں میلوں تک ریگستانی علاقے، ہم تو اے سی بس میں بیٹھے ہوئے تھے... جس سے گرمی کا احساس نہیں ہوتا تھا... لیکن کھڑکی سے باہر نظر کرنے پر باہر میں لُو رقص کرتی نظر آتی تھی... اس لُو، کو دیکھ کر ماضی کا زمانہ یاد آجاتا ہے، جب آدمی اونٹوں پر سفر کر کے اس ریگستانی علاقوں کو عبور کرتے تھے... اس مشکل ترین سفر میں وہ لوگ کیسی کیسی پریشانیوں سے دوچار ہوتے ہوں گے... پانی کی قلت، ریگستان میں طوفان کا خطرہ، طوفان کے آنے پر ریت کا اڑنا، اس میں آدمیوں کا دب کر موت کے منہ میں پہنچ جانا... یہ ساری باتیں سامنے آنے لگتی ہیں۔

ڈرائیور ریاض نے ایک ہوٹل پر گاڑی روک کر ناشتہ کیا... ہم میں سے کچھ لوگوں نے کچھ کھایا، کچھ نے ٹھنڈا پیا، کچھ نے چائے پی، ڈرائیور جب فارغ ہوگیا تو گاڑی پر آکر بیٹھ گیا... گاڑی چلی، ایک جگہ پٹرول پمپ پر ریاض نے گاڑی کو روکا، میں نے پوچھا کیا تیل لینا ہے؟.. کہنے لگا ہاں... آپ کی گاڑی پٹرول پیتی ہے یا ڈیزل؟ کہنے لگا ڈیزل پیتی ہے... ڈیزل کا ریٹ کیا ہے؟ کہنے لگا، دس ریال کا چالیس لیٹر ملتا ہے... ڈیزل لے کر ریاض نے گاڑی کو آگے بڑھایا اور ساڑھے بارہ بجے "القصر الخلجیہ" کے پاس

اتار دیا اور ہم ہوٹل میں چلے گئے... اس دفعہ ہم لوگوں کو آٹھویں منزلہ پر کمرہ نمر 801 میں جگہ دی گئی۔

گرمی کی شدت زیادہ تھی.. دھوپ کی تیز شعاعوں سے معلوم ہوتا تھا کہ ہاتھ پیر اور چہرے کی چمڑی جھلس جائے گی.. ہوٹل میں سامان رکھ کر بازوں کی ایک مسجد میں نماز ظہر ادا کرلی... اس کے بعد کھانا کھا کر آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا. عصر کی نماز کے بعد طواف کیا.. سعی کے پانچ پھیرے ہوئے کہ مغرب کی اذان ہوگئی.. سعی روکنی پڑی.. مغرب کے بعد سعی پوری کی.. الحاج منظور احمد بھائی کے تین پھیرے باقی تھے.. انہوں نے سعی مکمل کی جب تک میں مروا پر بیٹھ کر مروہ سے فیض لیتا رہا... ہم نے جب جب مروہ پر قدم رکھا، مروہ کے پتھر بہت نرم لگے غور سے دیکھنے کے بعد ہمیں پتھر پر موم کا جماؤ دیکھائی دیا... یہ ایرل ڈائٹ کا محلول منجمد کیا گیا ہے، خیال یہی تھا کہ ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ اس پر چلتے وقت حاجیوں کے پاؤں میں پتھر چبھنے نہ پائے... برسوں سے وہاں کام کررہے امام الحق سے پوچھا کہ مروہ پر موم کیوں جمایا گیا ہے؟ موصوف نے بتایا کہ وہ موم نہیں بلکہ کیمکل ہے... کیمکل اس لئے ڈالا گیا ہے کہ لوگ وہاں سے مروہ کے پتھر کو کرید کر تبرک بنا کر لے جاتے تھے... کیمکل ڈالنے سے کوئی پتھر کو کرید کر نہیں لے جاسکتا... اب صفا کی پہاڑ کے گرد جالی کیوں لگادی گئی ہے؟ یہاں بھی کچھ ایسا ہی معاملہ تھا، دوسرے یہ کہ لوگ اوپر جا کر اور بیٹھ کر گپے مارتے تھے۔

منظور بھائی کی جب سعی پوری ہوگئی تو ابو جہل کے گھر کے اوپر بنے زیر زمین تین منزلہ طہارت اور وضوخانہ کی طرف چلے گئے... وہاں طہارت اور وضو کر کے عشا کی نماز ادا کی اور اپنے ٹھکانہ کی سمت روانہ ہو گئے... حرم شریف کے اردگرد مکانات ٹوٹنے کی وجہ سے راستے تنگ ہو چکے تھے... لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے قیام گاہ تک پہنچنے میں آدھا گھنٹہ لگ گیا ... قیام گاہ پر آکر خود سے سر کے بالوں کو اتارا، غسل کیا، کھانا کھایا اور سو گیا۔

۱۹ر جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲۹ر رجب ۱۴۳۳ھ بروز منگل

حرم شریف سے حرم شریف میں گیا اور پھر حرم شریف سے حرم شریف میں آ گیا...اے کاش زندگی اسی طرح حرم سے حرم میں آتے جاتے گزر جاتی تو بات بن جاتی... یہاں تو آنے جانے میں بھی لطف ہے، مزہ ہے، نیکی ہے، ثواب ہے...ایک طرف اللہ کا گھر، دوسری جانب رسول اللہ کا در...اللہ کے گھر میں ایک نیکی کا ایک لاکھ ثواب، محبوب ﷺ کی مسجد میں ایک نیکی کا پچاس ہزار اجر...ایک لاکھ ملے یا پچاس ہزار، مقصد ہے گناہ معاف ہو جائے، خطائیں اڑ جائیں، بھول چوک درگزر ہو جائیں، قیامت میں رسوائی نہ ہو، حرمین شریفین کی زمین ہمارے حق میں گواہی دیدے...قیامت میں آقا ﷺ کے ہاتھوں سے آبِ کوثر پینے کو مل جائے، شفیع المذنبین کے لواءالحمد کے نیچے جگہ مل جائے، اللہ ہم سے راضی ہو جائے، یہی خواہش ہے، یہی ارمان ہے، اسی کے لئے ہم یہاں آئے ہیں، اللہ تعالیٰ ہمارے آنے کو قبول فرمالے، اور نبی ﷺ ہمارے آنے کو منظور کر لیں، تو اپنی بات بن جائے گی، ہم نے حرم کعبہ میں، کعبہ کے سامنے، مطاف میں یہی سب دعائیں کی تھی..حرم مدینہ میں گیا تو یہی دعائیں...پھر حرم کعبہ میں آیا تو یہی سب دعائیں کر رہا ہوں....آج کا دن حرم کعبہ میں اور قیام گاہ میں آتے جاتے ختم ہو گیا۔

۲۰ر جون ۲۰۱۲ء مطابق ۳۰ر رجب ۱۴۳۳ھ بروز بدھ

۲۰ر جون ۲۰۱۲ء شب میں جب امام الحق صاحب ملنے کے لئے آئے تو کہا کل ظہر میں آئیے تو مجھ کو فون کیجئے...آپ لوگوں کو زمزم ٹاور میں گھمادوں گا...تقریباً ڈیڑھ بجے ہم لوگ زمزم ٹاور میں داخل ہوئے..گراونڈ فلور، پہلی منزل، دوسری منزل، تیسری منزل تک گئے... کیا کیا دیکھا جائے..کس کس چیز کو دیکھا جائے..کب تک دیکھا جائے..کہاں تک دیکھائے ..سونے کے زیورات کی دوکان کو دیکھئے تو آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں...کھلونوں کی دوکان پر جائیے تو جاپان نے سعودی کی مارکیٹ میں ایسے ایسے کھلونے اُتار دیئے ہیں کہ عقل دنگ

رہ جاتی ہے... ہمکتے، روتے چیختے، چلاتے، ضد کے وقت سر پٹکتے کھلونے، جاندار کی نقل بے جان کرتے ہیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے... کپڑے کی دوکان میں جایئے تو آنکھیں چوندھیاں جاتی ہیں... عرب کی مٹی زرخیز نہیں ہے، لیکن وہاں کھانے پینے کے اسٹور میں پہنچ جایئے تو وہ وہ چیزیں دیکھنے کو ملتی ہیں کہ بے ساختہ زبان سے نکل جاتا ہے "فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰن" ایک سے بڑھ کر ایک چیز وہاں موجود ہیں... خریدنے والے خرید رہے ہیں، تھیلیوں میں بھر رہے ہیں... کل ہو کر جایئے تو اسٹور یونہی بھرے ہوئے دیکھنے کو ملتے ہیں... لندن و پیرس کے جیسا سماں لگتا ہے، شیشے کی کئی لفٹ لگی ہوئی ہیں جو دیواروں پر مکڑے کی طرح چپک کر چلتی ہیں، تین منزل تک جا کر ہم لوگ لوٹ آئے... چوتھی منزل کے بعد سے پچاسویں منزل اور چھہتر منزل تک رہائش گاہیں ہیں... امام الحق صاحب نے کہا میں اس بلڈنگ میں برسوں تک کام کیا ہوں.. وہاں سے نکل کر بن داؤد میں چلے گئے... وہ قدیم اسٹور ہے... وہ بھی اسی طرح کا اسٹور ہے... امام الحق صاحب ٹھنڈا لے کر آگئے ہم تینوں نے ٹھنڈا پیا اب چل چل کر پاؤں شل ہو رہے تھے... واپس قیام گاہ پر چلا آیا۔

غسل کعبہ کا سماں دیکھا

۲۱ر جون ۲۰۱۲ء مطابق ار شعبان ۱۴۳۳ھ بروز جمعرات ہے.... غسل کعبہ کا دن ہے .... آج ہی کے دن کے لئے ہم لوگ مدینہ منورہ سے مکۃ المکرمہ واپس آئے ہیں.... رات میں نیند آئی مگر وہ نیند نہیں جو دیگر شب میں آتی تھی.... ایسا اس لئے ہوا کہ غسل کعبہ کا سماں دیکھنا تھا.... غسل کعبہ کے متعلق پہلی بار سنا اور دیکھنے کی تڑپ بڑھ گئی.... ڈھائی بجے کے قریب بستر سے اٹھ گیا.... وضو کر کے حرم پاک کی جانب چلا تو راستے میں تہجد کی اذان کی آواز آئی.... حرم شریف میں پہنچا.... مطاف میں گیا دو رکعت پڑھ کر بیٹھ گیا.... لوگوں نے

بتایا کے فجر کی نماز کے بعد فی الفور کعبہ شریف کا دروازہ کھولا جاتا ہے.... ۴ ؍بجکر ۲۰ ؍منٹ پر جماعت کا وقت تھا.... جماعت ختم ہونے کے بعد زائرینِ عمرہ دروازہ کھلنے کا انتظار کرنے لگے.... مطاف کی ساری جگہ.... حرم شریف کا گراونڈ فلور.... پہلی منزل.... دوسری منزل سب کی سب آدمیوں سے بھر چکی ہیں.... اب زائرین سراپا منتظر ہیں.... وقت اپنا راستہ طے کر رہا ہے.... نماز ختم ہوئے، ۱۵ ؍منٹ، آدھا گھنٹہ، یہاں تک کہ پونہ گھنٹہ ہو گیا.... لیکن دروازہ نہیں کھلا.... لوگ آپس میں طرح طرح کی باتیں کرنے لگے.... کوئی کہہ رہا ہے بھیڑ کی وجہ سے رات ہی میں دروازہ کھول دیا گیا ہوگا.... کوئی کہہ رہا ہے کہ شہزادہ نائف کی موت کی وجہ سے مشورہ ہو رہا ہے کہ دروازہ کھولا جائے یا نہیں؟.... کوئی کہہ رہا ہے دروازہ کھلے گا.... اس لئے کہ حرم شریف میں تین طرح کی فوج لگی ہوئی ہے.... ایسا کسی خاص موقع پر ہوتا ہے.... جتنے منھ اتنی باتیں ہو رہی ہیں.... میرے پاس کھڑے جبل پور (ہندوستان) کے ایک حافظ صاحب کہہ رہے ہیں.... ہم لوگوں کو مدینہ شریف جانا ہے.... ٹور والے نے کہا ہے کہ نمازِ فجر کے بعد جلدی آنا.... بس تیار رہے گی.... سمجھ میں نہیں آ رہا ہے کہ کیا کیا جائے.... اسی اثنا میں دیکھا گیا کہ ۵ ؍بجکر ۲۰ ؍منٹ پر صوفہ نما ایک لکڑی کی گاڑی مطاف میں چیونٹی کی چال سے چلی آ رہی ہے.... میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ شاید یہی گاڑی وہ زینہ ہے جو کعبہ شریف کے دروازہ پر لگے گی.... اور ایسا ہی ہوا.... آدمیوں کی بھیڑ میں چیونٹی کی چال چلتی ہوئی کعبہ شریف کے دروازہ سے جا لگی.... چار پانچ آدمی اس صوفہ نما زینہ پر موجود تھے.... جوں جوں وہ گاڑی آگے بڑھتی جاتی تھی فوج کے جوان لوگوں کو پیچھے کی جانب ڈھکیل رہے تھے.... جوان جب دھکے دیتے تھے تو بھگدڑ کا سماں بندھ جاتا تھا.... تین دفعہ مجھے بھی دھکے کھانے پڑے.... فوج کے جوان جب لوگوں کو پیچھے کی جانب ڈھکیلتے تھے اس وقت بہت مشکل کی گھڑی ہو جاتی تھی.... وجہ یہ تھی کہ مطاف کے پیچھے حرم شریف میں عورتوں اور مردوں کا انبوہ جمع تھا.... اسی دھکم دھکا کے درمیان کعبہ شریف کا دروازہ کھلا.... اور حرم

شریف "اللہ اکبر" کی صدا سے گونج اٹھا....وہ ساعت عجیب پُر کیف ساعت تھی....راقم کے لئے عجب گھڑی تھی.... بہاروں کا سماں تھا....اِس وقت کے لئے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قدس سرہٗ کا یہ شعر خوب مزہ دیتا ہے۔

بہاریں آئیں جوبن پر گھرا ہے ابر رحمت کا
لبِ مشتاق بھیگیں دے اجازت ساقیا مل کو

لگتا ہے کہ رحمت کبریا کے جھونکے نے سب کے دلوں میں جذبہ و کیف و مستی کی لہر دوڑا دی ہے.... زبان کو" اللہ اکبر" کی صدا کے لئے....آنکھوں کو کعبہ شریف کے اندر کی چیزوں کی دیدار کے لئے....ہاتھوں کو دعا کے لئے....دل کو بلکنے کے لئے....آنکھوں کو اشک بہانے کے لئے مخصوص کر دیا ہے....لوگوں کو فوج کنٹرول نہیں کرتی تو لوگ دیوانہ وار کعبہ پر فدا ہو جاتے....ان پروانوں کی حالت دیکھنے کے لائق تھی....سب کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے ہوئے ہیں....کوئی بلک رہا ہے....کوئی دھارے مار کر رو رہا ہے....کسی کے لب ہل رہے ہیں....کوئی آہ وزاری کر رہا ہے....سب اپنے اپنے انداز میں....اپنی اپنی زبان میں....اپنے رب سے اپنے دل کی باتیں کہہ رہا ہے۔

کلید بردار نے کعبہ شریف کا دروازہ کھولا....ان کے ہمراہ آئے ہوئے تمام شرکا اندر تشریف لے گئے....جاروب اور پانچ گیلن پانی بھی اندر پہنچایا گیا....یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ یہ زمزم تھا یا کوئی دوسرا پانی....اس تعلق سے کچھ لوگ پہلے سے جانتے تھے یا یونہی کہہ رہے ہیں کہ یہ آبِ کیوڑا ہے تو کوئی کہہ رہا ہے کہ آبِ گلاب ہے....جاروب سے کعبہ شریف کے اندر صفائی ہوتی ہے اور پانی سے دُھلائی.... معلوم ہوا ہے کہ اس پانی کو ضائع نہیں ہونے دیا جاتا.... بلکہ پھر اٹھا لیا جاتا اور بطور تبرک کے باہر سے بلائے گئے مہمانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے....اندر انہیں لوگوں کو داخل ہونے کی اجازت ہوتی ہے جنہیں حکومت نے مدعو کیا ہے یا جنہوں نے اندر داخل ہونے کا پروانہ حاصل کیا ہے....ایک ہندوستانی

حاجی نے مجھے بتایا کہ تم مسجد کے امام ہو یہاں دارالافتاء سے فارم حاصل کر سکتے ہو....لیکن یہ کام ہفتہ عشرہ دن پہلے کیا جاتا ہے....امام کو یہاں شریف کہتے ہیں....فارم پر بھی شریف لکھنا ہوتا ہے....تمہارے ساتھ آئے ہوئے آٹھ دس آدمیوں کے دستخط بھی چاہئے....لیکن یہ فارم حاصل کرنا اتنا ہی مشکل ہے....جتنا حج کے ایام میں سنگ اسود کو بوسہ دینا....میرے لئے تو یہی باعث افتخار تھا کہ میری گنہگار آنکھیں کعبہ کے دروازہ کو کھلتے ہوئے دیکھ رہی ہیں۔

کعبہ شریف کے اندر کیا ہیں؟

کعبہ شریف کے اندر لکڑی کے تین ستون ہیں....ایک ستون دروازۂ کعبہ کے بالکل سامنے ہے جو مطاف سے صاف دیکھائی دے رہا تھا....لوگ اسی ستون کو دیکھ رہے تھے....کعبہ کے دروازے کو....دیواروں کو....غلاف کو....پرنالے کو....ستون کو یعنی ساری چیزوں کو دیکھنا ثواب ہے....ایک ستون دروازہ کے سامنے....دو اس کے دائیں جانب....کعبہ شریف کی دیوار کے پردے میں ہے....وہاں تک باہر والوں کی نگاہیں نہیں پہنچتی ہیں....اندر داخل ہونے والوں کو اندر کی چیزوں کا نقشہ ایک دو روز پہلے فراہم کر دیا جاتا ہے....جناب بہادر صاحب بھی اندر جانے کے تعاقب میں تھے....ممبئی کے ایک صاحب جن کو اندر جانے کا پروانہ ملا تھا....بہادر صاحب کو بھی پُر امید کیا تھا کہ مطاف میں دروازۂ کعبہ کے پاس رہنا....اگر وقت ملا تو ساتھ لے لوں گا....انہوں نے بہادر صاحب کو اندر کا نقشہ دکھایا تھا اور موصوف اس کا زیروکس لے کر آئے اور ہم لوگوں کو دکھایا۔

ان تینوں ستون پر چھت ہے جو لکڑی کی ہے....یہ قریش کی تعمیر ہے اس کو آج تک برقرار رکھا گیا ہے....اس کے اوپر آرسی سی چھت ہے....تینوں ستون کے دائیں جانب ایک زینہ ہے جو چھت پر جانے کے لئے بنایا گیا ہے....یہ زینہ بھی لکڑی کا تھا....موجودہ وقت میں وہ

المونیم کا ہے.... کعبہ شریف کے اندرونی حصے کی معلومات اکثر لوگوں کو نہیں ہے.... اس لئے قارئین کی معلومات کے لئے یہاں پر ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی کی کتاب سے ایک مختصر اقتباس پیش کر دیتا ہوں:

''کعبہ شریف میں لکڑی کے تین ستون ہیں جس پر چھت ہے، ان کا قطر ۴۴ سینٹی میٹر ہے ہر دو ستون کا درمیانی فاصلہ ۳۵، ۲ میٹر ہے دروازہ کے سامنے ہی ایک محراب ہے، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ محراب عین اس جگہ پر بنا ہے جہاں رسول ﷺ نے کعبہ کے اندر نماز ادا فرمائی تھی، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ وہ خانہ کعبہ کے اندر تشریف لے جاتے تو دروازہ سے سیدھے آگے کی جانب اتنا چلتے کہ سامنے والی دیوار تقریباً تین ہاتھ (ڈیڑھ میٹر) رہ جاتی تو وہ دروازہ کی طرف پشت اور سامنے والی دیوار کی طرف رُخ کر کے نماز ادا فرماتے تا کہ اس جگہ پر نماز پڑھیں جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو بتایا تھا لیکن بیت اللہ شریف کے اندر کسی بھی جگہ ادا کی جاسکتی ہے، دروازہ کے داہنی طرف ایک زینہ ہے جو چھت کی طرف چڑھتا ہے، اس کا ایک دروازہ ہے جو ''باب التوبہ'' (توبہ کا دروازہ) سے معروف ہے اس پر ایک پردہ لٹکا رہتا ہے کعبہ کی دیواروں کی اندرونی جانب مضبوط اور خوبصورت رنگین سنگ مرمر لگایا گیا ہے، جس پر نہایت دلکش نقش و نگار بنے ہوئے ہیں، اندرونی دیواروں اور چھت پر سبز رنگ کے پردے لٹکے ہوئے ہیں، جس پر یہ عبارتیں لکھی ہوئی ہیں:

☆ لَاالٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ

☆ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ بِبَکَّۃَ مُبَارَکًاوَّ ھُدًی لِّلْعٰلَمِیْنَ (اٰلِ عمران:۹۶)

☆ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْھِکَ فِی السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّیَنَّکَ قِبْلَۃً تَرْضٰھَافَوَلِّ وَ

جُهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ: بقرہ-۱۴۴
☆يَا حَنَّانُ يَاذَاالْجَلَالِ وَالْإِكْرَام۔

ترجمہ

ترجمہ: یقیناً سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے مقرر کیا گیا وہ یہی جو مکہ میں ہے اس کی حالت یہ ہے کہ یہ برکت والا ہے اور اقوام عالم کے لئے موجبِ ہدایت ہے۔ بیشک ہم آپ کو آسمان کی طرف منہ پھیر پھیر کر دیکھنا ملاحظہ کرر ہے تھے سو ہم آپ کو اسی قبلہ کی جانب پھیر دیں گے جس کو آپ کو پسند کرتے ہیں بس اب آپ اپنا منہ مسجد حرام کیطرف پھیر لیجئے۔

☆

پردہ کا عرض ۵۰، ۷ میٹر ہے، چونکہ یہ کعبہ شریف کے اندر ہے جہاں دھوپ وبارش اور گرد وغبار کا گذر نہیں اس لئے یہ پردہ تقریباً تین سے پانچ سال کی مدت میں بدلا جاتا ہے، سب سے پہلا اندرونی پردہ مکہ مکرمہ کے کارخانہ میں ۱۴۰۳ھ میں تیار کیا گیا، کعبہ شریف کے اندر ایک بڑا صندوق بھی ہے، جس میں کعبہ کے ہدایا محفوظ ہیں۔

خانہ کعبہ کی چھت

زمانہ دراز تک کعبہ شریف کی عمارت بغیر چھت کے تھی، قریش نے اپنی تعمیر میں سب سے پہلے چھت بنائی، اور اب تو دو چھتیں ہیں ایک اوپر اور دوسری اس کے نیچے، کعبۃ اللہ کا فرش سفید سنگ مرمر سے بنایا گیا ہے، چھت میں ایک سوراخ ہے جس کا طول وعرض ۲۷، ۱×۴، ۱ میٹر ہے اس پر شیشہ کا ایک مضبوط ڈھکنا ہے، جہا ں سے کعبہ کے اندر طبعی روشنی آتی ہے، جب کعبہ کو غسل دیا جاتا ہے یا غلافِ کعبہ

بدلا جاتا ہے تو یہ ڈھکنا اٹھا دیا جاتا ہے اور کعبہ کی اندرونی سیڑھیوں سے چڑھ کر اور اس سوراخ سے گذر کر چھت پر آمد و رفت ہوتی ہے، واضح رہے کہ سنہ ۱۳۹۷ھ میں لکڑی کی قدیم سیڑھیوں کی بجائے المونیم کی گول سیڑھیاں بنادی گئیں جن کی تعداد پچاس ہے۔

۲۰؍ سے ۲۵؍ لوگوں کے گروپ کو اندر داخل کیا جاتا ہے....وہ اندر جاتے دو رکعت نفل پڑھتے پھر باب توبہ پر دعا مانگتے اور واپس آتے ہیں....چاندی کا لوبان دان دیکھنے کا اتفاق ہوا اس میں آگ سلگاتے پھر لوبان ڈالتے ہیں....لوبان دان کے اوپر ڈھکن ہوتا ہے اور ڈھکن میں چھوٹے چھوٹے سوراخ ہوتے ہیں....اسی سوراخ سے دھواں باہر نکلتا ہے اور اس کی خوشبو اندر پھیلائی جاتی ہے....یہ احتیاط شاید اس لئے ہے کہ اندر لوبان دان سے چنگاری نہ اڑنے پائے....چنگاری اڑنے سے اندرونی حصے کو نقصان پہنچ سکتا ہے....سب سے آخر میں بادشاہ یا اس کے وزیر آتے اندر صفائی کرتے....نماز پڑھتے....طواف کرتے پھر روانہ ہوتے ہیں۔

غسل کعبہ کا منظر بڑا ہی دل افروز....جاذب نظر اور پُر نم ہوتا ہے....یہ گنہگار تقریباً دو گھنٹے تک مطاف میں کھڑا رہ کر یہ منظر دیکھتا رہا....کھڑے کھڑے پاؤں میں درد پیدا ہونے لگا تو ہوٹل میں واپس آ گیا....الحاج منظور احمد صاحب بھیڑ سے بچنے کے لئے اپنی اہلیہ کو لے کر پہلی منزل پر چلے گئے....بقول آنجناب کہ بلندی پر ہونے کی وجہ سے اندرونی حصے کی زیارت نہیں کر سکے....لیکن آخر وقت تک وہاں پر ہی رہے....کعبہ شریف کا دروازہ بند ہونے کے بعد واپس آئے....آپ نے بتایا کہ ۹؍ بجکر ۲۰؍ منٹ پر دروازہ بند ہوا۔

غسل کعبہ کب کب ہوتا ہے؟

ہم لوگوں نے یکم شعبان کو غسل کعبہ کا سماں دیکھا....اس کے علاوہ غسل کعبہ اور کب کب

ہوتا ہے؟....ایک ہندوستانی آدمی نے کہا یکم محرم الحرام کو بھی غسل کعبہ ہوتا ہے....اس کے لئے کئی لوگوں سے پوچھا اور معتدد کتابوں کی ورق گردانی کی کہ اس تعلق سے کچھ مل جائے کہ یکم شعبان کو غسل کعبہ کی تاریخ کا واقعہ کیا ہے....لیکن راقم کو اس کی تاریخ نہیں ملی.... البتہ علامہ احمد یار خاں نعیمی نے ۱۹۶۴ء کی بابت "نعیمی سفرنامے" میں ۷رذی الحجہ کے دن غسل کعبہ کی روداد لکھی ہے....علامہ احمد یار خاں نعیمی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:

"آج ۷رذی الحجہ ہے، خانہ کعبہ کا غسل ہے اور کعبہ شریف کو احرام پہنانا ہے، صبح سات بجے سے ہی پولس اور فوج باوردی مسلح حرم شریف میں آگئی، ۹ربجے ایک دروازہ پر مکمل پہرا ہو گیا، ۱۰ربجے شاہ فیصل مع اپنے بہت سے ساتھیوں دیگر ممالک کے وزرا، سفرا کے ہمراہ قریباً دو سو آدمی حرم شریف میں داخل ہوئے، خانہ کعبہ کا دروازہ کھول دیا گیا، خاص زینہ لکڑی کا لگا دیا گیا، طواف روک دیا گیا، مطاف خالی کرالیا گیا، یہ لوگ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے چھوٹی چھوٹی جھاڑو بھی ہاتھوں میں پکڑیں، آب زمزم میں عرق، کیوڑہ وگلاب ملا ہوا تھا، اس کی بالٹیاں، خدام کعبہ نے اندر پہنچائیں، اوران بادشاہ اور وزرا نے فرش کعبہ دھویا، لوگ مطاف کے باہر باب کعبہ کے سامنے یہ نظارہ نورانی دیکھ رہے تھے، اس غسل سے فارغ ہونے پر اندر سے ان لوگوں نے باہر سے حجاج نے نہایت خشوع وخضوع سے دعائیں مانگیں، لوگوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ پھر غسل کا پانی جھاڑوں کی تیلیاں حجاج میں قیمتاً فروخت کردی گئیں، جنہیں حجاج نے بہت رغبت سے خریدا پھر طواف شروع ہو گیا، خدام کعبہ نے کعبہ معظمہ کی دیواروں کے نچلے حصہ پر سفید کپڑے کے تھان پہنادیئے، یہ کعبہ کا احرام کہلاتا ہے" (علامہ احمد یار خاں نعیمی .... نعیمی سفرنامے .... صفحہ ۲۴۵_۲۴۶)

اب تو ۷رذی الحجہ کو بھی غسل کعبہ نہیں ہوتا ہے....راقم نے ۲۰۰۱ء میں حج کے سفر پر گیا تو ۷رذی الحجہ کو ایسا کچھ بھی دیکھنے کو نہیں ملا....اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ شعبان میں ہی غسل

کعبہ ہوتا ہے یا اس کے علاوہ بھی کسی اور مہینہ میں غسل کعبہ ہوتا ہے؟.... اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہا تھا کہ روزانہ کی طرح ۹؍ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۶؍ اکتوبر ۲۰۲۱ء کا اخبار ''روزنامہ راشٹریہ سہارا'' سامنے آیا.... جس میں غلاف کعبہ اور غسل کعبہ کے تعلق سے مندرجہ ذیل خبریں ہیں:

''مکہ مکرمہ (یو این آئی) حج کے موقع پر ہر سال کی طرح اس بار بھی ۹؍ ذی الحجہ بروز جمعرات خانہ کعبہ کا غلاف تبدیل کیا گیا، غلافِ کعبہ ساڑھے چھ سو کلوگرام سے زائد خالص ریشم سے تیار کیا گیا، جس پر تقریباً ڈیڑھ سو کلوگرام سونے و چاندی سے بیت اللہ کی حرمت، حج کی فرضیت اور فضیلت کے بارے میں قرآنی آیات کشیدہ ہیں، غلاف ہر سال دو مرتبہ شعبان المعظم اور ذی الحج کے مہینوں میں دیا جاتا ہے۔

سعودی حکام کے مطابق ''دار الکسوہ'' نامی مقامی فیکٹری میں تیار کئے جانے والے اس غلاف پر ۲؍ کروڑ سعودی ریال لاگت آئی ہے، اس کا حجم ۶۵۷ مربع میٹر اور ۴۷ حصوں پر مشتمل ہوتا ہے، ہر حصے کی لمبائی ۱۴ میٹر جبکہ چوڑائی ۹۵ سینٹی میٹر ہوتی ہے، غلاف کی تبدیلی کا عمل ۶ گھنٹوں میں مکمل ہوتا ہے، غلاف کعبہ کی تبدیلی سے قبل خانہ کعبہ کو آب زم زم سے غسل دیا جا ہے، غلاف بیت اللہ کی تکریم و تعظیم اور اس کے شرف و عظمت کا مظہر ہے، حسب روایت پرانے غلاف کعبہ کے حصے بیرونی ممالک سے آنے والے سربراہان مملکت اور معززین کو بطور تحفہ تقسیم کر دیئے جاتے ہیں''

تاریخی اعتبار سے کعبۃ اللہ پر سب سے پہلا غلاف اس کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے چڑھایا تھا، بانی مملکت سعودی عرب شاہ عبد العزیز نے حرمین شریفین کی خدمت پر خصوصی توجہ دی اور محرم الحرام ۱۳۴۶ھ میں غلاف کعبہ کی تیاری کیلئے مکہ مکرمہ میں ''دار الکسوہ'' کے نام سے ایک فیکٹری کا افتتاح کیا، شاہ فیصل نے ۱۳۸۲ھ میں فیکٹری کا قیام عمل میں لانے کا باقاعدہ حکم نامہ جاری

کردیا اور ۱۳۹۷ھ میں اس کی نئی عمارت جدید اور خود کار مشینوں کے ساتھ نصب کی گئی، غلاف کعبہ سیاہ رنگ میں رنگے ہوئے سیاہ ریشم کے اصلی دھاگوں سے تیار کیا جاتا ہے اور اس پر قرآنی آیات کی کشیدہ کاری کی جاتی ہے"(روزنامہ راشٹریہ سہارا.... ممبئی ایڈیشن)..........۲۶/اکتوبر ۲۰۱۲ء جمعہ.

علامہ احمد یار خاں نعیمی کے سفرنامے اور مذکورہ خبر میں فرق پر غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اب ۷/ذی الحجہ کو کعبہ شریف کو غسل نہیں دیا جاتا ہے....۷/تاریخ کے بدلے ۹/تاریخ کو غسل دیا جاتا ہے....اس وقت تمام حجاج عرفات میں ہوتے ہیں....اور غالباً اب کعبہ کو احرام باندھنے کا عمل بھی نہیں ہوتا ہے....جیسا کہ علامہ علیہ الرحمہ نے اپنی آنکھوں دیکھا حال لکھا ہے....دوسری بات یہ کے سال میں کعبہ شریف کو دو ہی دفعہ غسل دیا جاتا ہے....بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ یکم محرم کو بھی غسل کعبہ ہوتا ہے....وہ غلط اور سنی سنائی بات ہے۔

مولد النبی ﷺ کی زیارت اور اس کے بارے میں

۲۲/جون ۲۰۱۲ء مطابق ۲/شعبان ۱۴۳۳ھ بروز جمعہ

آج ارادہ تھا کہ کہیں نہیں جاؤں گا....بلکہ آرام کروں گا، پھر خیال کیا کہ آرام بعد میں کر لوں گا....قسمت سے یہاں پہنچا ہوں....اللہ جانے پھر آنا ہوتا ہے یا نہیں؟....ناشتہ کرنے کے بعد راقم نے الحاج منظور احمد صاحب سے کہا کہ چلئے مسجد جن اور مسجد شجر کی زیارت کے لئے چلتے ہیں موصوف تیار ہو گئے....پہلے حرم شریف میں گیا....نماز پڑھی....پھر مولود نبی کی جانب بڑھتا گیا....کیوں کہ مسجد جن کی جانب جانے کے لئے مولودِ نبی ﷺ کے پاس سے رستہ ہے....ایک بات کا تذکرہ کر دوں کہ مکۃ المکرمہ پہنچنے کے بعد ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی کی تصنیف "تاریخ مکۃ المکرمہ قدیماً وحدیثاً"،جس کا اردو ترجمہ جاوید احمد ندوی نے کی

ہے.....۱۲ ریال میں مَیں نے خرید لی.....اس کتاب کے صفحہ ۱۳۳ پر ایک عنوان ہے "سرور کائنات ﷺ کی جائے پیدائش" اس کے تحت مصنف نے لکھا ہے:

"یہ وہ گھر ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی مبارک ہستی اس دنیا میں تشریف لائی، مروہ کے مقابل اور شعب ابی طالب کے قریب آج بھی یہ جگہ مشہور و معروف ہے اسی شعب ابی طالب کے گردونواح میں آنحضرت ﷺ کا قبیلہ بنو ہاشم آباد تھا، عباسی خلیفہ ہارون رشید کی والدہ "خیزران" نے سرور عالم ﷺ کی جائے پیدائش پر ایک مسجد تعمیر کرادی تھی، جس کو بعد میں منہدم کر کے شیخ عباس قطان رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۷۰ھ ۱۹۵۰ء میں ایک لائبریری تعمیر کرادی تھی جو اب مسجد حرام کی مشرقی صحن سے متصل برلب سڑک ہے، اس پر "مکتبۃ مکۃ المکرمۃ" کا بورڈ لگا ہوا ہے یہ مکہ یہ وادیِ فاراں کی نگری ☆ ولادت گہِ تاجدار اللہ اللہ

اس مقام کی تاریخی حیثیت واہمیت مسلم ہے، مگر اس کو چومنا اس سے چمٹنا اس کے دروازے کھڑکیوں پر مزعومہ مقاصد کے لئے دھاگے باندھنا شرعی طور پر ثابت نہیں، اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہ واولیائے عظام نے ایسا نہیں کیا"۔

ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی نے اس جائے پیدائش حضور ﷺ کے مقام کی تاریخی حیثیت واہمیت کو مسلم مانتے ہیں.....صرف جاہلانہ رسم سے پرہیز کرنے کی بات تحریر کی ہے.....یہ بھی ایک منطقی تحریر ہے.....اس لئے کہ مولودِ نبی ﷺ کی عمارت کے گرد نہ تو ہم نے کسی کو طواف کرتے دیکھا.....نہ وہاں دھاگے بندھا ہوا پایا.....نہ کسی نے عرضی لکھ کر لگائی تھی۔

مولودِ نبی ﷺ پر پہنچنے کے بعد یہ دیکھنے کو ملتا ہے کہ عربی، فارسی، اردو، فرانسیسی، ملایا۔ انگلش اور بنگلہ زبان میں ذیل کی تنبیہ لکھی ہوئی ہے:

"برادارانِ اسلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ بالتحدید ثابت نہیں ہے، لہذا اس جگہ سے برکت حاصل کرنا اور اس کو نماز اور دعا کے لئے متعین کرنا

مشروع نہیں ہے"

آخر یہ تضاد کیسا ہے؟....ایک ہی مسلک اور ایک ہی عقیدہ کا ایک مصنف کہتا ہے کہ جائے مولد نبی ﷺ ہے تو ایک کہتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی جگہ بالتحدید ثابت نہیں ہے....ایسی باتوں سے کئی سوالات کھڑے ہوتے ہیں....اول یہ کہ سارے آثارِ قدیمہ کا پتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو منیٰ میں شیطان نے کہاں کہاں پر ورغلانے کی کوشش کی ....حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے کہاں پر لٹایا گیا.... حضور ﷺ علیہ وسلم کے معراج کی شب جبرئیل علیہ السلام نے براق کہاں پر باندھا....حضور ﷺ کہاں پر آرام کر رہے تھے....حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکان اور آپ کا باغ کہاں پر تھا ....حضور ﷺ کی خدمت میں کھجور کا درخت جڑ سمیت کہاں سے چلا تھا....ابوجہل کا گھر کہاں پر تھا وغیرہ اس قسم کے بہت سارے آثار کی نشانی کو آپ نے یاد رکھا....لیکن حضور ﷺ کی جائے پیدائش کے تعلق سے مشکوک بات کرتے ہیں تو دال میں کالا نظر آتا ہے۔

اس تعلق سے باتیں یہیں پر ختم نہیں ہوتی ہیں بلکہ حکومت کی جانب سے کئی زبانوں میں پمفلٹ اور کتابچے بھی تقسیم کئے جاتے ہیں....ایک کتابچہ "کتب خانہ مکہ مکرمہ" کے نام سے راقم نے بھی حاصل کیا....اس کتابچہ میں گیارہ حوالے ہیں جن میں سے بیشتر حوالوں سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ حضور ﷺ کی جائے پیدائش یہ جگہ نہیں ہے....ان میں سب سے خطرناک حوالہ ایک غیر معروف سیاح سالم عیاشی کی کتاب "الرحلة العياشية" سے لیا گیا ہے، جو یہ ہے:

"سیاح ابوسالم عیاشی (متوفی ۱۰۹۰ ہجری) نے آپ کی جائے پیدائش کی تحقیق کی ہے اور اس میں علماء کا اختلاف ذکر کیا ہے، پھر اس قول پر بحث کی ہے جو لوگوں کے مابین مشہور ہے، کہتے ہیں: "تعجب ہے! انہوں نے گھر میں سے لیٹنے کی مقدار کی جگہ کو معین کیا اور کہا: یہ نبی ﷺ کی جائے پیدائش ہے، میرے نزدیک کسی صحیح یا ضعیف قول

سے اس کی تعیین انتہائی مشکل ہے کیوں کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ آپ کی جائے پیدائش مکہ میں ہے یا نہیں اور یہ مان لیں کہ مکہ میں ہے تو پھر کس قبیلے میں؟ اگر قبیلے کی تعیین بھی مان لی جائے تو پھر (اختلاف ہے کہ) کس گھر میں؟ اگر گھر بھی تعیین ہو جائے تو گھر میں سے ایک خاص جگہ کی تعیین ناممکن ہے جبکہ اتنا عرصہ گزر چکا ہے اور آثار معدوم ہو چکے ہیں''۔

مذکو بالا حوالہ میں تعصب و تنگ نظری، اینچ پینچ اور انکاریت صاف جھلک رہی ہے.... ابو سالم عیاشی کی یہ عبارت کتنی خطرناک ہے کہ'' آپ کی جائے پیدائش مکہ میں ہے یا نہیں اور یہ مان لیں کہ مکہ میں ہے تو پھر کس قبیلے میں؟''.... سب سے پہلے اس سیاح کو حدیث اور تاریخ کا مطالعہ کرنا تھا پھر ایسی باتیں لکھتا، حضورﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی کِنَانَۃَ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَصْطَفٰی قُرَیْشًا مِنْ کِنَانَۃَ وَاصْطَفٰی مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَاصْطَفَانِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ رَوَاہُ مُسْلِمٌ''

ترجمہ! اللہ تعالیٰ نے اولاد اسمٰعیل میں سے کنانہ کو چنا، اور کنانہ میں سے قریش کو منتخب فرمایا، اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چنا، اور مجھ کو بنی ہاشم میں سے چنا''۔

اس فرمانِ عالی حضورﷺ سے صاف ظاہر ہے کہ آپﷺ کا تعلق خاندانِ قریش اور قبیلہ بنو ہاشم سے ہے.... اور بنو ہاشم کہاں آباد تھے؟.... اس کے لئے زیادہ دور کسی اور گھر میں جانے کی ضرورت نہیں ہے اگر ابو سالم عیاشی زندہ ہوتا تو اس سے پوچھا جاتا ہے کہ قبیلہ بنو ہاشم کہاں آباد تھے؟.... دورِ حاضر میں اس کے ہی ہم عقیدہ ڈاکٹر محمد الیاس عبدالغنی سے پوچھ لیا جائے کہ قبیلہ بنو ہاشم کہاں آباد تھے تو وہ کہتے ہیں کہ:

''شعب ابی طالب کے گرد و نواح میں آنحضرتﷺ کا قبیلہ بنو ہاشم آباد تھا'' ص ۱۳۳

اس سے معاملہ صاف ہو گیا کہ حضورﷺ مکہ میں پیدا ہوئے.... دوسری بات یہ ہے کہ

قرون اولیٰ سے آج تک تمام محدثین اور مؤرخین یہی لکھتے آرہے ہیں کہ حضور ﷺ مکہ میں پیدا ہوئے .... حضور ﷺ کی پیدائش کی تاریخ میں اختلاف ہے لیکن جگہ میں کوئی اختلاف نہیں ہے پھر کس دریدہ ذہنی سے یہ کہہ دیا گیا ہے کہ ''آپ کی جائے پیدائش مکہ میں ہے یا نہیں؟'' .... اگر اس کتابچہ کا مکمل جائزہ لیا جائے تو صیاد اپنے دام میں خود آجائے گا.... انسان جس گھر میں پیدا ہوتا ہے وہ گھر اس سے منسوب ہوتا ہے.... ایک فٹ یا تین فٹ کی جگہ منسوب نہیں ہوتی ہے.... کیا مسجد شجر جتنے بڑے زمین کے قِطعَہ پر بنی ہے اتنی زمین کے قطعہ پر درخت پھیلا تھا؟.... مسجد فتح جہاں پر قائم ہے کیا اس پوری زمین پر حضور ﷺ نے فتح کا جھنڈا لہریا تھا؟.... اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

اس تعلق سے اتنے شواہد موجود ہیں کہ اگر ان سب کو ابو سالم عیاشی کے سر پر رکھ دیا جاتا تو وہ اٹھا نہیں سکتا.... نجدی حکومت سے قبل اس جگہ پر حرمین شریفین.... اہل عرب اور دنیا کے گوشے گوشے سے آنے والے مسلمان مولد النبی ﷺ پر میلاد کی محفل منعقد کرتے اور صلاۃ وسلام پڑھتے تھے.... حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مندرجہ ذیل عبارت آپ کی کتاب ''فیوض الحرمین'' میں ہے، اسے پڑھ کر ایمان تازہ کیجئے:

''میں ایک مرتبہ اُس محفلِ میلاد شریف میں حاضر ہوا، جو مکہ مکرمہ میں بارھویں ربیع الاوّل کو ''مولد النبی'' میں منعقد ہوئی تھی، جس وقت ولادت کا ذکر پڑھا جارہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایکبارگی اُس مجلس سے کچھ انوار بلند ہوئے، میں نے ان انوار پر غور کیا تو معلوم ہوا کہ وہ رحمتِ الٰہی، اور ان فرشتوں کے انوار تھے جو ایسی محفلوں میں حاضر ہوا کرتے ہیں'' سیرتِ مصطفیٰ .... علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی .... صفحہ ۶۰

قصہ المختصر یہ کہ ہم لوگ مولد نبی ﷺ کے قریب گئے دو مشٹنڈے (مولوی) کھڑے ہو کر پہرے داری کر رہے تھے کہ یہاں پر آنے والے زائرین میں کوئی مولد نبی ﷺ کو ہاتھ نہ لگائے .... تھوڑی دیر تک وہاں کھڑا ہو کر مولد نبی ﷺ کو دیکھتا رہا.... مولد نبی ﷺ کی

دائیں ہاتھ کی جانب حجاج کے زمزم بھرنے کے لئے نل لگے ہو گئے ہیں الحاج منظور صاحب وہاں جا کر اپنے موبائیل سے فوٹو کھینچ رہے تھے..... جب آپ اُدھر سے فارغ ہو کر آئے تو ہم لوگ آگے بڑھے، جس سڑک پر ہم چل رہے تھے اس کی بائیں جانب چھپرا مارکیٹ اور مدرسہ صولتیہ تھا یہ پوری مارکیٹ اور مدرسہ زمین بوس کر دیئے گئے ہیں شاید حرم شریف کی توسیع مقصد ہے، دائیں ہاتھ کی سمت میں بھی بہت ساری بلڈنگ توڑی جا چکی ہے اور بہت ساری بلڈنگوں پر توڑنے کے نشانات لگے ہوئے ہیں، تھوڑی دور آگے بڑھنے کے بعد بائیں سمت میں پوسٹ آفس ہے، اس کے تھوڑے فاصلہ پر مسجد جن سے پہلے ایک ناکہ یعنی چوراہا ہے، جس پر "طریق عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ" تحریر ہے، اس چار راستے والے ناکہ کو عبور کرنے بعد مسجد جن ہے اس کا دوسرا نام مسجد حرس ہے، ہم لوگ مسجد کے قریب پہنچے، مسجد کا دروازہ بند تھا اور اس میں تالے لگے ہوئے تھے، دونوں مقدس شہروں کے حرمین کے علاوہ وہاں کی تمام مسجدوں میں قفل لگے رہتے ہیں، صرف نماز کے وقت ان مسجدوں کے دروازے کھلتے ہیں، نماز ختم ہوتے کے ساتھ ہی دروازے بند ہو جاتے ہیں، زائرین جب وہاں پہنچتے ہیں تو ان کی شدید خواہش ہوتی ہے کہ یہاں دو رکعت نفل پڑھ لیں مگر وہ مایوس ہو کر لوٹتے ہیں، لہٰذا مسجد جن میں نفل پڑھنے سے ہم بھی مایوس رہے۔

مسجد جن سے دس پندرہ قدم کی دوری پر مسجد شجر ہے، یہ وہی جگہ ہے جہاں کھجور کا درخت تھا، حضور ﷺ کے فرمان پر وہ اپنے جڑ سمیت حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، یادگار کے طور پر وہاں پر مسجد بنی ہوئی ہے جو مسجد شجر کے نام سے جانی جاتی ہے، راقم اس طرف نہ جا کر سیدھے آگے کی جانب بڑھا، الحاج منظور احمد بھائی نے کہا اب اُدھر کہاں؟ میں نے کہا سامنے جنت المعلیٰ قبرستان ہے، چلئے قبرستان میں چلتے ہیں۔

جنت المعلیٰ کی زیارت

۲۰۰۱ء میں جب راقم اپنے والدِ محترم کے ساتھ حج کے لئے گیا تھا تو اس قبرستان میں داخل ہونے کی کوشش کی تھی لیکن پولس کا عملہ اور وہاں متعین گارڈ نے اندر داخل نہیں ہونے دیا، اس وجہ سے ایک کھٹکا لگا ہوا تھا کہ آج بھی داخل ہونے دیا جائے گا یا نہیں؟ جھجکتے قدم سے آگے بڑھا، دروازے کے قریب پہنچا، قبرستان کا دروازہ (گیٹ) بہت عمدہ بنا ہوا ہے، وہاں کئی دربان اور خدام موجود تھے لیکن ان لوگوں نے کوئی مزاحمت نہیں کی، گیٹ کے قریب کئی ہال نما کمرے بنے ہیں پھر اسی ہال نما ایک کمرہ سے قبرستان کے لئے راستہ نکلا ہے، جس پر چھوٹے چھوٹے ٹائلس لگے ہوئے ہیں، اسی راستہ سے ہم دونوں آگے بڑھتے جارہے تھے، جنت المعلیٰ پہاڑ کے دامن میں ہے، اس کے دو جانب پہاڑی ہے، ان دونوں پہاڑیوں پر اچھی خاصی آبادی بسی ہوئی ہے، پہاڑ کے دامن میں ہونے کی وجہ سے قبرستان کی زمین ہموار نہیں ہے بلکہ اونچی نیچی ہے،، اس بنا پر قبرستان میں جگہ جگہ کیاریاں بنادی گئی ہیں، میرا خیال ہے کہ ایسا اس لئے کیا گیا ہے کہ بارش کے وقت پہاڑ کے اوپر سے گرنے والا پانی قبر کی مٹی کو بہا کر نہ لے جاسکے، درمیانی راستہ قبرستان کے ایک سرے سے دوسرے تک چلا گیا ہے، اس راستہ پر بیشتر جگہوں پر شیڈ لگے ہوئے ہیں، یہ قبرستان بہت بڑا قبرستان ہے، لہذا درمیانی راستہ سے دائیں اور بائیں جانے کے لئے جگہ جگہ راستے بنے ہوئے ہیں، ہم دونوں آدمیوں نے جنت المعلیٰ کو باہر سے دیکھا تھا، اندر جانے کا پہلا موقع تھا، یہاں تک کہ منظور بھائی نے حج وعمرہ کرنے میں اپنا ایک ریکارڈ بنا رکھا ہے باوجود اس کے آپ بھی پہلی بار اندر جا کر جنت العلیٰ کی زیارت کررہے تھے، اندر کے تعلق سے ہم دونوں کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا صرف اتنا جانتے تھے کہ ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی قبر اسی قبرستان میں ہے۔ ہم دونوں بائیں سمت کے ایک راستہ پر چلنے لگے، قبرستان میں متعین صفائی ملازم اِدھر اُدھر بکھرے ہوئے تھے، ہم لوگ جس راستہ پر چل رہے تھے اس کے اگلے سرے پر ایک خادم ایک شیڈ کی چھاؤں میں کھڑا موبائیل پر زور زور

سے باتیں کرتا ہوا ہماری طرف دوڑا، ہم دونوں گھبرا گئے، منظور بھائی نے لگے ہم لوگ شاید غلط سمت چلے آئے ہیں؟ وہ ہمارے قریب آکر آہستہ ہو گیا اور سلام کر کے آگے کی طرف بڑھنے لگا، اس سے پوچھا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر کس طرف ہے؟ ان نے درمیانی راستہ پر جانے کے لئے کہا اور کہا کہ اس راستہ سے سیدھے اس کنارے چلے جاؤ، اس کی گفتگو کے لب و لہجے سے ظاہر ہو گیا تھا کہ یہ شخص بنگلہ دیشی ہے۔

ہم آگے کی سمت بڑھنے لگے..... راستہ میں اور کئی ملازمین ملتے گئے..... اور ہم ان سے پوچھ پوچھ کر آگے کی طرف قدم بڑھاتے گئے..... سامنے ایک سرنگ آ گیا..... یہ سرنگ جنت المعلیٰ کے دونوں حصے کو ملاتا ہے..... دونوں حصوں سے مراد ہے کہ قبرستان کے درمیان سے ایک سڑک نکالی گئی ہے..... کہا جاتا ہے کہ قبرستان کے جس حصے پر سڑک بنی ہے اسی حصے میں دیگر لوگوں کے علاوہ کسی جگہ پر حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر بھی تھی جسے سڑک کی تعمیر کے وقت معدوم کر دیا گیا..... قبرستان کی جتنی زمین بھر کر سڑک بنائی گئی ہے اس کے اوپر اُوور برج بنایا جا سکتا تھا اور بغیر کسی دقت کے اوور برج بنا کر اس حصے پر بنی قبروں کو بچایا جا سکتا تھا..... سرنگ کے اس پار جانے کے بعد کچھ دور تک چلتا رہا پھر ایک احاطہ ملا جس کے آگے حصہ کی ایک مضبوط دروازہ نظر آیا..... دروازہ بند تھا اور اس پر قفل لگا ہوا تھا..... دائیں اور بائیں کمر بھر کی دیوار..... دیوار کے اوپر دو طرفہ مضبوط جالی لگی ہوئی تھی..... جالی کے سامنے کھڑے تین چار آدمی فاتحہ پڑھ کر دعائیں مانگ رہے تھے..... جب وہ دعا سے فارغ ہوئے تو میں نے پوچھا کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی قبر کونسی ہے؟..... اس نے انگلی سے آگے کی طرف اشارہ کیا لیکن اس سے کچھ سمجھ میں نہیں آیا..... اس کی وجہ یہ تھی کہ اس احاطہ میں بھی کیاریاں بنی ہوئی ہیں اور ہر کیاری میں کئی کئی قبریں ہیں..... فاتحہ تو پڑھ لیا لیکن قلق بڑھتا جا رہا تھا کہ آخر امت کی ماں کی قبر کونسی ہے؟..... پہچان نہیں ہو سکی اسی درمیان ایک صاحب دائیں ہاتھ کی جانب سے نمودار

ہوئے.....انہوں نے کہا حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تربت کو صحیح طریقے سے دیکھنے کے لئے آپ اس طرف سے اوپر کی جانب چلے جائیں اور احاطہ کے باہر سے دیکھیں تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تربت صاف نظر آئے گی.....میں نے کہا کہ قبریں تو بہت ہیں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی قبر کی پہچان کیا ہے؟ کہنے لگے آپ کی قبر کے احاطہ میں بائیں طرف ایک چھوٹی سی قبر ہے جو آپ کے صاحبزادے کی ہے...یہی پہچان ہے... موصوف کی بتائی ہوئی جگہ پر جا کر دیکھا تو ہمیں پہچاننے میں دیر نہیں لگی۔

قبر پر نہ کوئی قبہ ہے نہ شیڈ.....نہ سایا ہے نہ شامیانہ.....نہ کوئی تحریر ہے نہ کتبہ.....مزار ہی نہیں ہے تو لوح مزار کہاں رہی گی؟.....جب لوح مزار ہی نہیں ہے تو تاریخ وصال کندہ کہاں ہوگی؟.....قبر زمین کے برابر ہے ایک انچ بھی اوپر ابھری نہیں ہے.....ظلم و جبر کے ہاتھوں ایسا ہوا ہے.....کہ قبہ توڑ دیا گیا....سائے ہٹا دیئے گئے.....تحریر مٹا دی گئی...شرک و بدعت اور بت پرستی کے نام پر قبروں کے ساتھ وہ وہ ظلم ہوئے جو نہیں ہونا چاہیئے تھا...ایک کیاری میں قبر کے گرد اینٹ و پتھر سے گھیر کر نشانی قائم کر دی گئی ہے.....قبر اور اس کے اِرد گرد کی سرخ بھربھری مٹی ایسے چمک رہی ہے جیسے سونا چمکتا ہے.....صاف ستھری ایسی کہ معلوم ہو رہا ہے فرشتے ابھی ابھی اپنے پروں سے صاف کر کے گئے ہیں.....رونق اتنی کہ جیسے نور کا ہالہ موجیں مار رہا ہے....آپ کی مبارک قبر کی بائیں سمت میں ایک ننھی سی قبر ہے یہ آپ کے صاحبزادے حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر ہے....ایسا لگتا ہے کہ حضرت قاسم اپنی ماں کی گود سے اچھل کر فرش پر ہمک ہمک کر کھیل رہے ہیں.....اور ماں مسکرا رہی ہیں.. ماحول بہت ہی حسین اور خوشگوار ہے.....رحمت کی ہوائیں جھوم جھوم کر ننھے کی بلائیں لے رہی ہیں.....یہ کتنے پیارے ہیں؟...اس کا اندازہ کرنے کے لئے چودہ صدی پیچھے پلٹ کر دیکھئے.....حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام کو اپنی کینت "ابوالقاسم" بنایا.....آغوشِ طاہرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) میں پرورش پا کر پاؤں پاؤں چلنا

سیکھ گئے تھے.....ابن سعد کے مطابق آپ کی عمر دو برس کی تھی کہ رب کی طرف سے بلاوا آ گیا.....مہمان بن کر آئے اور مہمان بن کر چلے گئے.....آئے تو کائنات مسکرا پڑی، گئے تو کائنات رونے لگی.....حضور ﷺ نے مقام "حجون" میں دفن کیا......ننھی سی تربت بنا دی گئی.....فتح مکہ کے بعد اس ننھی سی قبر کو پختہ کر دیا گیا کہ آنے والی نسل یاد رکھے کہ یہ نبی ﷺ کے لختِ جگر کی تربت ہے.....کائنات کے دولہا کے نورِ نظر کی آخری آرام گاہ ہے.....
حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا انتقال ہوا.....رسولِ کائنات ﷺ نے آپ رضی اللہ عنہا کو حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دائیں طرف دفن کیا کہ ماں بیٹا ایک جگہ رہیں.....دفن کے بعد بیٹے کی ننھی تربت ماں کی قبر کی آغوش میں آ گئی۔
دنیا والے شاید بھول گئے کہ یہی وہ ام المومنین ہیں جنہوں نے تن من دھن سے حضور ﷺ کی خدمت کیں.....رسول خدا ﷺ کے ساتھ تین سالوں تک شعب ابی طالب میں قید کی صعوبتوں کو برداشت کیا...آپ نے حضور ﷺ کو راضی رکھا اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو گیا.....رسول اللہ ﷺ کے اعلان نبوت کے بعد آپ سچے دل سے...جذبہ صادقہ سے...محبت سے...پیار سے یہ کہتی ہیں یا رسول اللہ ﷺ میرا مال اب میرا مال نہیں ہے...آپ کا مال ہے آپ جہاں چاہیں جیسے چاہیں جس پر چاہیں خرچ کریں.....رسول کائنات ﷺ کی زبان مبارک سے آپ کو جنت کی بشارت ملی.....کیسی جنت کی؟ موتیوں سے بنی جنت کی.....اسی جنتی ماں کی تربت پر باؤلے لوگوں نے ہتھوڑے چلائے...لیکن ماں کے چہرے پر شکن نہیں آئی.....لیکن ماں نے یہ ضرور کہا ہوگا کہ میری قبر مسمار کرنے والے تجھے نورِ مجسم سرورِ کائنات ﷺ کی باتیں یاد نہیں رہی کہ میں کون ہوں؟......میرا مرتبہ، میرا رتبہ کیا ہے؟ سب بھول گئے تو تم پر افسوس ہے کہ تم رسول کائنات ﷺ کے فرمودات کو بھول گئے اور محمد بن عبدالوہاب کی باتوں سے تم اتنا متاثر ہوئے کہ ماں کی تربت پر ہتھوڑے چلا دیئے...
..اسی مظلوم ماں جنتی ماں کی قبر کی زیارت کا شرف یہ گنہگار حاصل کر رہا تھا۔

جون کا مہینہ دھوپ کی تمازت بڑھتی جارہی تھی.....وہاں لوگوں نے بتایا کہ اس وقت یہاں ۵۲ ڈگری گرمی پڑرہی ہے.....دھوپ کے ساتھ پیاس بھی بڑھ رہی تھی اس لئے اب لوٹنے کا ارادہ کیا.....آخری سلامی عرض کی اور پیچھے کی جانب پلٹ گیا.....سرنگ کے قریب آکر بنگلہ دیشی صفائی ملازم سے پوچھا کہ پینے کے لئے پانی ملے گا؟.....اس نے ایک شیڈ کی جانب اشارہ کیا.....شیڈ کے اندر گیا جہاں بیٹھنے کے لئے کئی ایک بینچ لگے ہوئے تھے اور سامنے ایک بڑے فریج میں پلاسٹک کے گلاس میں پیک پانی رکھا ہوا تھا.....یکے بعد دیگرے دو گلاس پانی سے سیراب ہوا.....الحاج منظور احمد بھائی نے بھی نوش کیا.....فریج کا دروازہ شیشے کا تھا وہاں پہنچنے پر باہر ہی سے اندر کے گلاس صاف دکھائی دیتے تھے.....پانی کا یہ انتظام حکومت کی جانب سے زائرین کے لئے کیا گیا ہے...برسوں سے اس قبرستان میں نئی تدفین نہیں ہوتی ہے.....نئی تدفین کے لئے حکومت نے دوسری جگہ شہر سے دور انتظام کررکھا ہے.....اس قبرستان کا پرانا نام ''حجون'' اور اب ''جنت المُعلّیٰ'' کے نام سے جانا جاتا ہے.....اہل عرب کی اکثریت اسے ''جنت المُعلٰی'' کہتی ہے۔

ہم دونوں آدمی چلتے چلتے قبرستان کے دروازہ تک پہنچ گئے.....جاتے وقت یہاں پر کچھ غور نہیں کیا...غور سے نہیں دیکھا.....آتے وقت سامنے نظر پڑی تو دیکھا کہ یہاں پر بھی فریج میں پینے کا پانی رکھا ہوا ہے...دو گلاس پانی میں نے لے لیا...منظور بھائی نے بھی لیا.. ایک گلاس تو میں راستہ میں پی گیا...ایک گلاس کو قیام گاہ تک لایا...جسم کا پانی جب کم ہوتا تھا تو روح پانی پانی، ٹھنڈا پانی لاؤ، پلاؤ کی صدا بلند کرتی تھی...روح کی خاموش صدا پر جلدی سے اسے پانی پلادیتا۔

منظور بھائی! ۱۲/ بج گئے، چلئے! حرم میں چلتے ہیں، چلئے! لوگ نہ دھوپ کی پرواہ کرتے ہیں نہ بھوک کی، جس کو دیکھئے حرم کی طرف چلا جارہا ہے، اس دھوپ میں بھی لوگ پروانہ بن کر کعبہ کا طواف کررہے ہیں...دھوپ سے کھوپڑی گرم ہوجاتی ہے، پسینے سے کپڑے بھیگ

جاتے ہیں، لیکن پاؤں گرم نہیں ہوتا ہے... ۲۰۰۱ء کے حج کے وقت کسی نے کہا نیچے اے سی لگی ہوئی ہے، کسی نے پوچھا یہ پتھر گرم کیوں نہیں ہوتا ہے؟ میں کیا بتاؤں، مجھے تو خود ہی نہیں معلوم! حرم شریف کے ایک خادم سے پوچھا آپ اردو سمجھتے ہیں، کہنے لگے ہاں! پوچھئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں، میں پاکستان کا رہنے والا ہوں، یہ مطاف کے نیچے اے سی لگی ہوئی ہے؟ کہنے لگے نہیں! پھر یہ گرم کیوں نہیں ہوتا؟ یہ پتھر ہی ایسا ہے، باہر ملکوں سے اسے منگوایا گیا ہے۔

آج ڈیڑھ گھنٹے تک حرم شریف میں رہا، پھر قیام گاہ پر آیا، کھانا کھایا تھوڑی دیر آرام کیا، پھر عصر میں گیا اور عصر سے عشا تک حرم شریف میں رہا، اب جتنا زیادہ وقت حرم شریف میں گزر جائے بہتر ہے، اب تو رہنے کی مدت ختم ہو رہی ہے، ایک دن کے بعد ہماری روانگی ہے۔

۲۳/ جون ۲۰۱۲ء مطابق ۱۱/ شعبان ۱۴۳۳ھ سنیچر

آج فجر کی نماز کے بعد سب سے پہلی فکر زم زم کی ہوئی، ہوٹل میں کام کرنے والا ملازم ایک کین لانے، اس میں زم زم بھرنے، اس پر پلاسٹک کا کوور چڑھانے کا پندرہ ریال لیا تھا ...کین لایا کہ نہیں، زم زم بھرا کہ نہیں، کوور چڑھایا کہ نہیں؟ ذرا پوچھ لیا جائے، پوچھا تو اس نے کہا اطمینان رکھو، سب کام مکمل ہے، الحاج منظور بھائی گئے اور تین ڈبے پر نام لکھ کر قبضہ جما لیا...اب اطمینان ہو گیا، اب ہم آرام سے حرم میں آتے جاتے رہے۔

شام کے وقت امام الحق صاحب آئے ساتھ میں ایک بیگ میں گھر بھیجنے کے لئے سامان لیتے آئے، یہ سامان میرے گھر پر دے دیجئے گا، اب میرے پاس ۳۵/ کیلو کے لگ بھگ سامان ہو گیا، جہاز میں ۴۰/ کیلو تک لا سکتا تھا۔

۲۴/ جون ۲۰۱۲ء مطابق ۴/ شعبان ۱۴۳۳ھ بروز اتوار (الاحد)

آج ہماری واپسی کا دن ہے، جن کے پاس جو سامان ہے، اس کو بیگ، سوٹ کیس یا اٹیچی

وغیرہ میں رکھا جارہا ہے، ۲۳؍جون کی شام ہی کو میں نے طواف وداع کرلیا تھا، ہوٹل میں آنے کے بعد الحاج منظور احمد شیخ صاحب نے بتایا کہ میں نے بھی طواف وداع کرلیا ہے، لیکن ان کی اہلیہ نے طواف تو کیا لیکن وداع کی نیت سے نہیں کیا تھا موصوفہ کو بتایا گیا کہ عمرہ میں نفلی طواف سے بھی رخصت ہوسکتی ہیں لیکن ان کے دل کو سکون نہیں ہوا، لہذا۔ ۲۴؍جون کی صبح انہوں نے طواف وداع کیا۔

آج کعبہ کو، چاہِ زمزم کو، حرم مقدس کو، دنیا کی سب سے عمدہ اور پاک زمین کو، کوئے انبیاء کو، دارِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو الوداع کہنا ہے، قدم حرم کی مقدس زمین پر ہے، دل پرندے کی طرح وطن کے لئے پرواز کررہا ہے، عشق کہتا ہے کہ عشق کا بھرم ٹوٹ جائے گا، رکنا چاہیں تو رک نہیں سکتے کہ گویا قانون کو مٹھی میں لینا ہے، اس دوراہے پر عاشق کا حال کیا ہوتا ہے، اسے امام عشق ومحبت اعلیحضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ یوں بیان کرتے ہیں۔

یادِ وطن ستم کیا دشتِ حرم سے لائی کیوں
بیٹھے بٹھائے بدنصیب سر پہ بلا اٹھائی کیوں
دل میں تو چوٹ تھی دبی ہائے غضب ابھر گئی
پوچھو تو آہِ سرد سے ٹھنڈی ہوا چلائی کیوں

روانگی سے دو دن قبل امام الحق صاحب امرود کا جوس دے گئے، ہم لوگوں نے پیا، جو بچ گیا فریج میں رکھ دیا، آج اس کو ختم کرکے اس میں زم زم بھرنے کے ارادے سے اس کو ختم کرنے کی صلاح ہوئی، رات کے وقت راقم پر اس نے اور اے سی کی ٹھنڈی ہوا نے کے مل کر اپنا اثر دکھایا، صبح بیدار ہونے پر اس نے ناک کو بند، حلق میں سوجن، بدن میں درد اور بخار کی کیفیت پیدا کردیا، صبح کی نماز کمرے میں ادا کی، پھر سو گیا، دوپہر کو دھوپ کی تپش کو سہتے ہوئے حرم پاک میں پہنچا، ظہر کی نماز پڑھی کعبہ کو الوداع کہا، ہوٹل میں آیا کھانا کھانے سے فارغ ہوا، سامان تیار ہے بس کے آنے کا انتظار ہے۔

بنگلور کے ایک ٹور کے ذریعہ بنگلور کے شہری ٹی حسین اپنی اہلیہ، ایک بیٹی اور ایک پوتے کے ساتھ عمرہ کے لئے آئے ہیں اور ہمارے کمرہ نمبر ۸۰۱ کے متصل کمرہ نمبر ۸۰۲ میں ٹھہرے ہوئے ہیں، شوگر کے مریض ہیں اچانک ان کو سانس لینے میں تکلیف ہونے لگی، ان کی لڑکی اور پوتے کی آہ، اُف کی آواز بلند ہوئی، میں کمرہ سے نکلا دیکھا ان کی اہلیہ ان کے سینے پر ہاتھ پھیر رہی ہیں، ان کی لڑکی ٹور آپریٹر کو فون لگا رہی ہے، آپریٹر فون اٹھا نہیں رہا ہے، لڑکی مضطرب اور پریشان ہے، جناب بہادر بھائی، بی ایم ٹیلر جو کمرہ نمبر ۸۰۴ میں قیام کئے ہوئے تھے، وہاں پہنچ کر میں نے ان کو خبر کی، موصوف تیز تیز قدم ان تک پہنچے، ان کی کیفیت کو بھانپ گئے پھر الٹے قدم پیچھے پلٹے، ہوٹل کے گراونڈ فلور میں لوگوں کو خبر کر کے چار پانچ آدمیوں کو بلا کر لائے، جب تک موصوف بستر پر گر گئے، بہادر بھائی و دیگر لوگوں نے ان کو ویل چیئر پر بیٹھا کر گراؤنڈ فلور میں لے کر آئے، ڈاکٹر اور ایمبولینس والوں کو فون کیا جا رہا ہے، یہ ساری چیزیں تسلی کے لئے ہو رہی تھیں، ورنہ ان کی سانس اسی وقت رک گئی تھی، زندگی کا کھیل بگڑ گیا تھا، وہ موت کو لگے لگا چکے تھے، جب وہ بستر پر بیٹھے ہوئے لیٹ گئے تھے۔

ڈاکٹر آ گیا، کان پر آلہ لگا کر ٹی حسین صاحب کے سینہ پر رکھا، نبض دیکھا اور کہہ دیا کہ ان کی سانسیں بند ہو چکی ہیں، گراؤنڈ فلور ہی میں ان کو ایک صوفہ سیٹ پر سلا کر اوپر سے ایک سفید چادر ڈال دی گئی، قریب بیٹھ کر ان کی بیوہ رو رہی ہیں، لڑکی سسک رہی ہے، پوتا بلک رہا ہے، لیکن کوئی ان کے آنسو پوچھنے والا نہیں ہے، نہ کوئی اپنا، نہ خویش، نہ اقارب، نہ رشتہ دار، نہ دوست، نہ احباب، جانے والے چلے گئے لیکن پردیس کی پریشانی کو وہی جانتے ہیں جن پر پریشانی آتی ہے.... برسوں کا رشتہ منٹوں میں نہیں بھلایا جا سکتا، باپ کی شفقت کو یک لخت خیر باد نہیں کیا جا سکتا، دادا کی محبت کو آج ہی کے دن ایک دم سے بھول جانا ممکن نہیں، ان تینوں پر جو گزر رہی تھی ان تینوں کے علاوہ دوسرا کوئی نہیں بتا سکتا۔

قدرے تاخیر کے بعد ہم لوگوں کو جدہ آنے کے لئے کوسٹر گاڑی آگئی اور ہم لوگ جدہ کے لئے روانہ ہو گئے، ڈرائیور گاڑی دوڑاتا رہا اور ہم حرم کی زمین کو حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے، راستے میں ایک جگہ الحاج منظور بھائی نے کہا یہ دیکھئے! لوہا گلانے کا کارخانہ ہے، مطلب یہ ہوا کہ صنعت وحرفت میں سعودی حکومت قدم آگے بڑھا رہی ہے، اب ہم وہاں پہنچ گئے جہاں ایک اوبر بریج نما ایک ریلنگ بنا ہوا ہے اور اس کے اوپر رحل بنی ہوئی ہے، اور اس پر تحریر ہے، حدود حرم، یعنی ہم حدود حرم سے نکل رہے ہیں... چند آن پہلے ہم حرم میں تھے اور چند آن میں باہر آگئے... یہ اندر باہر کے معاملہ نے اچھی طرح سے سمجھا دیا کہ آدمی چند آن میں کیا سے کیا ہو جاتا ہے... مالدار غریب بن جاتا، غریب مالدار ہو جاتا ہے ...صحت مند بیمار ہو جاتا، بیمار صحت مند بن جاتا ہے.. گنہگار پارسا ہو جاتا، پارسا بھی گناہوں کے بھنور میں گر جاتا ہے... آدمی کے اختیار میں کچھ بھی نہیں ہے اور آدمی با اختیار بھی ہے... تدبیر بھی ہو۔ قسمت پر یقین بھی ہو... دوا بھی ہو، دعا بھی ہو۔

جدہ کے ایئرپورٹ پر

کچھ سوچتا، کچھ دیکھتا، کچھ غور کرتا، کچھ پڑھتا، کچھ گفتگو کرتا... کبھی حرم کو، کبھی کعبہ کو، کبھی سنگ اسود کو، کبھی مطاف کو، کبھی حطیم کو، کبھی مسجد نبوی کو، کبھی گنبد خضری کو، کبھی جنت کی کیاری کو تصور میں بساتا، کبھی اپنی قسمت کے بلند ستارہ پر نظر کرتا، کبھی کریم کی کرم نوازی پر مسکراتا ہوا جدہ پہنچا۔

گاڑی سے اترا، سامان اتارا، بیگ کو گردن میں، ایک ہاتھ میں سوٹ کیس، ایک ہاتھ میں زمزم کے کین کو لیتا ہوا، ایئرپورٹ کے داخلی دروازہ کے اندر پہنچا دیا، الحاج منظور بھائی نے بھی دو دفعہ میں اپنا مکمل سامان لاکر رکھ دیا، بہادر صاحب کچھ پریشان سے نظر آئے، کیا ہوا؟ افراتفری میں یا آنے کی خوشی میں یا نہ جانے کس طرح سے ان کا زمزم کا ایک کین

مکہ مکرمہ میں ہی چھوٹ گیا، ایک کین چھوٹ گیا تو آپ کے پاس پانچ کین تو ہیں؟ ہمارے دوست واحباب ورشتے دار بہت ہیں، سب کو دینا ہے، ایک کین اور چاہئے، میں دل میں سوچنے لگا اب یہاں ایئر پورٹ پر زمزم کہاں ملے گا؟

بہادر صاحب کہنے لگے ملے گا! پھر دیکھا کہ بہادر صاحب اور منظور بھائی دونوں ایک طرف چل دیئے، بہت دیر کے بعد آئے تو کہنے لگے مل تو رہا ہے..لیکن بہت قیمت بولتا ہے

،یہاں زمزم کون بیچتا ہے؟

ایئر پورٹ کا عملہ ہے۔

مکہ سے یہاں زمزم لا کر بیوپار کرتا ہے؟

منظور بھائی کہنے لگے نہیں نہیں، ایسا نہیں ہے، ہوتا کیا ہے کہ بہت سارے حجاج شوق میں یا ضرورت کے تحت ایک کین سے زیادہ زمزم لے لیتے ہیں لیکن جہاز میں دس لیٹر سے زیادہ کا الاؤ نہیں ہے..اگر زیادہ لے جانا ہے تو اس کا چارج بھرنا پڑتا ہے،: چارج نہیں بھرتے ان کا زمزم روک لیا جاتا ہے، اسی روکے ہوئے زمزم کو عملہ بیچتے ہیں...یہ تو اچھا دھندا ہے کہ نہ ہلدی لگے نہ پھٹکری رنگ نکلے چوکھا والا حساب کتاب ہے۔

منظور بھائی! ایک کین کی کتنی قیمت کہتا ہے؟

ارے! تمیں ریال بول رہا ہے۔

پھر کیا ارادہ ہے؟

لیا جائے گا، کچھ کم کردے تو بہتر ہے۔

گھوم پھیر کر پھر دونوں آدمی وہاں پہنچ گئے اور زمزم لے کر آ گئے۔

میں نے عصر ومغرب کی نماز ایئر پورٹ پر ہی پڑھ لی، جدہ میں ہم ''کنگ عبدالعزیز ایئر پورٹ'' پر تھے، ٹکٹ پر لکھا ہوا تھا۔Jaddah King ABD Sv744۔لیکن وہاں بیٹھے ہوئے عملہ کے ایک بڑے آفیسر سے جب پوچھا گیا اور ٹکٹ دکھا گیا تو اس نے کہا! تم

لوگ ٹرمنل پر جاؤ... یہ تو دن کو رات بتا رہا تھا، ایک دوسرے آفیسر کو ٹکٹ دکھایا گیا تو اس نے کہا تم لوگوں کی پرواز یہاں سے ہی ہوگی... یہ سن کر جان میں جان آئی... اس نے کہا تم لوگ اپنا سامان لے کر لائن میں لگ جاؤ... یہی کام تو معرکہ سر کرنے والا ہوتا ہے.. ایک گھنٹہ لگ گیا، چیکنگ کاؤنٹر تک پہنچنے میں، پہنچا سامان مشین پر چڑھ گیا اور مشین ہی کے ذریعہ جہاز میں چلا گیا... زم زم کو کنارے کر دیا گیا.. اس کو فلاں مقام پر دیدو... دیدیا۔

پلٹ کر وہاں پر ہی آیا جہاں بیٹھا ہوا تھا... مکۃ المکرمہ سے چلتے وقت ٹور آپریٹر نے بریڈ اور آملیٹ دیدیا تھا.. بہادر صاحب کے ایک دوست بھی کچھ کھانے پینے کا سامان لے کر ایئر پورٹ آگئے تھے.. یہی سب چیزیں تھوڑا تھوڑا کھا کر پانی پی لیا گیا... ابھی ایک مورچہ اور باقی ہے، بوڈنگ کارڈ لینے کا، وہاں سے اٹھے پھر نمبر میں لگ گئے.. یہاں بھی لمبی قطار لگی ہوئی تھی... جسے دیکھ کر ہی جی گھبرا رہا تھا، لیکن کھڑا تو ہونا ہے.. سب کے ساتھ میں بھی کھڑا ہو گیا.. ایک جہاز کے نہیں کئی جہاز کے مسافر قطار میں کھڑے ہوئے تھے.. نہ جانے کب نمبر آئے گا، کوئی کہہ رہا ہے، ہم فلاں ٹریول کے ذریعہ آئے ہیں، اس کا کوئی آدمی دیکھنے کو نہیں ملتا... کوئی تھک جاتا تو بیٹھ جاتا ہے، کوئی کمر پکڑ رہا ہے.. آدمیوں کی بھیڑ دیکھ کر تیسرا کاونٹر کھولا گیا، لوگ اِدھر سے اُدھر بھاگنے لگے، افراتفری کا ماحول پیدا ہو گیا.. چند ساعت میں لوگ سنجیدہ ہو گئے.... اللہ اللہ کر کے ہم لوگ کاونٹر تک پہنچے... پاسپورٹ چیک ہوا، بوڈنگ کارڈ ملا... منظور بھائی کہنے لگے ایک مرحلہ اور باقی ہے۔

اب کیا باقی ہے؟

یہ ہاتھ کا بیگ اور باڈی بھی تو چیک ہوگا۔

ہم لوگ وہاں پہنچے، غنیمت تھا وہاں بھیڑ نہیں تھی، جلدی سے چیک چوک ہو گیا، وہاں سے چلے تو ویٹنگ روم میں بیٹھا دیا گیا، ابھی دوسرے جہاز کے آدمی جا رہے ہیں، کتنی دیر بیٹھا، گھڑی نہیں دیکھا... پھر ہمیں قطار میں کھڑا کر دیا گیا... پہلی منزل سے چلے گراونڈ فلور میں

اترے، بوڈنگ کارڈ چیک ہوا، پھر لائن میں کھڑا کر دیا گیا... اب کیا باقی رہ گیا ہے؟

منظور بھائی نے کہا، اب بس میں بیٹھنا ہے، جہاز دُور لگا ہوا ہے۔

ایک بس بھر گئی، اس کی جگہ دوسری بس لگ گئی، اس میں ہم لوگ چڑھ گئے، بس جب بھر گئی تو چلنے لگی، چلتے چلتے ایک چٹیل میدان میں پہنچ گئی، جہاز میں سیڑھی لگی ہوئی ہے، لوگ بس سے اترے، جہاز کی طرف قدم بڑھا دیا۔ سب کے ساتھ میں بھی زینے پر قدم رکھا، ایک ٹینکر وہاں پر لگا ہوا ہے، منظور بھائی یہ کیا ہے؟ کہنے لگے جہاز میں تیل بھرا جا رہا ہے.. جہاز کے پَر میں تیل؟ کہنے لگے اسی میں تیل کی ٹنکی ہے.. جب اوپر پہنچا تو وہی تین لڑکیاں اور لڑکا، استقبال کے لئے کھڑے ہوئے، اور وہی سارے کام انجام دیئے جو جانے میں دیئے تھے... ۱۲/ بجکر ۳۵ منٹ کا وقت تھا جہاز کے کھلنے کا، قدرے تاخیر سے کھلا، ۸/ بجے اس کو ممبئی کے سہارا ایئرپورٹ پر پہنچنا ہے۔

ممبئی ایئرپورٹ پر

جہاز آہستہ آہستہ نیچا ہوتا جا رہا ہے، ۸/ بجنے میں بارہ منٹ باقی ہے، مولوی جمال الدین نائب امام سنی جامع مسجد پتری پل کا فون آ گیا، کہاں ہیں؟ جہاز میں ہوں، ایئرپورٹ پر پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا؟ دس، پندرہ منٹ میں پہنچ جائے گا۔

۸/ بجے جہاز اتر گیا، باہر آیا، یہاں بھی تھکا دینے اور اکتا دینے والی لائن لگی ہوئی تھی.. اس سے فارغ ہوا تو سامان آنے والی مشین پر اپنے سامان کا انتظار کرنے لگا، لیکن سامان آنے کا نام ہی نہیں ہے، زمین کھا گئی یا آسمان نے نگل لیا یا جدہ ہی میں چھوٹ گیا یا جہاز ہی میں رہ گیا؟ طرح طرح کے خیالات نے جنم لینے شروع کر دیئے، جہاز کے ایک عملہ نے پوچھا سامان پہلے چڑھا تھا یا بعد میں؟ ہم سے آگے کچھ لوگ تھے اور پیچھے بہت زیادہ، اس نے کہا گھبراؤ نہیں سامان آئے گا، جو سامان پہلے چڑھتا ہے وہ بعد میں آتا ہے، جو بعد میں چڑھتا

ہے وہ پہلے آتا ہے، باہر ہمیں لینے کے لئے آنے والے جناب سید یاسین علی بھائی، جناب سید منیر احمد بھائی، مولوی جمال الدین، جناب الحاج منظور احمد بھائی کے صاجزادے مجاھد شیخ صاحب ان میں سے کسی نہ کسی کا ہر دس پندرہ کے بعد فون آتا تھا، آپ لوگ اندر کیا کر رہے ہیں؟ بھائی ابھی تک سامان نہیں آیا ہے، ستانے کے بعد، تھکانے کے بعد سامان آیا، ہاتھوں ہاتھ لیا، باہر بھاگا، آگے پھر رکاوٹ، سامان چیک ہوگا، لوگ لائن میں لگ گئے، لیکن وہاں بیٹھے ایک آفیسر کے دل میں کیا خیال آیا مجھ کو اور الحاج منظور احمد بھائی کو لائن سے الگ کر کے کہا آپ لوگ چلے جائیں۔ اللہ تیرا شکر ہے۔ اگر یہ ہم لوگوں کو روک لیتا، اور ہم لوگوں کو لینے والے حضرات چلے جاتے تو کیا ہوتا؟ ہم لوگ باہر آئے گاڑی میں بیٹھے اور اپنے مقام پر آ گئے۔

ختم شد

الوری اکیڈمی کی مطبوعات

نشان حق و باطل	عیدوں کے عید اردو، ہندی
شراب اور انکے نقصانات	عید میلاد علمائے اہلسنت کی نظر میں
سبیلہ بخشش	کنز الایمان اور امام احمد رضا
وسیلہ بخشش	فضائل محرم
لطائف	نماز اہل ایمان کی معراج
ھجری ماہ وسال کے اجالے میں	شخص و عکس (امام احمد رضا اپنی نعت گوئی کے آئینے میں)
میت کفن سے دفن تک	سہ ماہی المختار کا امام علم وفن نمبر
نغمات بخشش	گلستان رضا
امام احمد رضا کے مبلغین	حرم سے حرم تک
تعارف محمد ادریس رضوی	عالمی برادری کا وحشت ناک معاشرہ

لھذا ادارے کی دینی، تبلیغی واشاعتی کاموں میں مالی تعاون فرما کر دارین کی نعمتوں سے سرفراز ہوں۔

رضا نگر، بیل بازار، ولی پیر روڈ کلیان ضلع تھانے، مہاراشٹر

اندرا نگر، امبرناتھ روڈ، والدھونی کلیان ضلع تھانے، مہاراشٹر

Al Jamiatul Rizvia
Behinddesai Shopping Centre
Raza Nagar Bail Bazar Kalyan
9322329875

Madrasa Islamia Yateem Khana
Indira Nagar Waldhuni Kalyan
9323737659